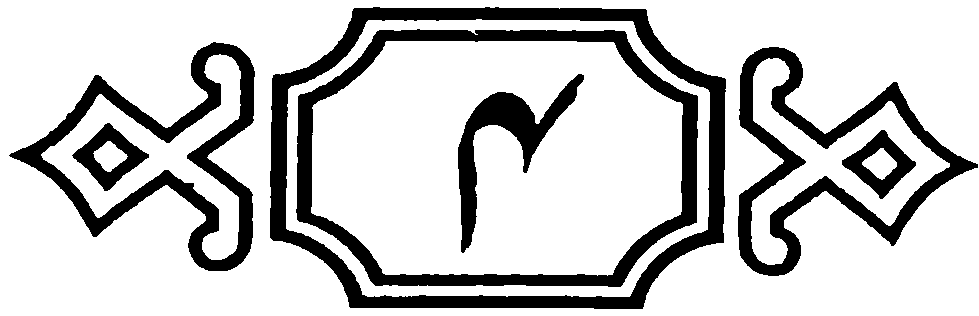


جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بخارالاکوار



علامہ محمد باقر مجلسیؒ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

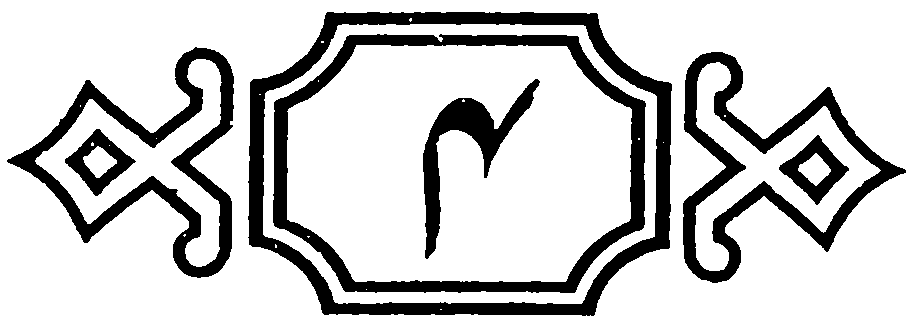
درحالات

حضرت امام محمد باقرؑ علیہ السلام

محفوظ ایک کتبہ
مارشن روڈ
کراچی

جلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بخارالاکوار



علامہ محمد باقر مجلسیؒ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

درحالات

حضرت امام محمد باقرؑ



محفوظ ایک کتبہ • مارشن روڈ
کراچی

فہرست تراجم اخبار و احادیث بحار الانوار

در حالات حضرت امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام

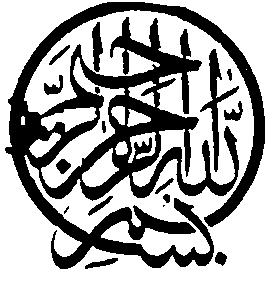
صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۲۲	وصیت امام زین العابدینؑ		پہلا باب
۲۳	لوح محفوظ میں آئمہ کے اسماء کا اندراج	۵	مقام و تاریخ ولادت و شہادت
	پانچواں باب	۶	وقت رحلت سے آگے، وصال و وصیت
۲۵	معجزات امام محمد باقر علیہ السلام	۸	نسبی امتیاز و امام کے چند مخصوص احوال و کوائف
۲۶	الوح توریت کی حضرات آئمہ کے پاس موجودگی	۹	حکمران دور امامت
۲۷	معرفت اسم اعظم	۱۰	اقوال در بارہ تاریخ ولادت و شہادت
۲۸	اعجازات امام		دوسرا باب
۲۹	اطاعت پرندگان و درندگان	۱۳	حضرت امام کے ”باقر“ لقب کی وجہ تسمیہ
۳۱	امام کی قدرت	۱۳	نقش خاتم امامت
۳۲	قابل پر عذاب الہی	۱۴	حضرت کا حلیہ مبارک
۳۵	امام کی پہچان اور ان کا درجہ و مقام		تیسرا باب
۳۶	اہلبیت سے دشمنی کا انجام		فضائل و مناقب
۳۸	عالم اسماء الہی	۱۵	حضرت امام ”باقر العلوم“ ہیں
۳۹	عباسی حکومت کے بارے میں حضرت امام کی پیش گوئی	۱۶	رسول اللہ کا امام محمد باقر علیہ السلام کو سلام
۴۰	شیعان اہلبیت کی ذمہ داریاں	۱۸	چوتھا باب
۴۱	پیش گوئی امام		ثبوت امامت، دارث علم و تبرکات
۴۳	مدینہ پر حملہ، امام کی پیش گوئی	۲۱	آپ کا حق امامت و ولایت
۴۴	دائرہ علم امامت	۲۲	
۴۵	آل محمد پر ظلم ڈھلنے والوں کی رحمت خداوندی سے محرومی		

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۸۲	قلبِ انسانی پر قرآن مجید کے اثرات	۴۶	اہل محمد کی اپنے حقیقی دوستوں کی تکلیف میں بچپنی
۸۳	امام کا غلاموں کے کام میں ہاتھ بٹانا	۴۷	احترام کعبہ کی تلقین
۸۴	غسل جنابت میت	۴۹	زوالِ بنی امیہ کی پیش گوئی
	ساتواں باب	۵۲	سیرِ عالمین
	معجزاتِ امام اور سفرِ شام	۵۳	دلیلِ امامت
۸۷	حضرتِ امام کا سفرِ شام	۵۵	اہلبیت ہی مرجعِ خلائق ہیں
۹۶	امیر المومنین کے اسلام پر احسانات	۵۶	عالم الغیب
۹۹	آٹھواں باب	۵۸	صحفِ ائمہ میں اسماءِ شیعیان کا اندراج و آپکا عظیم معجزہ
	مدارجِ فاطمہ الزہراءؑ	۶۴	ہشام کی حکومت اور امام کی پیش گوئی
۱۰۱	حضرتِ امام کو فدک کی واپسی	۶۵	جناب جابر کی پیش گوئی
۱۰۲	ہر منزل پر امام کی اپنے دوستوں کی رہنمائی	۶۶	جنات اور خدمت گزاریِ امام
۱۰۶	شہادتِ امامؑ	۶۷	مُسْتَجِیْبُ الدَّعَوَات
۱۰۷	عبدالملک کا بھیانک انجام		چھٹا باب
۱۱۰	بروزِ قیامت جنتیوں اور دوزخیوں کی حالت	۶۹	در بیانِ مکارمِ اخلاق و سیرت، علم و فضل
۱۱۱	عمر بن عبدالعزیز کی اپنا سلاف سے بیزاری	۷۰	تلاشِ رزقِ حلال
۱۱۲	عترتِ رسولؐ ہی وارثِ رسولؐ ہے۔	۷۱	امام وارثِ علومِ انبیاء ہیں
۱۱۳	عمر بن عبدالعزیز اور حقِ خلافت	۷۲	ایک عیسائی کا قبولِ اسلام
۱۱۴	ہر کردار کی بلندی اہلبیت کی پیروی کا نام ہے	۷۳	توانعِ امام
۱۱۶	مومنِ کامل ہی احادیثِ اہلبیت کا بار اٹھا سکتا ہے	۷۴	زمینتِ برائے ازواج
۱۱۸	بنو عباس کی حکومت کا قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی	۷۵	حقوقِ زوجین
۱۱۹	اصحابِ امام اور ان کا مختصر تعارف	۷۶	حضرتِ امام اور نشرِ علوم
۱۲۱	نواں باب	۷۷	حق کی نعمتوں کے بارے میں باز پرس
	عبداللہ بن نافع کا امام سے مناظرہ	۷۸	سنتِ امام
۱۲۳		۸۰	درجہ تسلیم در رضا
		۸۱	سبر جیل کیا ہے؟

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۱۳۷	حضرت امام کی نادر اخبار و روایات	۱۲۵	تفسیر قرآنی آیات
۱۳۸	حضرت خضر سے جناب امام کی ملاقات	۱۲۷	طاووس یمانی کے سوالات اور انکے مدلل جوابات
۱۳۹	حضرت امام کے یہاں مجلس گریہ و ماتم	۱۳۰	کائنات میں سب سے بڑا عالم
	گیارھواں باب	۱۳۱	جناب ابو حنیفہ اور امام
۱۴۱	اولادِ امام علیہ السلام	۱۳۲	ممتنع
	باطل عقیدہ کی بنا پر حضرت امام کی زوجہ	۱۳۳	قتادہ بن دعامہ بصری سے مباحثہ
۱۴۲	کی طلاق	۱۳۴	شراب دوسرے گناہوں کی طرف مائل کر دیتی ہے
۱۴۲	زوجہ امام کا علمی مقام	۱۳۵	جنائزے کی تعظیم اور آل محمد علیہم السلام
			دسواں باب

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت _____ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۶ ہجری
 ناشر _____ محفوظ بک ایجنسی کراچی
 مصنف _____ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ
 مترجم _____ مولانا سید حسن امداد
 کتابت _____ محمد یعقوب گوندل



پہلا باب

مقام و تاریخ ولادت و شہادت

①

تاریخ ولادت کتاب اعلام الوری میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یکم ماہ رجب ۵۷ ہجری بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت امام کی تاریخ ولادت ماہ صفر ۵۷ ہجری کی تیسری تاریخ ہے۔ مصباحین میں جناب جابر جعفری سے مروی ہے کہ آپ کی ولادت یکم ماہ رجب ۵۷ ہجری بروز جمعہ ہوئی (مصباح المتعجد ص ۵۵)

تاریخ وفات و مدت عمر بیان کیا گیا ہے کہ ماہ ذی الحجۃ ۱۱۴ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی اور عمر ستاون سال۔ اپنے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں چار سال اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی حیات میں انتالیس سال گزارے۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ عبداللہ دختر حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں۔

مدّت امامت آپ کا زمانہ امامت اٹھارہ سال رہا۔

سلاطین دورِ امامت آپ کا دورِ امامت ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ حکومت میں گزرا اور اسی ہشام کے دور حکومت میں آپ کی وفات ہوئی۔ (اعلام الوری ص ۲۵۹)

وقت رحلت سے آگہی اور دوسرے جہاں سے تعلق

(۲)

کتاب بصائر الدرجات میں سدر سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے پدر بزرگوار سخت بیمار ہو گئے جس سے ہم سب پریشان تھے کہ کہیں آخری وقت قریب نہ آگیا ہو۔ گھر والوں نے آپ کے سرہانے بیٹھ کر دنا شروع کر دیا۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ پریشانی کی بات نہیں ہے میں اس بیماری میں نہیں مروں گا۔ میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے بتایا کہ اس بیماری میں میری موت واقع نہ ہوگی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ تندرست ہو گئے اور بحمد اللہ ایک مدت تک زندہ رہے اور ایسا لگتا تھا کہ آپ کو کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ پھر ایک دفعہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ وہ دو اشخاص جو میری اس بیماری کی حالت میں آئے تھے انہوں نے مجھے بتا دیا تھا کہ میں فلاں روز وفات پاؤں گا۔ یہی ہوا کہ پدر بزرگوار نے ان دونوں کے بتائے ہوئے دن وفات پائی۔ (بصائر الدرجات جلد ۱۰ باب ۹ حدیث ۲)

(۳)

کتاب بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے روز ان کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ نے مجھے اپنے غسل و کفن اور تہیہ داخل کرنے کے بارے میں کئی وصیتیں فرمائیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو آج آپ کو سب دنوں سے بہتر پاتا ہوں اور موت کے کوئی آثار نہیں ہیں نہ آپ نے فرمایا ”بیٹا، کیا تم نے دیوار کے پیچھے سے میرے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی آواز نہیں سنی کہ فرماتے تھے ”محمدؐ آنے میں جلدی کرو۔“ (نفس المصدر جلد ۱۰ باب ۹ حدیث ۶)

یہی روایت کشف الغمہ میں بھی درج ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۲۹)

وصال، وصیت قبر و جانشین

(۴)

کتاب بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی رحلت کی شب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام مناجات اور دعاؤں میں مصروف ہیں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں ٹھہر جاؤں میں رکا رہا۔ جب مناجات سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا ”بیٹا، آج رات کو میرا انتقال ہو جائے گا اور یہی وہ شب ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ ان کے پدر بزرگوار حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام شب رحلت میں میرے پاس ایک شربت لائے اور

مجھے پینے کا حکم دیا اور فرمایا بیٹا یہی وہ رات ہے جس میں میری رحلت ہو جائے گی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی شب میں میرے پدر بزرگوار دنیا سے رخصت ہوئے۔

(بصائر الدرجات جلد ۱۰ باب ۹ حدیث ۷)

⑤ ————— کافی میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی رحلت کا وقت قریب آپہنچا تو فرمایا کہ جب میں دنیا سے انتقال کر جاؤں تو میری قبر کھودنا اور مجھے اس میں دفن کر دینا اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر تیار کرالی تھی تو کہنے والا سچا ہے۔ (کافی جلد ۳ ص ۱۶۶)

⑥ ————— کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دن اپنی بیماری کے زمانہ میں مجھ سے فرمایا کہ بیٹا مدینہ کے قریش کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں انہیں گواہ بنا لوں چنانچہ میں نے قریش کے لوگوں کو بلایا اور پھر پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ جب میں رحلت کر جاؤں تو میرا غسل و کفن کرنا اور میری قبر کو چار انگل کے برابر اونچا رکھنا اور اس پر پانی چھڑک دینا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بارے میں آپ کا جو حکم ہوتا میں اُسے ضرور سبالاتا آپ نے یہ کس لیے چاہا کہ آپ لوگوں کو گواہ بنائیں تو ارشاد فرمایا بیٹا یہ اس لیے کہ میرے بعد کوئی نزاع نہ ہو۔ (نفس المصدر جلد ۳ ص ۲۱۷)

وضاحت اس روایت میں جہاں غسل و کفن اور دوسرے امور کے بارے میں حضرت امام کی وصیت کا اظہار ہوتا ہے ایک خاص مقصود یہ تھا کہ لوگ اس سے آگاہ رہیں کہ امام کی تجہیز و تکفین امام ہی کیا کرتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں اور یہ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کے بعد آپ کے جانشین اور امام خلق ہیں جس کے بارے میں کسی طرح کا اختلاف نہ ہونے پائے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ایک امام کا اپنے بعد کے لیے وصیت کرنا اور اپنا جانشین مقرر کرنا دلائل امامت میں سے ہے۔

⑦ ————— کافی میں جناب زرارہ وغیرہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے مائتہ اخراجات کے لیے آٹھ سو درہم کی وصیت فرمائی اور آپ کے نزدیک ایسی وصیت سنت کا درجہ رکھتی تھی اس لیے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اولاد جعفر کے لیے موت کے کھانے کا انتظام کرو چنانچہ لوگوں نے اس کام کو انجام دیا۔ (المصدر السابق جلد ۳ ص ۲۱۷)

⑧ ————— کافی میں ابو جعفر الفراء سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک دھڑ لٹ گئی تھی تو آپ نے اُسے مٹھی میں رکھ کر فرمایا الحمد للہ پھر اپنے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے دفن کرو تو اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد

دوسری داڑھ بھی ٹوٹ گئی تو آپ نے اُسے بھی مٹھی میں لے کر الحمد للہ فرمایا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی وصیت کی کہ میرے ساتھ اسے بھی قبر میں دفن کر دینا (المصدر السابق جلد ۳ ص ۷۱۱)

نسبی امتیاز

⑨ — مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہاشمیوں میں ہاشمی علویوں میں علوی اور فاطمیوں میں فاطمی تھے۔ اس لیے آپ وہ پہلی ہستی ہیں جن میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام دونوں کا خون شامل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبد اللہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں اور باعتبار اوصاف آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ صادق سب سے زیادہ خوب رو اور سب سے زیادہ عطا کرنے والے اور سخی تھے۔ (مناقب بن شہر آشوب جلد ۳ ص ۳۳۸)

⑩ — دعوات الراوندی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ دیوار کے قریب تشریف فرما تھیں کہ اچانک دیوار گر پڑی اور ہم نے دھماکہ کی آواز سنی والدہ ماجدہ نے دیوار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”نہیں نہیں! حق جناب مصطفیٰ کی قسم خدا نے تجھے گرنے کی اجازت تو نہیں دی یہ الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے کہ دیوار متعلق رہ گئی یہاں تک کہ میری والدہ ماجدہ وہاں سے ہٹ گئیں اور حضرت امام نے راہ خدا میں ایک سو دینار ان کی سلامتی کے صدقے میں دیئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہی جد ماجدہ کے بارے میں ایک دن یوں فرمایا کہ آپ صدیقہ تھیں اور اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام میں کوئی ان کا مثل و نظیر نہ تھا۔

امام کے چند مخصوص احوال و کوائف

⑪ — صاحب مناقب نے جناب امام کا اسم گرامی محمد اور کنیت صرف ابو جعفر بیان کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ آپ کا لقب باقر علم ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبد اللہ دختر حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں اور بعض لوگوں نے آپ کو ام عبیدہ کہا ہے۔ حضرت امام مدینہ میں منگل کے دن پیدا ہوئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی ولادت کی تاریخ یکم ماہ رجب یا ماہ صفر کی تیسری تاریخ ۵۷ ہجری ہے۔

آپ کی وفات ماہ ذی الحجۃ اور ایک دوسرے قول کی بنا پر ربیع الثانی ۱۱۳ ہجری میں واقع ہوئی۔ اپنے جد بزرگوار اور پیر نامدار کی طرح آپ کی عمر ستاون سال ہوئی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے جدا مجد حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں تین یا چار سال گزارے اور اپنے پدر بزرگوار جناب زین العابدین علیہ السلام کی زندگی میں مکمل چونتیس سال اور ۱۰ ماہ گزرے اور ایک قول کے مطابق انتالیس سال اور اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد انیس سال یا اٹھارہ برس بقید حیات رہے جو حضرت امام کی امامت کا زمانہ ہے۔

حکمران دورِ امامت

آپ کے دورِ امامت میں مندرجہ ذیل حکمران گزرے۔

⑫ — ولید بن عبد الملک سلیمان، عمر بن عبد العزیز، یزید بن عبد الملک، ہشام بن عبد الملک ولید بن یزید اور ابراہیم بن ولید بن یزید اسی ابراہیم کے زمانہ حکومت میں امام نے رحلت فرمائی۔ ابو جعفر ابن بابویہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید بن یزید نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ قبر مبارک جنت البقیع یا بقیع الفرقہ میں ہے۔ (المصدر السابق جلد ۳ ص ۳۴)

فیروز آبادی نے لغت ”القاموس“ میں لکھا ہے کہ فرقہ بڑے تناور درخت کو کہتے ہیں یا وہ ایک بڑا افریقن درخت ہے جس کی مدینہ کے قبرستان میں کثرت ہے اس لیے لوگوں نے اسے بقیع الفرقہ کا نام دے دیا ہے۔ (القاموس جلد ۱ ص ۳۲)

⑬ — کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر ہوں اور لوگ ہر طرف سے اس پر چڑھ رہے ہیں بہت سے لوگ اس پر پہنچے تو وہ ان کو لے کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر لوگ دہشت کے مارے پہاڑ سے نیچے گرنے لگے اور اس پر صرف چند لوگ باقی رہ گئے اس طرح پانچ بار وہ آسمان کی طرف بلند ہوا لوگ اس کے اوپر سے گرتے رہے اور یہی چند لوگ باقی بچ گئے۔ ان بچنے والوں میں قیس بن عبد اللہ عجلان بھی تھے۔ تقریباً پانچ سال نہ گزرے تھے کہ حضرت امام نے رحلت فرمائی۔ (کشف الغمہ میں بھی یہی نقل کیا گیا ہے رجال الکشی ص ۱۵۸۔ کافی جلد ۸ ص ۱۸۲)

⑭ — کافی میں جناب ابو بصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک شخص مدینہ سے کچھ میل دور تھا کہ وہ سو گیا اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُس سے کہہ رہا ہے کہ جلدی کرو اور حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کی نماز جنازہ میں شریک ہو فرشتے انہیں بقیع میں غسل دے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں۔ (الکافی جلد ۸ ص ۱۸۶)

کفن کی واجب چیزیں اور مستحب پارچہ جات

۱۵۔۔۔۔۔ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے اپنی وصیت میں تحریر فرمایا کہ میں انہیں تین کپڑوں میں کفن دوں ایک تو وہ آپ کی یمنی چادر تھی جسے پہن کر آپ نماز جمعہ بجالاتے رہے اور ایک اور کپڑا تھا اور ایک قتیض تھی۔ میں نے پدر بزرگوار سے عرض کیا کہ اس کو تحریر میں لانے کی کیا ضرورت ہے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ لوگ تم پر غالب آجائیں اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت امام کو چار پانچ کپڑوں کا کفن دو تو ایسا نہ کرنا میرے عمامہ باندھ دینا اور یہ سمجھ لینا کہ عمامہ کفن کا جز نہ ہوگا کفن میں وہ پارچے شمار ہوتے ہیں جو جسم پر لپیٹے جائیں۔
(الکافی جلد ۳ ص ۱۴۴)

۱۶۔۔۔۔۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا اے جعفر تم میرے لیے میرے مال میں سے ان سو گوار غوروں کو اتنا دے دینا کہ دس سال تک بمقام منی منی کے دنوں میں وہ میرا ماتم منائیں۔ (الکافی جلد ۵ ص ۱۱۱)

۱۷۔۔۔۔۔ کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا تو جواب دیا کہ ”ہاں“ (الکافی جلد ۴ ص ۳۲۲)

اقوال دربارہ تاریخ ولادت و شہادت

۱۸۔۔۔۔۔ بحوالہ روضۃ الواعظین حضرت امام کی ولادت منگل یا جمعہ کے دن ۲۷ ماہ صفر ۵ ہجری کو مدینہ میں ہوئی اور ماہ ذی الحجۃ یا ماہ ربیع الاول میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ماہ ربیع الثانی میں ۱۴ ہجری یہ واقعہ ہوا اور اس وقت حضرت کی عمر ستاون سال تھی۔
(روضۃ الواعظین ص ۲۴۸ مطبوعہ ایران)

بحوالہ کافی حضرت امام کی ولادت ۵ ہجری میں اور شہادت ۱۴ ہجری میں مدینہ میں ہوئی، وقت شہادت ستاون سال کی عمر تھی۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد انیس سال دو ماہ بقید حیات رہے۔
(کافی جلد ۴ ص ۴۶۹، نفس المصبر جلد ۱ ص ۴۷۲)

بحوالہ مصباح کفعمی حضرت کی ولادت پیر کے دن ۳ ماہ صفر ۵ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۷ ماہ ذی الحجۃ ۱۴ ہجری پیر کے دن شہادت پائی کل عمر ستاون سال کی ہوئی بہشتام بن عبد الملک نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔
(مصباح الکفعمی ص ۵۲۱)

جناب مولف عبد الرحمتہ تاریخ الغفاری کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت امام یکم ماہ رجب جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور فصول المہمہ کے مطابق ۳ ماہ صفر ۵ ہجری آپ کی

تاریخ ولادت ہے اور ۱۱ ہجری سال شہادت۔ عمر اٹھاون سال ہوئی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ساٹھ سال۔ ابراہیم بن ولید بن عبد الملک کے دور میں زہر دیئے جانے کی وجہ سے شہادت پائی۔

الفصول المهمہ ص ۱۹۶-۹۷

بحوالہ شواہد النبوة حضرت امام ۳ ماہ صفر ۵ ہجری بروز جمعہ پیدا ہوئے اور بحوالہ دروس ۳ ماہ صفر ۵ ہجری پیر کے دن تاریخ ولادت بیان کی گئی ہے اور ذی الحجۃ ۱۱۴ ہجری پیر کے دن دنیا سے رحلت فرمائی: ۱۱۴ ہجری بھی وارد ہوا ہے والدہ ماجدہ اُم عبد اللہ دختر حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام ہیں۔

الدروس ص ۱۵۴ مطبوعہ ایران

بحوالہ کشف الغمہ کمال الدین بن طلحہ کہتے ہیں کہ ۵ ہجری بتاریخ ۳ ماہ صفر مدینہ میں حضرت امام کی ولادت ہوئی یعنی شہادت امام حسین علیہ السلام سے تین سال پہلے پیدا ہوئے (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۸) ۱۱۴ ہجری میں رحلت فرمائی اور اس سے آگے کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔ تیس سال سے کچھ زیادہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ گزارے۔ قبر مبارک اپنے پدر بزرگوار اور ان کے عم نامدار امام حسن علیہ السلام کے قریب جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

حافظ عبد العزیز الجنا بڈی نے حضرت امام کے بارے میں یوں کہا ہے کہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم باقر کہ جنکی مادر گرامی اُم عبد اللہ دختر امام حسن بن علی بن ابی طالب ہیں اور اُم عبد اللہ کی والدہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی صاحبزادی ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کثیر العلم شخصیت ہیں۔

حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ امام محمد باقر علیہ السلام جناب فاطمہ دختر امام حسین علیہ السلام سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاف کے بارے میں مصروف گفتگو تھے تو میں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس سال میری عمر کے اٹھاون سال پورے ہو گئے چنانچہ اسی سال حضرت کی رحلت ہو گئی۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے ۱۱ ہجری میں رحلت فرمائی اور آپ کی عمر اٹھتر سال کی ہوئی۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸ ہجری میں ہوئی۔

نفس المصدیہ جلد ۲ ص ۳۲۲

ابو نعیم الفضل بن دکین نے کہا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۴ ہجری میں مدینہ منورہ

میں ہوئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا کہ جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اٹھاون سال کی عمر میں شہید ہوئے اور امام حسین علیہ السلام بھی اسی عمر میں قتل کیے گئے اور امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی اٹھاون سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور میں بھی اٹھاون سال کا ہو چلا ہوں۔

(المصدر السابق جلد ۲ ص ۳۲۳)

محمد بن سنان کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام شہادت امام حسین علیہ السلام سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اور ۱۱۴ ہجری میں وفات کے وقت آپ کی عمر ستاون سال تھی اور آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ چونتیس سال اور آٹھ ماہ کی مدت گزاری اور اپنے پدر بزرگوار کے بعد انیس سال بقید حیات رہے اور آپ کی عمر ستاون سال ہوئی ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اڑتیس سال رہے اور ۵۶ ہجری آپ کا سال ولادت ہے۔

(المصدر السابق جلد ۲ ص ۳۴۵)

دوسرا باب

حضرت امام کے ”باقر“ لقب کی وجہ تسمیہ

① ————— عمر بن شمر سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جعفر جعفی سے پوچھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو باقر کیوں کہا جاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ انہوں نے علم کو پھیلایا اور اس کی نشر و اشاعت کی اور آپ کی ذات سے علم کی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔
(علل الشرائع جلد ۱ ص ۲۳۳)

معانی الاخبار میں بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے (معانی الاخبار ص ۶۵)
مولف فرماتے ہیں کہ ہم اس خبر کو آگے پیش کریں گے جس میں جناب جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام سے اس طرح خطاب کیا کہ آپ در حقیقت باقر ہیں اور آپ ہی علوم کو اس طرح نشر فرمائیں گے جیسا کہ اُن کے پھیلانے کا حق ہے۔

② ————— الارشاد میں جناب جابر بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم میرے ایک فرزند سے ملو گے جو حسین (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہوگا اور جس کا نام محمد ہوگا وہ علم دین کو وسعت دے گا جب تم اس سے ملو تو اسے میرا سلام کہنا۔
(الارشاد ص ۲۸۰)

کشف الغمہ میں مذکور ہے کہ حضرت امام کا اسم مبارک محمد اور کنیت ابو جعفر تھی اور آپ کے تین القاب تھے ”باقر العلم، شاکر اور ہادی“ جن میں باقر بہت زیادہ مشہور ہے جس کی یہ وجہ ہے کہ آپ نے علم کو شگافتہ کیا اور اسے وسعت دی۔ (کشف الغمہ جلد ۶ ص ۳۱۸)

فیروز آبادی نے القاموس میں لکھا ہے کہ بقر کے معنی شگافتہ کرنے اور وسعت دینے کے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کا باقر لقب اسی لیے ہوا کہ علم میں کمال کی حد پہنچے ہوئے تھے۔

نقش خاتم امامت

③ ————— امالی میں حسین بن خالد سے منقول ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے

فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی مہر اور انگشتی کا نقش "إِنَّ اللَّهَ بِأَمْرِ لَا تَحَا" اور امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی انگشتی پہنتے تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی اپنے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی پہنی جس پر وہی نقش کندہ تھا۔

(المالی الصدوق ص ۴۵۹)

عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی مہر اور انگشتی پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

ظَنِّي بِاللَّهِ حَسَنٌ وَبِالنَّبِيِّ الْمُؤْتَمَنِ
وَبِالْوَصِيِّ ذِي الْمَنَنِ وَبِالْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ

کشف الغمہ اور تفسیر ثعلبی میں یہ روایت مذکور ہے (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۲۲)

مکام الاخلاق کی کتاب اللباس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش "أَلْحَنَّا لَكَ دَلِيلًا جَمِيعًا" تھا۔ مکام الاخلاق ص ۱۰۱ کافی میں بھی یہی روایت بیان کی گئی ہے جس میں لفظ "جَمِيعًا" نہیں ہے

(الکافی جلد ۴ ص ۴۷۳)

نفس المصدر اور تہذیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار کی مہر کا نقش "أَلْحَنَّا لَكَ دَلِيلًا جَمِيعًا" تھا۔

نفس المصدر جلد ۶ ص ۴۷۳ تہذیب جلد ۳۲

حضرت امام کا حلیہ مبارک

فصول المہمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا چہرہ درمیانی گندمی رنگ کا تھا

(الفصول المہمہ ص ۱۹۷)

تیسرا باب

فضائل و مناقب

بزرگانے جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے

① — امام صدوقؑ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا کہ تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم میرے فرزند محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) سے ملاقات کر لو جو لوثریت میں باقر کے لقب سے مشہور ہیں جب تم اُن سے ملو تو میرا سلام پہنچانا چنانچہ جناب جابر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جناب محمد جو ابھی نو عمر تھے اپنے پدر بزرگوار کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر جناب جابر نے ان صاحبزادے سے کہا ذرا قریب تو آئیے پھر کہنے لگے ذرا پیٹھ پھیرے یہ دیکھ کر جابر کہنے لگے رب کعبہ کی قسم آپ میں تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتیں اور خصلتیں پائی جاتی ہیں اس کے بعد جناب جابر نے امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ صاحبزادے کون ہیں تو امام نے فرمایا کہ یہ میرے فرزند اور میرے بعد امامت کے وارث محمد باقر ہیں یہ سُن کر جابر کھڑے ہو گئے اور امام محمد باقر کے قدموں میں گر پڑے اور انہیں بوسہ دیا پھر کہنے لگے کہ فرزند رسول میں آپ کے قربان جاؤں اپنے جد بزرگوار کا سلام لیجئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر پدر بزرگوار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا اے جابر جب تک آسمان و زمین باقی ہیں میرے نانا کو میرا سلام پہنچے تم نے مجھے سلام پہنچایا لہذا تم پر بھی میرا سلام ہو۔ (امالی صدوق ص ۳۵۳)

امالی ابن شیح طوسی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جابر بن عبد اللہ میرے پاس آئے جب کہ میں حلقہ درس و تدریس میں بیٹھا ہوا تھا تو جابر

مجھ سے کہنے لگے کہ ذرا شکم مبارک سے کپڑا تو ہٹائیے چنانچہ میں نے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے اپنا سینہ میرے سینے سے ملا دیا اور کہا کہ مجھے جناب رسالتا ب صلی اللہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچاؤں۔
(امالی ابن شیح طوسی ص ۴۷)

امالی شیح طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اُن کے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری کے پاس پہنچے اور وہ نابینا ہو چکے تھے جب اُن کے قریب آئے تو انہوں نے ہماری قوم کے بارے میں دریافت کیا وہ بھی میرے قریب آگئے تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی الحسین (علیہ السلام) ہوں تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا اور اوپر کی قمیض اور نیچے کا کپڑا نبیان وغیرہ اتارا پھر میرے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ مرتباً بک و اھلاً اے بھتیجے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو تو میں نے ان سے کچھ باتیں دریافت کیں پھر نماز کا وقت آگیا تو جناب جابر ایک مینا ہوا کپڑا اوڑھ کر کھڑے ہوئے جب انہوں نے اسے اپنے دوش پر ڈالا تو اس کے چھوٹے حصہ کی طرف سے اس کے کنارے ڈال دیئے اور اُن کی ردا اُن کے پہلو میں کھونٹی پر پڑی ہوئی تھی انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کے حج و عمرہ کے بارے میں تو بتائیے تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور نوؤ دفعہ اسے بند کیا۔
(امالی شیح طوسی ص ۲۵۶)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود ردا ان کے پہلو کے قریب تھی لیکن انہوں نے اسے نہیں اوڑھا اور اس بنے ہوئے کپڑے کو کافی سمجھا رہا یہ کہ ساتھ میں نماز ادا کی تو اس سے مقصود یہ ہے کہ حضرت امام نے نماز میں امامت فرمائی۔ اس میں قدرے اشکال ہے ہو سکتا ہے کہ اُن کا لحاظ کیا ہو اور حضرت امام اور جابر نے برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کی ہو اور ایسا بھی ممکن ہے کہ حضرت امام نے انکی بزرگی اور اُن کے صحابی رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کو پیش نظر رکھا ہو اس لیے کہ امام معصوم کسی غیر معصوم کی اقتدا نہیں کرتا۔ اگر اہل بیت خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت امام باقر العلوم ہیں

② —= عمر و بن شمر کی روایت باب دوم میں بیان کی جا چکی ہے جس میں جابر بن یزید جعفی نے اس سوال پر کہ امام محمد باقر کو باقر کیوں کہا جاتا ہے یہ جواب دیا کہ حضرت امام کو باقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے علوم کو نشر کیا اور انہیں ہر طرف پھیلایا اسی ضمن میں وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے جابر تم اس وقت تک زندہ رہو گے کہ فرزند محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے جن کا نام تدریت میں باقر مشہور ہے ملاقات کرو جب ان سے ملنا تو میرا سلام کہہ دینا۔ ایک دفعہ جناب جابر حضرت امام سے مدینہ کے ایک راستہ میں ملے تو پوچھنے لگے کہ اے صاحبزادے آپ کون ہیں تو جواب دیا کہ میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں تو جابر کہنے لگے کہ ذرا آگے بڑھیے تو آپ آگے بڑھے پھر بولے ذرا پیچھے بیٹھے تو آپ پیچھے کی طرف بیٹھے جابر کہنے لگے کہ رب کعبہ کی قسم ان میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام عادتیں پائی جاتی ہیں پھر کہا بیٹا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کہا ہے یہ سن کر حضرت امام نے جواب میں فرمایا کہ جب تک آسمان و زمین قائم ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرا بھی سلام ہوا اور تمہیں بھی میرا سلام کہ تم نے مجھے سلام پہنچایا اس کے بعد جناب جابر نے تین بار اے باقر اے باقر اے باقر کہا بے شک آپ ہی باقر ہیں آپ ہی علم کو وسعت دیں گے اس کے بعد جناب جابر حضرت امام کی خدمت میں آتے رہے اور آپ کے سامنے بیٹھتے تھے اور حضرت امام انہیں تعلیم دیتے تھے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے بیان کرنے میں ان سے مغالطہ ہوتا تو حضرت امام انہیں صحیح بات بتاتے اور اسے یاد دلاتے تھے اور جناب جابر اسے تسلیم کرتے تھے اور آپ ہی کے ارشادات کا اعتراف کرتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ اے باقر اے باقر اے باقر میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ بچپن ہی میں علم و حکمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

رعل الشرائع جلد ۱ ص ۲۳۳

مولف فرماتے ہیں کہ اسی طرح کی بہت سی روایات و اخبار حضرات ائمہ اثنا عشر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

③ — خراج میں حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے منقول ہے کہ جناب جابر بن عبد اللہ انصاری آخری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جو زندہ تھے اور ہم اہل بیت کے بڑے عقیدت مند تھے مسجد نبوی میں عمامہ اوڑھ کر تشریف فرما ہوتے تو باقر باقر پکارتے تھے یہ دیکھ کر اہل مدینہ کہا کرتے کہ جابر کو ہزبان ہو گیا ہے اور یہ یہی بہکی باتیں کہنے لگے ہیں جس کے جواب میں وہ فرماتے کہ خدا کی قسم مجھے ہزبان نہیں ہوا میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جابر تم اس مرد سے ملو گے جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کی عادتیں اور خصلتیں میری جیسی ہوں گی وہ علم کو پوری طرح پھیلانے کا یہی وجہ ہے کہ میں اس طرح پکارتا رہتا ہوں۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ اسی دوران میں ایک دن جناب جابر مدینہ کے راستہ میں رک کر کھڑے ہو گئے ادھر سے امام محمد باقر (علیہ السلام) گزرے جب ان پر جابر رضی اللہ عنہ

کی نظر پڑی تو کہنے لگے اے صاحبزادے ذرا آگے بڑھیے حضرت امام آگے بڑھے پھر کہا ذرا پیچھے ہٹیں آپ پیچھے ہٹے تو جابر کہنے لگے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں جابر کی جان ہے یہ تو سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور خصلتیں ہیں یہ فرمائیے کہ آپ کا نام کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ میرا نام محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے یہ سُن کر جابر نے آپ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے حضرت امام نے فرمایا کہ جناب رسالتنا صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچے اس کے بعد حضرت امام باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات سنائی آپ متحیر ہوئے اور فرمایا بیٹا کیا جابر نے ایسی بات کی تو عرض کیا مدحی ہاں، تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا بیٹا گھر کے اندر رہا کرو۔ چنانچہ جناب جابر صبح و شام جناب امام کے پاس آتے تھے جس پر اہل مدینہ کہنے لگے کہ تعجب ہے کہ جابر ان صاحبزادے کے پاس دونوں وقت آتے ہیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صحابی ہیں جو باقی رہ گئے ہیں، جناب جابر کا یہ سلسلہ جاری رہا کہ امام زین العابدین کی رحلت ہو گئی اور امام محمد باقر علیہ السلام جابر کے پاس اُن کے صحابی رسول ہونے کے پیش نظر آتے رہتے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام لوگوں سے خدا تعالیٰ کے بارے میں گفتگو فرماتے تو اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ان سے زیادہ نڈر اور بے باک کسی کو نہیں دیکھا جناب امام نے ان کی ان باتوں کو سنا تو آپ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرمانے لگے تو مدینہ والے یوں کہنے لگے کہ ہم نے ان سے زیادہ کسی کو (معاذ اللہ) جھوٹا نہیں پایا جو ان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جنہیں انہوں نے دیکھا تک نہیں جب حضرت امام نے ان کی یہ بات بھی سنی تو آپ نے جناب جابر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کردہ احادیث بیان کرنا شروع کر دیں جس پر لوگوں نے آپ کی تصدیق کی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جابر میرے پدر بزرگوار کے پاس آتے رہے اور ان سے علم حاصل کرتے رہے۔

والکافی جلد ۱ ص ۶۹

یہی روایت الاختصاص اور رجال الکشی میں بھی مذکور ہے (الاختصاص ص ۶۲ رجال الکشی ص ۲۷)

وضاحت مذکورہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب جابر کی باتیں سُننے کے بعد فرمایا کہ گھر سے باہر نہ جایا کرو۔ ممکن ہے کہ اس کی یہ وجہ ہو کہ آپ کو اس کا اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ کے لوگ حسد کی وجہ سے آپ کو ایذا نہیں دینے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام باقر علیہ السلام کو سلام

④ = الارشاد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پدر بزرگوار نے فرمایا کہ میں جابر بن عبد اللہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور مجھ سے پوچھا آپ کون ہیں اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب جناب جابر کی بنیائی جاتی رہی تھی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں تو وہ بولے ذرا میرے قریب آئیے میں اُن کے قریب ہوا تو انہوں نے میرا ہاتھ چومایا پھر میرے قدموں کی طرف جھکے کہ ان کا بوسہ لیں تو میں ذرا پیچھے ہٹا جناب جابر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے میں نے جواب میں کہا کہ آنحضرت جدا مجد پر بھی برکات اور سلامتی کا خدا کی طرف سے نزول ہو۔ حضرت امام نے جناب جابر سے دریافت فرمایا کہ یہ کب کی بات ہے تو انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو مجھ سے ارشاد فرمایا اے جابر تم اس وقت زندہ رہو گے کہ میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند سے ملاقات کرو جن کا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا اور خداوند عالم انہیں نور و حکمت عطا فرمائے گا جب ان سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ (الارشاد ص ۲۷۹)

⑤ = کشف الغمہ میں ابو النضر محمد بن مسلم مکی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے جو ابھی بچے تھے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ بیٹا اپنے چچا کے سر کا بوسہ لو یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام جناب جابر کے قریب آئے اور اُن کے سر کو چومایا جس پر جناب جابر نے کہا کہ آپ کون ہیں اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جابر رض بنیائی سے محروم ہو چکے تھے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے محمد ہیں چناںچہ جابر نے انہیں اپنے سینے سے لپٹا لیا اور کہنے لگے اے محمد۔ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے چناںچہ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوا تو جناب جابر نے جواب دیا کہ ایک دن میں جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت امام حسین ان کی گود میں تھے کہ آپ ان سے کھیل رہے تھے تو فرمایا کہ اے جابر میرے فرزند حسین کا ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی آواز دے گا کہ سید الساجدین کھڑے ہو جائیں تو حسین کے بیٹے علی کھڑے ہو جائیں گے اور انہی علی کے ایک فرزند محمد ہوں گے اے جابر جب تم ان سے ملو تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی جان لو کہ تمہاری زندگی ان سے ملاقات کے بعد بہت تھوڑی ہوگی چناںچہ یہی ہوا کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کے بعد جابر رض تھوڑے دنوں زندہ رہے اور پھر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (کشف الغمہ ص ۳۲۱)

لیٹت کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جناب جابر نے مجھ سے

کہا کہ آپ تمام مخلوق میں بہتر انسان کے فرزند ہیں آپ کے جد بزرگوار جو انان اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کی جدہ ماجدہ تمام عالموں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

⑥ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے کہ ایک دن جابر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ذرا اپنے شکم مبارک سے پکڑا تو ہٹلیے تو میں نے ایسا ہی کیا جس پر انہوں نے اپنا سینہ و شکم میرے سینہ و شکم سے ملا دیا اور کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچاؤں۔ (نفس المصدر ص ۳۲۳)

مطالب السؤل میں بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (ص ۸۱)

⑦ الاختصاص میں ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جتنے فضائل میرے پدر بزرگوار کے ہیں اتنے کسی کے نہیں ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبد اللہ سے فرمایا تھا کہ جب تم میرے فرزند سے ملو تو انہیں میرا سلام کہنا۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب جابر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان سے امام محمد باقر علیہ السلام سے ملنے کی درخواست کی تو حضرت امام نے فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں میں ابھی کسی کو بھیج کر انہیں بلاتا ہوں۔ ہشام کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی کو انہیں بلانے کے لیے بھیجا جب وہ تشریف لائے تو جناب جابر نے انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچایا اور ان کے سر کو چوما اور گلے سے لگایا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے جد محترم پر اور تم پر بھی سلام ہو اس کے بعد جابر نے حضرت امام سے درخواست کی کہ بروز قیامت آپ میری شفاعت فرمائیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اے جابر میں ضرور شفاعت کروں گا۔ (الاختصاص ص ۶۲)

رجال الکشی میں بھی مذکورہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے۔ (ص ۲۸)

مولف فرماتے ہیں کہ اس باب کی مناسبت سے جناب جابر کی اخبار و روایات

باب نصوص الرسول در بارہ ائمہ اثنا عشر میں بیان کی گئی ہیں۔

پوتھا باب

ثبوت امامت و ارث علم و تبرکات

① عیسیٰ بن عبد اللہ نے اپنے والد اور دادا سے روایت کیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزندوں کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس جمع تھے پھر آپ نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف رخ کر کے فرمایا اے محمد یہ ایک صندوق ہے اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہ سمجھ لو کہ اس میں نہ دینار ہیں نہ درہم بلکہ یہ صندوق خزانہ علم سے معمور ہے۔ (البصائر جلد ۴ باب ۱ ص ۴۴)

اعلام الورعی میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے ص ۱۲۶ اور کافی میں بھی اسی طرح یہ روایت مذکور ہے۔ (جلد ۱ ص ۳۰۵)

البصائر میں اس طرح مذکور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو اس سے پہلے کہ آپ دنیا سے مفارقت فرمائیں آپ نے ایک جامہ دان یا صندوق جو آپ کے پاس محفوظ تھا منگوایا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اس صندوق کو اٹھا کر لے جاؤ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ صندوق اتنا بھاری تھا کہ اسے چار آدمیوں نے مل کر اٹھایا جب امام زین العابدین علیہ السلام رحلت فرما گئے تو امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ان کے بھائی حاضر ہوئے اور صندوق میں رکھی ہوئی چیزوں کے دعویدار ہوئے اور کہنے لگے کہ اس صندوق کی چیزوں میں سے ہمارا حصہ ہمیں دیجیے تو حضرت امام نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور اگر اس میں تمہارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو پدر بزرگوار اس صندوق کو میرے حوالے نہ فرماتے اور سب کو ان کے حصے تقسیم فرما دیتے اس صندوق میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ہتھیار اور اسلحہ ہے اور آپ کی کتابیں ہیں۔ (البصائر جلد ۴ ص ۴۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی یہی روایت اعلام الوریٰ میں بیان کی گئی

نئے صفحہ ۲۶) اور کافی میں بھی اسی طرح ہے جلد ۱ ص ۳۵

وضاحت مذکورہ روایت میں بیان کیا ہے کہ صندوق کو چار آدمیوں نے مل کر اٹھایا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھاری تھا اس لیے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات نبوت اسلحہ اور کتابیں اور صحائف تھے۔

② خراج میں ابو خالد سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد کون امام ہوں گے تو فرمایا کہ میرے فرزند محمد ہوں گے جو ہر سو علم کو پھیلانے لگیں گے۔ (الخراج والخراج ص ۱۹۵)

آپ کا حق امامت و ولایت

③ اعلام الوریٰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ابن عزم کو خط میں لکھا کہ حضرت علی علیہ السلام اور جناب عمر و عثمانؓ کے اوقات کا حساب و کتاب مجھے بھیج دیا جائے۔ ابن عزم نے زید بن امام حسن علیہ السلام سے جو احوال امام میں بلحاظ عمر بڑے تھے رابطہ قائم کیا اور اس کے بارے میں پوچھا تو زید نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے بعد حق ولایت امام حسنؓ کو حاصل ہوا اور ان کے بعد امام حسینؓ اور پھر امام علی بن الحسین کو یہ حق پہنچا اور ان کے بعد امام محمد بن علی باقر کو یہ حق ولایت حاصل ہوا۔ لہذا یہ انہی کے پاس بھیجیے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابن عزم نے میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مجھے اس کے لیے ایک خط دیکر روانہ کیا تو میں نے ابن عزم کو جا کر وہ خط دے دیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ اس بات کو امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے سمجھتے ہیں تو ابن عزم نے کہا یہ تو ایسا ہی ہے جسے یہ معلوم ہے کہ یہ رات ہے بس وہ ان سے حسد میں گرفتار ہیں اگر وہ حق کو حق کی صورت میں طلب کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا لیکن وہ دنیا کے طلب گار ہیں۔

(اعلام الوریٰ ص ۲۶)

وصیت امام زین العابدین

④ کفایت الاثر میں عثمان بن خالد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک بار امام زین العابدین ایسے بیمار ہوئے کہ اس میں ان کی رحلت واقع ہو گئی چنانچہ حضرت امام نے اپنے سفیری وقت اپنے فرزندوں امام محمد باقرؓ، حسینؓ، زیدؓ اور حسین کو جمع کیا اور اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو وصیت فرمائی اور انہیں باقر کا لقب عطا کیا اور سب لوگوں کے معاملات کو امام محمد

باقر کے پرد فرمایا اور اس طرح وصیت فرمائی کہ بیٹا علم عقل کا لہنا ہے اور عقل علم کی ترجمان ہے اور یہ جان لو کہ علم ایک بہتر محافظ ہے اور زبان بہت زیادہ غلط گو بکواس کرنے والی چیز ہے۔ بیٹا دنیا کی پوری کی پوری اچھائی دو باتوں میں آگئی ہے یہ سمجھو کہ معیشت و معاشرت کی نیکی اور اصلاح ایک پیمانہ بھر ہے جس کا دو تہائی سمجھ بوجھ اور دانائی دہوشیاری ہے اور ایک تہائی حصہ بے التفاتی اور تغافل ہے اور انسان اسی چیز سے غفلت برتتا ہے جس سے واقفیت رکھتا ہے۔ بیٹا یہ بھی جان لو کہ زندگی گزارنے والے لمحات تمہاری زندگی کو کم کر رہے ہیں اور تمہیں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دوسری چلی نہ جائے لہذا بڑی بڑی امیدوں اور آرزوؤں سے بچتے رہو کتنے ایسی آرزو رکھنے والے لوگ ہیں جن کی آرزو پوری نہیں ہوتی اور کتنے ایسے مال کے جمع کرنے والے ہیں کہ انہوں نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور کتنے ایسے لوگ ہیں جو دل میں رنج لیے ہوئے دولت کو یوں ہی چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں شاید انہوں نے وہ مال ناجائز طور پر جمع کیا ہو اور کسی کا حق مار لیا ہو اور وہ مال حرام کی کمانی ہو پھر اسے وراثت میں چھوڑا ہو ایسے آدمی اس کا بوجھ اٹھائیں گے اور خدا کی طرف یہ بار لے کر جائیں گے یقیناً یہ ایک کھلا ہوا گھانا ہوگا۔ (کفایت الاثر ص ۳۱۹)

⑤ ————— کفایت الاثر میں مالک بن امین سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ بیٹا میں نے تمہیں اپنے بعد اپنا جانشین اور امام مقرر کیا ہے جو بھی میرے اور تمہارے درمیان امامت کا دعویٰ کرے گا تو خداوند عالم قیامت کے دن اس کے گلے میں آگ کا طوق ڈال دے گا۔ تمہیں خدا کی حمد اور اس کا شکر بجالانا چاہیئے۔ بیٹا اس شخص کا شکر یہ ادا کرو جو تم پر احسان کرے اور جو تمہارا شکر یہ ادا کرے اس پر احسان کرو جب تک شکر ادا کرتے رہو گے نعمت نازل نہ ہوگی اور جب ناشکری اور کفران نعمت کرنے لگو تو نعمت جاتی رہے گی اور اس نعمت کا شکر ادا کرنے والا جس کا شکر واجب ہے اپنے شکر کی بجا آوری کی وجہ سے بڑا خوش قسمت ہے اس کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ لَیْسَ شُکْرُکُمْ لَازِئِکُمْ وَلَیْنِ کُفْرُکُمْ اِنَّ عِزَّیْ لَشَدِیْدٌ (سورہ البقرہ آیت ۷۷) اگر تم میرا شکر کرتے رہو گے تو میں نعمتوں میں زیادتی کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو یاد رکھو میرا عذاب سخت ہے (کفایت الاثر ص ۳۱۹)

روح محفوظ میں ائمہ کے اسما کا اندراج

⑥ ————— کفایت الاثر میں زہری سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں اس بیماری کے دوران میں حاضر ہوا جس میں حضرت نے رحلت فرمائی۔ آپ کے سامنے ایک پلیٹ رکھی ہوئی

تھی جس میں روٹی اور کاسنی تھی حضرت امام نے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول میں کھانا کھا چکا ہوں تو آپ نے فرمایا یہ ہند بار ہے میں نے عرض کیا کہ حضور ہند بار کی کیا فضیلت ہے کہ ہند بار کا کوئی پتا ایسا نہیں جس پر جنت کے پانی کا کوئی قطرہ نہ ہو اس میں ہر مرض کی شفا ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ پھر کھانا بڑھا لیا گیا اور روغن لایا گیا اور حضرت امام نے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ یہ روغن تناول کرو تو میں نے عرض کیا کہ میں روغن کھا کر حاضر ہوا ہوں حضرت امام نے فرمایا کہ یہ روغن بنفشہ ہے جس پر میں نے دریافت کیا کہ روغن بنفشہ کی تمام دوسرے روغنوں پر کیا فضیلت ہے تو فرمایا ایسی فضیلت ہے جیسے اسلام کو دوسرے دینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کے بعد حضرت کے صاحبزادے محمد تشریف لائے تو آپ نے اُن سے ایک راز دارانہ طویل گفتگو فرمائی جس میں سے کچھ باتیں میں نے بھی سُنیں۔ فرمایا کہ بیٹا دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول اگر حکم الہی یہی ہے تو اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں اور اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ آپ اپنی موت کی اطلاع دے رہے ہیں تو یہ فرمائیے کہ آپ کے بعد خلافت کا منصب کس طرف پلٹے گا تو ارشاد فرمایا کہ یہ منصب میرے اس فرزند کو ملے گا اور امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ میرے وصی و جانشین اور میرے علم کے صندوق ہیں علم کا معدن اور اس کے وسیع کرنے والے ہیں۔

زہری کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ فرزند رسول باقر العلم کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ میرے خالص دوست اور پیروی کرنے والے ان کی طرف رجوع کریں گے اور یہ علم کو شگافتہ اور وسیع کریں گے اس کے بعد حضرت امام نے اپنے فرزند امام محمد علی علیہ السلام کو ایک کام کے لیے بازار کی طرف روانہ کیا جب صاحبزادے واپس آئے تو میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول کیا آپ نے اپنی اولاد میں سے سب سے بڑے کو وصیت نہیں فرمائی تو جواب دیا کہ اے ابو عبد اللہ امامت کے لیے چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں اور ہمیں یہی حکم رسول ملا ہے اور ایسا ہی ہم نے لوح اور صحیفہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے میں نے پھر دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عہد کتنے افراد کے بارے میں ہے جو ان کے بعد وصی و جانشین ہوں گے امام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوح و صحیفہ میں بارہ نام لکھے ہوئے دیکھے ہیں اور ان کے ماں باپ کے نام بھی ان میں درج ہیں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ میرے فرزند محمد باقر کی نسل سے سات وصی ہوں گے جن میں حضرت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) بھی شامل ہیں۔

کفایۃ الاثر ص ۳۱۹

پانچواں باب

معجزات امام محمد باقر علیہ السلام

امام شیخ رحمہ اللہ میں محمد بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک شامی جس کی رہائش مدینہ میں تھی جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور آپ کی صحبت میں بھی بیٹھا کرتا تھا ایک دن آپ سے کہنے لگا کہ اے محمد مجھے آپ کی مجلس میں شرم آتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے زیادہ آپ اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا روئے زمین پر کوئی اور دوسرا ہو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ حضرت کی دشمنی میں خدا اور رسول اور امیر المومنین کی اطاعت ہے لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ صاحب فصاحت و بلاغت ہیں اور ادب و حسن کلام میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میرا یہ آنا جانا اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ حضرت امام نے اس کے لیے اچھے الفاظ استعمال کیے اور فرمایا کہ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ شامی بیمار ہو گیا جب بیماری کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ایک قریبی عزیز سے کہا کہ جب تم مجھ پر کپڑا ڈال دو تو امام محمد باقر علیہ السلام کو بلانا اور ان سے درخواست کرنا کہ وہ میرے جنازے کی نماز پڑھیں اور انہیں یہ بھی بتادینا کہ میں نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے جب آدھی رات ہوئی تو عزیزوں کو یقین ہو گیا کہ یہ ٹھنڈا ہے اور مر چکا ہے۔ جب صبح ہو گئی تو اس کا وارث مسجد میں آیا جب حضرت امام نماز سے فارغ ہو چکے تو اس نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شامی نے انتقال کیا اور اس کی آپ سے یہ درخواست تھی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو امام نے فرمایا ہرگز نہیں شام کا علاقہ تو سرد اور ٹھنڈا ہے اور حجاز میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ لہذا تم جاؤ اور دیکھو دفن میں جلدی نہ کرنا پھر حضرت امام اپنی جگہ سے اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور مسجد میں چلے گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اس شامی کے مکان پر تشریف لائے اسے آواز دی تو اس

نے جواب دیا حضرت امام اُس کے پاس بیٹھے اور اسے سہارا دے کر بٹھایا اور ستو مسنگا کر اسے پلایا اور اس کے اہل خانہ سے فرمایا کہ اسے شکم سیر کرو اور ٹھنڈی غذا سے اس کے سینہ کو ٹھنڈک پہنچاؤ اس کے بعد امام واپس تشریف لے آئے ابھی کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ شامی تندرست ہو گیا اور خدمت امام میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں تنہائی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضرت نے اس کا موقع دیا تو شامی کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اور اس کا وہ دروازہ ہیں جو آنے کا صحیح راستہ ہے جو شخص آپ کے سوا کسی دوسرے دروازے سے آیا وہ نامراد اور گھاٹے میں رہا اور گمراہ ہو گیا۔

حضرت امام نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا گزری تو کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں میری روح اس سے باخبر ہے اور میں نے آنکھوں سے بھی دیکھا اور انہوں نے مجھے حیرت میں نہیں ڈالا کہ ایک آواز دینے والے کو میں نے اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ میں نیند کے عالم میں بھی نہ تھا کہ اس کی روح کو لوٹا دو کہ اس لیے کہ ہم سے جناب امام محمد بن علیؑ نے اس بارے میں سوال کیا ہے اس پر حضرت امام نے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے عمل سے بغض رکھتا ہے اور بندہ سے بغض رکھتا ہے اور اس کے عمل کو دوست رکھتا ہے محمد بن سلیمان کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں داخل ہو گیا۔ امالی طوسی ص ۲۶ مناقب بن شہر آشوب میں بھی مذکورہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (جلد ۳ ص ۳۲)

الواح توریت کی حضرات ائمہ کے پاس موجودگی

② البصائر میں ابن مسکان نے لیس مرادی سے نقل کیا ہے جسے انہوں نے سدیر کے حوالے سے بیان کیا اور کہا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو میں سدیر کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ لیث مرادی نے آپ سے ایک حدیث کو روایت کر کے مجھ سے بیان کیا ہے تو سدیر کہنے لگے کہ وہ حدیث کیا ہے میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان وہ حدیث یانی ہے تو کہنے لگے اچھا سنو میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یمنیوں کا ایک شخص آیا تو حضرت ان سے یمن کے بارے میں پوچھنے لگے اور وہ جوابات دیتے رہے حضرت نے پوچھا کہ تم یمن میں فلاں فلاں گھر کو جانتے ہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہاں میں نے اس گھر کو دیکھا ہے پھر حضرت امام نے فرمایا کہ اس کے پاس اس طرح کی چٹان ہے کیا تم اس سے واقف ہو؟ تو اس یمنی نے عرض کیا کہ حضور میں نے اسے بھی دیکھا ہے پھر وہ یمنی کہنے لگے کہ میں نے آپ سے زیادہ شہروں کے حالات کا جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا جب وہ یمنی جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت امام نے مجھ سے فرمایا اے ابوالفضل یہی وہ چٹان ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ نے غصہ کی حالت

میں تورات کی تختیاں پھینک دی تھیں لیکن اس چٹان نے تورات کا کوئی حصہ بھی ضائع نہیں کیا۔ جب خداوند عالم نے جناب رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو وہ تختیاں آپ کی طرف آئیں جو اب ہمارے پاس ہیں۔
(البصائر جلد ۳ باب ۱۰ ص ۳۷)

معرفت اسم اعظم

③ — نفس المصدر میں عمر بن حنظلہ سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہ سمجھ لوں کہ آپ کی نگاہ میں کوئی میرا مقام ہے؟ تو حضرت امام نے فرمایا ہاں ایسا ہے عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ حضور میری ایک حاجت ہے پوچھا وہ کیا حاجت ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے اسم اعظم تعلیم فرمادیں جس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں اس کی برادشت کی طاقت و صلاحیت ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور طاقت ہے تو امام نے فرمایا اچھا اس مکان کے اندر تو آؤ عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ حضرت امام گھریں داخل ہوئے اور زمین پر اپنا ہاتھ رکھا تو مکان میں اندھیرا چھا گیا یہ دیکھ عمر بہت گھبرائے اور کپکپاہٹ طاری ہو گئی جس پر حضرت امام نے فرمایا اب کیا کہتے ہو کیا میں تمہیں اس حالت میں اسم اعظم کی تعلیم دوں تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں، پھر حضرت امام نے اپنے ہاتھ کو اس جگہ سے اٹھایا تو گھر سے اندھیرا جاتا رہا۔ (نفس المصدر جلد ۴ باب ۱۲ ص ۵۶)

مناقب ابن شہر آشوب میں عمر بن حنظلہ کی یہی روایت اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے جلد ۲ ص ۲۲۲

④ — بصائر میں ابوبصیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک صحابی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے آج تک امام محمد باقر علیہ السلام کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل نہیں کیا یہ سننا تھا کہ میں نے جلدی سے ایک خط نکالا جو حضرت امام سے میری ملاقات کا ثبوت تھا تو حج سے پہلے زمانے کا تھا پھر میں مدینہ گیا اور حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہاری اس تھنجلہٹ کا کیا بنا تو میں نے کہا کہ حضور فلاں شخص نے خواہ مخواہ مجھ سے یہ کہا کہ تم نے آج تک حضرت امام سے شرف ملاقات حاصل نہیں کیا۔ (البصائر جلد ۵ باب ۱۱ ص ۶۷)

⑤ — البصائر میں عبداللہ بن عطار مکی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ مجھے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شوق ہوا اس وقت میں مکہ میں تھا چنانچہ میں مدینہ پہنچا اور میں حضرت امام کی زیارت کے شوق میں ہی مدینہ آیا تھا لیکن اس رات میں شدید بارش ہو گئی اور سخت سردی تھی چنانچہ آدھی رات گئے حضرت امام کے دروازے پر پہنچا اور اپنے دل میں کہا کہ اس وقت تو دروازے پر دستک نہیں دوں گا اور صبح ہونے کا انتظار کروں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے حضرت امام کی آواز سنی کہ کینز سے فرما رہے تھے کہ ابن عطار کے لیے دروازہ کھول دو اس وقت وہ سردی اور

تکلیف میں مبتلا ہیں چنانچہ اُس کینز نے دروازہ کھولا اور میں حضرت امام کی خدمت میں پہنچ گیا۔

(البصائر جلد ۵ باب ۱۲ ص ۷)

کشف الغمہ اور مناقب بن شہر آشوب میں اسی طرح مروی ہے کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲ مناقب جلد ۳ ص ۳۲

اعجازات امائم

④ البصائر میں عبدالرحمن بن کثیر سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک دادی سے گزر ہوا آپ نے وہاں ایک خیمہ لگایا پھر حضرت ایک درخت ٹرما کے قریب تشریف لائے وہاں آپ نے کچھ اس طرح حمد الہی کی کہ میں کچھ نہ سمجھ سکا پھر فرمایا اے درخت جو کچھ تجھے خدا نے دیا ہے اس میں کھانے کے لیے مجھے بھی کچھ پھل دے امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس میں سے سُرخ اور زرد کھجوریں گرنے لگیں آپ نے انہیں تناول فرمایا اور ابو امیہ انصاری نے بھی جو آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ کھجوریں کھائیں پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ وَهْنِيْ اِلَيْكَ يَجْزِعُ النَّحْلُ نَسْقِطُ عَلَيْكَ مِنْ طَبَا جَنَّتِيْ (سورۃ مریم آیت ۲۵) خرے کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر پکے پکے تازہ خرے جھڑ پریں گے ہمارے لیے اسی طرح ہے جس طرح حضرت مریم کے لیے نازل ہوئی (البصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۳ ص ۶۹)

مناقب ابن شہر آشوب میں یہ روایت عبدالرحمن سے اسی طرح بیان کی گئی ہے (جلد ۳ ص ۳۲)

⑤ البصائر میں عبداللہ بن عطاء سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں ایک دفعہ رات کے قریب پہنچا اور طواف وسعی سے فارغ ہوا ابھی کچھ رات باقی تھی کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کے لیے سوچا کہ رات کا باقی حصہ حضرت سے بات چیت میں گزار دوں چنانچہ حضرت امام کے دروازہ پر پہنچا اور دستک دی تو میں نے حضرت امام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر عبداللہ آئے ہیں تو انہیں اندر آنے دو پھر آواز آئی کہ دروازے پر کون ہے تو میں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عطاء حاضر ہوا ہے تو فرمایا اندر آ جاؤ۔ (البصائر جلد ۵ باب ۱۴ ص ۷۱)

⑧ البصائر میں جناب ابو بصیر سے منقول ہے کہ میں امام محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں؟ تو فرمایا ہاں تو میں نے عرض کیا کہ آنحضرت تمام انبیاء کرام کے وارث ہیں اور ہر اس امر کے عالم ہیں جس کا انہیں علم تھا تو ارشاد فرمایا ہاں ایسا ہی ہے پھر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کر دیں اور پیدائشی نابینا اور جذام و برص میں مبتلا آدمی کو شفا عطا فرمائیں فرمایا ہاں خداوند عالم کے اذن اور اس کی مرضی سے ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں پھر فرمایا ابو محمد ذرا قریب آؤ

میں قریب ہوا تو آپ نے میری آنکھوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو میں بیٹا ہو گیا اور میں نے سورج آسمان و زمین پر راگھرا اور گھر کی ہر چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیا پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسی حالت میں رہ کر بروز قیامت عام لوگوں کی طرح امید و بیم میں رہو یا جیسے پیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ اور جنت تمہارے لیے ہو میں نے عرض کیا کہ میں پہلی حالت میں رہنا چاہتا ہوں تو حضرت نے پھر میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں پہلے کی طرح نابینا ہو گیا۔

علی بن الحکم کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا ابن ابی عمیر سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب کچھ اسی طرح حق ہے۔ جیسے دن کا ہونا حق ہے۔ (نفس الممدر جلد ۶ باب ۳ ص ۵۵) یہی روایت اعلام الوری ص ۲۶۲ مناقب (جلد ۳ ص ۳۱۸) اور الخراج والجرارح (ص ۱۹۶) میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

رجال الکشی میں یہی مذکورہ روایت علی بن حکم سے بیان کی گئی جس میں تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے (ص ۱۱۶)۔

⑨ البصائر میں علی بن معتب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جبابہ والبیہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت امام نے پوچھا جبابہ کیا بات ہے کہ تم ایک عرصہ کے بعد یہاں آئی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے سر کے بالوں کی سفیدی بڑھاپے اور غموں کی زیادتی نے ایسا بنا دیا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ ذرا میں بھی تو دیکھوں جبابہ کہتی ہیں کہ میں حضرت کے قریب ہوئی تو آپ نے میرے سر کے درمیان میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا ذرا آئینہ تو لاؤ میں نے آئینہ لیا اور اس میں دیکھا کہ میرے سر کے درمیان سارے بال سیاہ ہو گئے جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور میری خوشی سے حضرت امام بھی خوش ہوئے۔ (البصائر جلد ۶ باب ۳ ص ۵۵)

اطاعت پرندگان و درندگان

⑩ البصائر میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ قری کا ایک جوڑا خدمت امام میں آیا اور دونوں اپنی بولی میں کچھ کہنے لگے حضرت امام نے اسی بولی میں انہیں جواب دیا پھر وہ اوڑھ کر ایک دیوار پر جا بیٹھے تو نے نے مادہ سے اپنی زبان میں کچھ کہا اور وہ دونوں اڑ گئے یہ دیکھ کر میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ پرندوں کا کیا معاملہ ہے تو فرمایا اے ابن مسلم ہر چیز کو خدا نے پیدا کیا ہے خواہ وہ پرندوں میں سے ہو یا چوپایوں میں سے ہو یا کوئی اور جاندار ہو اولاد آدم سے زیادہ ہماری بات سننے ہیں اور ہماری اطاعت کرتے ہیں اس جوڑے میں نہ کو اپنی مادہ کی طرف سے بدگمانی ہو گئی تھی جس پر مادہ نے قسم کھائی کہ

اس نے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا جسے نہ قبول نہیں کیا تو مادہ نہ سے کہنے لگی کہ کیا تو حضرت امام محمد بن علی بن الحسین کے فیصلہ پر راضی ہے تو دونوں مجھ پر رضا مند ہو گئے اور میں نے نہ کو بتایا کہ وہ اپنی مادہ پر ظلم کر رہا ہے تو نہ نے مادہ کو سچا سمجھا۔

(نفس المصدر جلد ۲ باب ۳ ص ۹۸)

مناقب ابن شہر آشوب میں محمد بن مسلم سے اسی طرح مذکور ہے (جلد ۳ ص ۳۲۴)

① البصائر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ہجین کی طرف گزر ہوا اور آپ کے رفیق ابواسمہ انصاری محل میں آپ کے ساتھ تھے کہ ایک قمری پر نظر پڑی جو آپ کی محل کے ایک طرف بیٹھا تھا ابواسمہ نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے اڑانا چاہا جس پر امام نے فرمایا اے ابواسمہ یہ پرندہ اہل بیت کے ذریعہ اپنی حفاظت کی تلاش میں آیا ہے اور میں بارگاہ الہی میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم اس سے سانپ کو دور کرے جو ہر سال آتا تھا اور اس کے بچوں کو کھا جاتا تھا چنانچہ وہ سانپ اس سے دور ہو گیا۔ (بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۴ ص ۹۹)

② الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں گدھے پر سوار تھا اور حضرت امام خیر پر کہ اچانک ایک بھیڑیا پہاڑ سے اُترا اور حضرت کی طرف بڑھا آپ نے خیر کو روک لیا اور بھیڑیا قریب آگیا اور زمین کی نشست کے اگلے حصہ پر اپنا پنجہ رکھ دیا اور اپنی گردن کو امام کے کان کے قریب لے گیا اور حضرت امام نے تھوڑی دیر کے لیے اپنے کان اس بھیڑیے کے قریب کر دیئے پھر فرمایا جائیں نے کرنا یہ سن کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے عجیب بات دیکھی تو حضرت نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے اس سے کیا کہا میں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول اور فرزند رسول زیادہ بہتر سمجھتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ فرزند رسول میری مادہ اس پہاڑ پر ہے اور اس پر بچہ کا جتنا دشوار ہو گیا ہے لہذا آپ بارگاہ الہی میں دعا فرمائیے کہ وہ اس تکلیف کو اس سے دور کرے اور میری نسل میں سے کسی کو آپ کے شیعوں پر مسلط نہ کرے تو میں نے اُس سے کہا تھا کہ میں نے دعا کر دی۔ (بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۵ ص ۱۰۰)

کشف الغمہ میں بھی محمد بن مسلم سے یہی روایت بیان کی گئی ہے۔ (جلد ۲ ص ۳۲۸)

③ مناقب ابن شہر آشوب میں مندرجہ بالا روایت مذکور ہے لیکن کچھ اضافہ کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ حسن بن علی بن ابی حمزہ نے دلائل میں اس خبر کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور مزید یہ کہا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے سفر کے دوران میں اپنی کھیتی کی زمین پر ایک ماہ تک قیام فرمایا اور جب واپس ہوئے تو وہی بھیڑیا اور اُس کی مادہ اور اس

کا بچہ سامنے آئے اور اپنی بولی میں حضرت امام سے کچھ کہا آپ نے بھی انہیں اس سے ملتی جلتی زبان میں جواب دیا پھر ہم سے فرمایا کہ اس کے نزدیک پیدا ہوا ہے اور یہ سب تمہارے اور میرے لیے خدا سے اچھی رفاقت اور دوستی کی دُعا کرتے ہیں اور میں نے بھی ان کے لیے یہی دُعا کی ہے جیسے انہوں نے ہمارے لیے دُعا کی اور میں نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے کسی دوست اور میرے اہل بیت کو اذیت نہ پہنچائیں چنانچہ انہوں نے مجھے اس کی ضمانت دی ہے۔
(المناقب جلد ۳ ص ۳۲۲)

امام کی قدرت

(۱۲۰)

الاختصاص میں جناب جابر سے منقول ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگ دستی اور محتاجی کی شکایت کی تو فرمایا اے جابر میرے پاس اس وقت ایک درہم بھی نہیں جو میں تمہیں دوں تھوڑی دیر میں کیت شاعر آگئے اور خدمت امام میں عرض کرنے لگے کہ میں آپ پر قربان اگر اجازت ہو تو میں ایک قصیدہ پیش کروں حضرت نے فرمایا ہاں ہاں پڑھو چنانچہ انہوں نے قصیدہ پڑھا اور امام نے غلام سے فرمایا کہ گھر کے اندر جاؤ اور تھیلی لے آؤ وہ تھیلی لے آیا اور آپ نے وہ تھیلی کیت کو دی کیت نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں اگر اجازت ہو تو ایک دوسرا قصیدہ پیش خدمت کروں حضرت امام نے فرمایا ہاں ہاں پڑھو تو انہوں نے دوسرا قصیدہ پڑھا اور حضرت نے غلام سے فرمایا جاؤ اور اندر سے تھیلی لے آؤ کہ وہ تھیلی کیت کو دوں چنانچہ غلام تھیلی لے آیا اور امام نے وہ تھیلی بھی کیت کو دے دی کیت نے پھر عرض کیا کہ میں آپ پر قربان اگر اجازت ہو تو تیسرا قصیدہ پیش کروں حضرت نے اجازت دی اور انہوں نے قصیدہ پیش کیا حضرت امام نے غلام کو پھر تھیلی لانے کے لیے حکم دیا تاکہ کیت کو دی جائے غلام تھیلی لایا اور حضرت نے کیت کو دی جس پر کیت نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں خدا کی قسم کسی دنیاوی عرض کی وجہ سے آپ سے محبت نہیں رکھتا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا صلہ چاہتا ہوں یہ تو مجھ پر ایک حق ہے جو خدا نے واجب قرار دیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے اُن کے لیے دُعا فرمائی پھر غلام سے ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی کو اس کی جگہ پر جا کر رکھ دو اُن کا بیان ہے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت امام فرما چکے ہیں کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں اور کیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دیا کیت تو چلے گئے اور میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ میں قربان جاؤں آپ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں اور کیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دے دیا تو حضرت نے فرمایا کہ جابر گھر کے اندر جاؤ چنانچہ میں گھر میں داخل ہوا تو وہاں میں نے کچھ بھی نہ پایا پھر میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر راز ہم نے تم سے چھپاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہم نے ظاہر کر دیئے ہیں یہ فرما کر حضرت

امام کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ بچھ کر گھر کے اندر لے گئے اور اپنا پاؤں زمین پر مارا تو فوراً اونٹ کی گردن سے مشابہ سونے کی ایک چیز زمین سے نکلی پھر فرمایا حابر اسے دیکھو اور سوائے اپنے دوستوں کے جن پر تمہیں بھروسہ ہے کسی کو خبر نہ ہونے پائے خداوند عالم نے ہمیں ہر اس شے پر قدرت و طاقت عطا کی ہے جو ہم چاہیں اگر ہم یہ چاہیں کہ زمین کو اس کی مہاروں کے ذریعے ہانک دیں تو ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

یہی روایت مناقب بن شہر آشوب میں بھی مذکور ہے۔ (البصائر الدرجات جلد ۸ باب ۲ ص ۱۹)

①۵ — قابیل پر عذاب الہی

البصائر میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مدینہ میں ایک ایسا آدمی تھا جو اس مقام پر آیا جہاں آدم کا بیٹا قابیل تھا اس نے اسے معقول آدمی سمجھا کہ اس کے ساتھ اس کے دس موکل تھے جو موسم گرما میں اسے سورج کے سامنے کر دیتے اور اس کے گرد آگ روشن رکھتے تھے اور جب سردی کا موسم آتا تو اس پر ٹھنڈا پانی ڈالتے تھے جب ان دس آدمیوں میں سے کوئی مر جاتا تو بستی والے کسی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ لے آتے تھے چنانچہ اس شخص نے دریافت کیا کہ اے بندہ خدا یہ تیرا کیا معاملہ ہے اور کس وجہ سے تو اس میں مبتلا ہے تو آدم کے بیٹے نے کہا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تو سب سے زیادہ بیوقوف ہے یا پھر تو بہت چالاک آدمی ہے۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے دریافت کیا کہ کیا اسے آخرت میں عذاب دیا جائے گا تو ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم اسے دنیا و آخرت دونوں میں عذاب دے گا۔ (البصائر جلد ۸ باب ۱۲ ص ۱۱۶)

اختصاص میں بھی ابن بکیر سے اسی طرح مذکور ہے (ص ۳۱۶)

الاختصاص میں سدید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اہل مدینہ میں سے ایک شخص کو جانتا ہوں جو طلوع و غروب آفتاب سے پہلے اس باقی جماعت کے پاس نہالشی کے لیے پہنچا جن کے بارے میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے: ”وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْصُونَ“ (سورہ اعراف آیت ۱۵۹) قوم موسیٰ میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ معاملات میں انصاف بھی کرتے ہیں وہ انکے پاس اسی جھگڑے کی وجہ سے پہنچا تھا جو ان لوگوں کے درمیان تھا چنانچہ اس نے ان کی باہمی صلح کرادی اور لوٹ آیا وہ کہیں نہیں بیٹھا بلکہ تمہارے چشمے سے گزرتے ہوئے اس نے پانی پیا اس کے بعد تمہارے دروازے پر آکر زنجیر کھٹکھٹائی اور بغیر کسی جگہ رکے ہوئے واپس آگیا۔ (الاختصاص ص ۳۱۶)

الاختصاص و بصائر میں سدید مرنی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو زمین کے بعض طبقوں کے دوسرے طبقوں سے بند ہونے سے پہلے اس گروہ کی طرف پہنچ گیا جس کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے ”وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَخْلِدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ“ (سورہ اعراف آیت ۱۵۹) قوم موسیٰ میں سے ایک ایسی جماعت ہے جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ معاملات میں انصاف بھی کرتے ہیں جو ایک جھگڑے کے سبب سے تھا جو ان لوگوں کے درمیان تھا چنانچہ اُس نے اُن کے درمیان صلح کرائی اور لوٹا اور بیٹھا نہیں پھر وہ تمہارے چپٹوں سے گزرا اور اُن سے پانی پیا اور وہ نرات تھا پھر وہ اے ابولفضل تمہارے پاس سے گزرا اُس نے تمہارا دروازہ کھٹکھٹایا اور اُس آدمی کے پاس آیا جس پر کبل اور ٹاٹ پڑا ہوا تھا اور بندھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ دس موکل تھے وہ موسم گرما میں سورج کی گرمی میں رہتا تھا اور اُس کے گرد آگ بھڑکتی رہتی تھی اور جہدھر سورج پھرتا تھا وہ اُسے اُسی طرف پھرتے رہتے تھے جب ان دس موکلوں میں سے کوئی مر جاتا تو بستی والے اس کی جگہ پر دوسرے آتے تھے اور دس کی تعداد کم نہ ہوتی تھی تو ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور اُس نے پوچھا کہ تیرا کیا قصہ ہے تو اُس نے جواب دیا کہ اگر تو عالم ہے تو میرے معاملہ کو خوب جانتا ہے بتایا جاتا ہے کہ وہ گرفتار عذاب آدم کا بیٹا قابیل ہے جس نے ہابیل کو قتل کیا۔

(نفس المصدر ص ۳۱۸)

محمد بن مسلم کا قول ہے کہ قابیل سے اس کے قصے کو دریافت کرنے والے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تھے۔

(بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۸ ص ۱۲۸)

الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک اعرابی آیا اور دروازہ مسجد پر کھڑا ہو گیا اور دل ہی دل میں کچھ اندازہ لگانے لگا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پر اُس کی نظر پڑی تو اُس نے اپنی اونٹنی کو باندھا اور دو زانو بیٹھ گیا وہ جب پہنچے ہوئے تھا امام نے فرمایا کہ اے اعرابی کہاں سے آرہے ہو تو کہنے لگا میں بہت دور کے شہروں سے آرہا ہوں۔ امام نے فرمایا کہ دنیا میں بڑے بڑے شہر تو بہت ہیں یہ تو بتاؤ کہ کس جگہ سے آرہے ہو تو وہ کہنے لگا کہ میں عاد کے ریتلے لائبے اور بیچ دار جگہوں سے آرہا ہوں حضرت فرمایا اچھا یہ تو بتاؤ کہ کیا تم نے وہاں بیری کا درخت دیکھا ہے؟ کہ جب وہاں سے تاجر گزرتے ہیں تو اس کے سائے میں بیٹھ جاتے ہیں تو وہ اعرابی کہنے لگا کہ میں آپ پر قربان آپ کو یہ کیسے پتہ چلا تو امام نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس سے پتہ چلا ہے اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے اور کیا کیا دیکھا تو اس اعرابی نے عرض کیا کہ میں نے ایک تاریک وادی دیکھی ہے جس میں اُلوی پائے جاتے ہیں اور اس کی گہرائی دکھائی نہیں دیتی امام نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا وادی ہے اُس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا تو حضرت نے فرمایا وہ وادی برہوت ہے جس میں کافروں کی روحیں ہیں پھر فرمایا تم کہاں پہنچ گئے وہ اعرابی بھونچکا

رہ گیا اور امام نے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے مجمع میں جا پیچھے کہ جن کا کھانا پینا ان کی بکریوں کے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں پھر حضرت نے آسمان کی طرف نظر کی اور عرض کیا کہ اے خدا اس پر لعنت فرما۔

حاضرین نے کہا کہ ہم آپ پر قربان ہوں یہ شخص کون ہے تو امام نے فرمایا یہ قابل ہے جسے سورج کی گرمی اور سخت ترین سردی کا عذاب دیا جاتا ہے اتنے میں ایک اور شخص آگیا جس سے آپ نے یہ پوچھا کہ کیا تم نے جعفر کو دیکھا ہے؟ تو وہ اعرابی کہنے لگا یہ جعفر کون ہیں جن کے بارے میں یہ سوال کر رہے ہیں تو ان سے بتایا گیا کہ یہ ان حضرت کے صاحبزادے ہیں یہ سن کر اعرابی نے کہا یا اللہ یہ عجیب شخص ہیں کہ ہمیں تو آسمان کی باتیں بتاتے ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ ان کے فرزند کہاں ہیں۔
(بصائر الدرجات جلد ۱۰ باب ۱۸ ص ۴۸)

وضاحت۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خدا قابل پر لعنت فرما جس سے لوگوں کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا مقصود تھا کہ قابل دنیا میں وہ پہلا شخص تھا جس نے ظلم اور حسد کی بنیاد ڈالی اور اپنے بھائی بابل کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے وہ آج تک عذاب میں مبتلا ہے اور وہ عذاب علیحدہ رہا جو اسے آخرت میں دیا جائے گا اس کے علاوہ حضرت نے یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ وہ ان لوگوں کے قریب میں مبتلائے عذاب ہے۔

(۱۷) — خراج میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور دوسرے لوگ بھی وہاں آ جا رہے تھے تو حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ ذرا ان لوگوں سے یہ تو دریافت کرو کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ ابو بصیر کا بیان ہے کہ جس شخص سے بھی میں ملا میں نے اس سے یہی پوچھا کہ کیا تم نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا ہے تو ہر ایک نے یہی کہا کہ نہیں۔ امام کھڑے تھے کہ ابو ہارون مکفوف داخل ہوئے تو حضرت نے ابو بصیر سے فرمایا کہ ان سے بھی پوچھ دیکھو تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہنے لگے کیا یہ کھڑے نہیں ہیں جس پر ابو بصیر نے کہا کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا تو ابو ہارون نے جواب دیا کہ مجھے کیسے معلوم نہ ہوگا وہ تو ایک چمکتا ہوا نور ہیں۔

(۱۸) — ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام کو ایک افریقی باشندے سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ راستہ کا کیا حال ہے تو اس افریقی نے جواب دیا کہ میں اسے صحت مند اور تندرست چھوڑ کر آیا ہوں اور اس نے آپ کو سلام کہا ہے تو امام نے فرمایا کہ خدا اسے عزت کرے اس شخص نے دریافت کیا کہ حضور کیا وہ مر گیا تو حضرت نے فرمایا ہاں وہ مر گیا۔ وہ شخص پوچھنے لگا کہ کب؟ تو فرمایا کہ تمہارے وہاں سے نکلنے کے دو دن کے بعد وہ مرا جس پر افریقی نے عرض کیا کہ خدا کی قسم اسے تو کوئی بیماری بھی نہ تھی تو امام نے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان

نہیں ہیں اگر ایسا سمجھتے ہو تو کتنی بری بات ہے۔ خدا کی قسم تمہارے اعمال میں سے کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں تم یہ سمجھ لو کہ ہم تمہارے سامنے موجود رہتے ہیں اپنے آپ کو نیک کاموں کا عادی بناؤ اور نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ میں اپنے فرزند کو اور اپنے تمام شیعوں کو اسی کا حکم دیتا ہوں۔ (الخزائج والجواهر ص ۲۳۹)

①۹ — امام کی پہچان اور ان کا درجہ و مقام

خزائج میں حلبی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے امام کے درجہ و منزلت کے بارے میں دریافت کیا تو امام نے فرمایا کہ اس کا بلند مقام ہے جیسا کہ امام کے پاس آؤ تو ان کی تعظیم و تکریم کرو اور جو کچھ وہ کہیں اُس پر ایمان لاؤ اور سر تسلیم خم کرو ان کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ تمہیں صحیح راستہ دکھائیں ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب تم اُن کے پاس آؤ گے تو تم ان کے رعب و جلال کی وجہ سے ان سے آنکھ نہ ملا سکو گے جو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت رہی وہی امام کی کیفیت ہے۔

حلبی نے عرض کیا کہ کیا امام اپنے شیعوں کو پہچان لیتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے شیعہ ہیں تو فرمایا ہاں ہاں تم سب ہمارے شیعہ ہو تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضور اس کی علامت بیان فرمائیں تو امام نے فرمایا کہ میں تمہارے نام تمہارے باپ دادا اور تمہارے قبیلوں کے نام بتا سکتا ہوں تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ارشاد فرمائیں تو حضرت نے انہیں سب کچھ بتا دیا جس پر وہ کہنے لگے کہ بالکل سچ فرمایا پھر جناب امام نے ان سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس کی بھی خبر دے سکتا ہوں جس کے بارے میں تم سوال کرنا چاہتے ہو اور وہ اس ارشاد الہی کے بارے میں ہے ”کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ“ (سورہ ابراہیم آیت ۲۴) شجرہ طیبہ کی مثال ایسی ہے کہ اس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ ہم اپنے شیعوں میں جس کو چاہتے ہیں علم عطا کرتے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ کیا اتنا کہہ دینا تمہیں مطمئن کر دے گا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہم تو اس سے کم میں بھی مطمئن ہیں۔

(الخزائج والجواهر ص ۲۲۹)

وضاحت :- مذکورہ روایت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ حضرت امام کو اس سوال کا پہلے سے ہی علم تھا جو ان لوگوں کے دل میں تھا جو یہ واضح کرتا ہے کہ امام رازدوں کا عالم ہوتا ہے اور یہ کہ وہ شجرہ علم ہے جس طرح درخت سے لوگ پھل حاصل کرتے ہیں اسی طرح امام کے علم سے فیض حاصل ہوتا ہے لیکن یہ اسی کو ملتا ہے جو اس کا اہل ہو ہر کس و ناکس کو نہیں اور امام ہی بہتر جانتا ہے کہ ان علوم میں سے کس کو عطا کیا ہے۔

۲۰۔ اہل بیت سے دشمنی کا انجام

خراج میں ابو عتیبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص یہاں آیا اور کہنے لگا کہ میں شام کا سہنہ والا ہوں اور آپ حضرات سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں اور میرے والد بنی امیہ سے محبت کرتے تھے اور مال دار بھی تھے میرے علاوہ ان کا کوئی بیٹا بھی نہیں اور ان کی جائے رہائش رملہ میں تھی رملہ فلسطین کے ایک شہر کا نام ہے جس کے اور بیت المقدس کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے اس کا ایک باغ تھا جس میں وہ تنہائی میں اٹھتا بیٹھتا تھا وہ مر گیا تو میں نے اس کے مال کو تلاش کیا لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس نے اپنے مال کو زمین میں دبا دیا ہے اور مجھ سے چھپایا ہے حضرت امام نے سنا اور فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے باپ سے ملو اور معلوم کرو کہ مال کہاں رکھا ہوا ہے تو اس شامی نے کہا کہ خدا کی قسم حضور میں ایک غریب و محتاج ہوں اور یہی چاہتا ہوں یہ سن کر حضرت نے ایک خط لکھا اور اس پر اپنی مہر ثبت کی پھر فرمایا کہ آج رات اس خط کو لے کر یقین کی طرف چلے جا و جب یقین کے درمیان میں پہنچو تو در جان در جان کہہ کر آؤ دینا تو تمہارے پاس ایک شخص آئیں گے جو عامہ پہنے ہوئے ہوں گے انہیں میرا یہ خط دینا اور کہنا کہ میں محمد بن علی بن الحسین کا قاصد ہوں پھر تمہارا باپ تمہارے پاس آئے گا تم اس سے اپنے معاملہ کے بارے میں دریافت کرنا چنانچہ شامی وہ خط لے کر روانہ ہو گیا۔

ابو عتیبہ کا بیان ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تا کہ اس مرد شامی کا حال معلوم کروں دیکھا تو وہ دروازے پر اندر آنے کے لیے اجازت کا منتظر کھڑا ہے چنانچہ اسے اجازت ملی اور ہم دونوں ساتھ ساتھ اندر پہنچے اور وہ شامی کہنے لگا کہ خدا ہی بہتر سمجھتا ہے کہ وہ کسے اپنے علم کا مقام قرار دے "حضور والا" میں شب گزشتہ وہاں پہنچا اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے عمل کیا تو میرے پاس ایک شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہیں مٹھرے رہو کہ میں اسے تمہارے پاس لے آؤں چنانچہ وہ ایک بہت کالے آدمی کو لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یہ تمہارا باپ ہے میں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو میرے باپ نہیں ہیں تو شخص بولے کہ دوزخ کی آگ کے شعلوں اور دھوئیں نے اس کی شکل کو بدل ڈالا ہے تو میں نے ان کالے آدمی سے کہا کہ کیا تم میرے باپ ہو تو جواب ملا کہ ہاں میں تیرا باپ ہوں پھر میں نے پوچھا کہ تمہاری صورت اور شکل کیوں بدل گئی تو انہوں نے جواب دیا بیٹا میں بنی امیہ سے محبت رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے اہل بیت پر انہیں فضیلت دیتا تھا تو خدا تعالیٰ نے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا چونکہ تو اہل بیت

سے محبت رکھتا تھا لہذا میں تجھ سے دشمنی رکھنے لگا اور میں نے اپنے مال سے تجھے محروم کر دیا اور اسے پوشیدہ کر دیا آج اپنے کیے پر نادم ہوں لہذا بیٹا میرے باغ میں جاؤ اور زیتون کے درخت کے نیچے کھدائی کرو اور ایک لاکھ درہم نکال کر پچاس ہزار درہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا اور باقی تیرے لیے ہیں پھر بولا کہ میں خود چلتا ہوں تاکہ مال کو نکالوں اور تیرے حوالہ کر دوں۔

ابو عتبہ کہتے ہیں کہ جب پھر موقع ملا تو میں نے حضرت ابام سے دریافت کیا کہ اس مال والے آدمی کے معاملہ کا کیا رہا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ وہ پچاس ہزار درہم لے کر میرے پاس آئے تھے تو میں نے ان سے اپنا قرض ادا کیا اور خیر کے اطراف میں ایک زمین خریدی اور کچھ رقم اپنے اہل بیت کے ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کر دی۔
الخزائن والخراج مستطیع

(۲۱) _____ خراج میں عبداللہ بن معاویہ جعفری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جسے میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ اولاد مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا حاکم ہوا اس نے ایک دن مجھے بلا بھیجا جب میں اس کے پاس پہنچا اُس وقت وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اُس نے کہا اے پسر معاویہ میں نے تمہیں قابل اعتماد آدمی سمجھ کر بلایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے علاوہ میری بات کا کسی کو پتہ نہ چلے گا میری خواہش یہ ہے کہ تم اپنے دونوں چچاؤں حضرت محمد بن علی باقر اور زید بن امام حسن علیہ السلام سے ملو اور کہو کہ جو کچھ مجھے تمہاری طرف سے معلوم ہوا ہے اس سے باز رہو یا پھر مزا کے لیے تیار ہو جاؤ چنانچہ میں امام باقر علیہ السلام کے پاس پہنچنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ میں نے حضرت امام سے ملاقات کی جب کہ آپ مسجد کی طرف جارہے تھے جب میں حضرت کے قریب پہنچا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اس ظالم نے تجھے ترغیب دی ہے اور تجھے بلایا تھا اور کہا تھا کہ اپنے چچاؤں سے ملاقات کرو اور ان سے ایسا ایسا کہو چنانچہ حضرت نے وہ گفتگو اس طرح بتا دی جیسے حضرت وہاں موجود تھے پھر امام نے ارشاد فرمایا بھتیجے کل کے بعد اس کا معاملہ صاف ہو جائے گا یہ معزول ہو گا اور مصر کے شہروں کی طرف جلا وطن ہو جائے گا خدا کی قسم نہ میں جادوگر ہوں اور نہ کاہن مجھے تو خدا کی طرف سے یہ سب کچھ بتایا گیا ہے۔ عبداللہ کا بیان ہے کہ دوسرا دن آنے بھی نہ پایا کہ وہ معزول ہوا اور مصر کی جانب شہر بدر کر دیا گیا اور ایک دوسرا شخص مدینہ کا حاکم مقرر ہوا۔
الخزائن والخراج مستطیع

(۲۲) _____ خراج میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ ایک خراسانی سے امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ بالکل ٹھیک ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ جب تم خراسان سے روانہ ہوئے تھے اور جرجان کے راستے میں تھے تو تمہارے والد کا انتقال ہو چکا تھا پھر پوچھا تمہارے بھائی کا کیا حال ہے تو خراسانی نے جواب دیا کہ حضور انہیں بخیر و عافیت چھوڑ کر چلا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ انہیں ان کے ایک پڑوسی نے قتل کر ڈالا جس کا نام عالم ہے اور فلاں دن اور فلاں وقت اس کا قتل ہوا تو وہ خراسانی رونے لگا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حضرت امام نے

فرمایا مگر در جنت میں پہنچ گئے اور انکے لیے جنت اس دنیا سے کہیں بہتر ہے پھر خراسانی نے کہا کہ میں اپنے فرزند کو سخت درد میں مبتلا چھوڑ کر آیا ہوں لیکن حضور نے اس بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھا تو امام نے فرمایا وہ تندرست ہو گیا اور اس کے چچا نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا جب تم وہاں پہنچو گے تو اس کا لڑکا دیکھو گے جس کا نام علی ہو گا وہ ہمارے شیعوں میں سے ہو گا لیکن تیرا بیٹا ہمارا شیعہ نہیں ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے تو خراسانی نے عرض کیا کہ حضور اس کی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے تو فرمایا کہ وہ دشمن ہے اور دوزخ کا ایندھن ہے۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور یہ کون ہیں تو فرمایا کہ یہ خراسان کے ایک شیعہ مرد مومن ہیں

(المصدر السابق من ۲۳)

مناقب بن شہر آشوب میں مشعل اسدی کی ابو بصیر سے یہی روایت بیان کی گئی ہے۔

(جلد ۳ ص ۳۲۵)

عالم اسماء الہی (۲۳)

خراج میں جناب جابر جعفی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا اور سفر کے دوران میں ایک پرندہ قمری آپ کی محل کے پیلو میں آکر بیٹھ گیا اور کچھ بولنے لگا میں نے اُسے پکڑنا چاہا لیکن حضرت امام نے روک دیا اور فرمایا اے جابر اس نے ہم اہل بیت سے پناہ اور مدد طلب کی ہے جس پر میں نے عرض کیا کہ اسے کیا شکایت ہے تو فرمایا اس نے یہ شکایت کی ہے کہ یہ تین سال سے اس پیڑ میں اپنے بچے نکالتا ہے لیکن ایک سانپ وہاں آکر انہیں کھا جاتا ہے تو اس قمری نے مجھ سے کہا ہے کہ میں بارگاہ الہی میں دُعا کروں کہ اس سانپ کو مار ڈالے میں نے دعا کی تو خدا نے اس سانپ کو ہلاک کر دیا اس کے بعد ہم چل پڑے جب صبح ہونے لگی تو حضرت امام نے مجھ فرمایا کہ جابر اترو تو میں اتر گیا اور اونٹ کی مہار کو پکڑا حضرت امام اترے اور راستہ کو چھوڑ کر بیٹھے اور زمین کے ایک ریتیلے حصّہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب وہاں آئے تو داہنے پائیں ریت ہی ریت نظر آیا زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ پلنے والے ہمیں سیراب فرما اور طہارت کے لیے پانی مہیا فرما ناگہاں ریت کے درمیان ایک سفید و شفاف پتھر نمودار ہوا حضرت نے اس پتھر کو ہٹایا تو وہاں سے صاف شفاف پانی کا چشمہ نکلا حضرت نے اس میں سے پانی پیا اور وضو فرمایا۔

ہم پھر چل پڑے اور ایک آبادی اور کھجوروں کے باغ کے قریب پہنچے تو حضرت امام سوکھی کھجوروں کے ایک درخت کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب آکر فرمایا کہ اے کھجور کے درخت جو پھل تجھے خدا نے عنایت فرمائے ہیں ان میں سے ہمیں بھی کھانے کے لیے دے جابر بیان کرتے ہیں کہ وہ درخت جھکا اور ہم نے اس کے پھل حاصل کیے اور کھائے ایک اعرابی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہنے لگا کہ آج تک میں نے ایسا جادوگر نہیں

دیکھا یہ کہ حضرت نے اعلیٰ سے فرمایا کہ ہم اہل بیت پر جھوٹا الزام نہ لگا ہم میں نہ کوئی جادوگر ہوتا ہے اور نہ کاہن۔ میں خدائے تعالیٰ کے مخصوص نام تعلیم کیے گئے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے ہم سوال کرتے ہیں اور عطا کیے جاتے ہیں دُعا کرتے ہیں تو دُعا قبول ہوتی ہے۔ (الخراج والجرائح ص ۲۳)

(۲۴) — خراج میں عباد بن کثیر بصری سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدا پر مومن کا کیا حق ہے تو آپ نے اپنا رخ پھیر لیا اور میں نے یہی سوال تین بار دہرایا تو ارشاد فرمایا کہ خدا پر مومن کا یہ حق ہے کہ اگر وہ اس کھجور کے درخت سے کہے کہ اس کی لٹف چلا آئے تو وہ آجائے عباد کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے درخت کو دیکھا جو قریب تھا کہ حرکت کرے تو امام نے اشارہ فرمایا کہ رک جا اس سے تو مقصود نہ تھا۔ (نفس المصدر ص ۱۹۶)

(۲۵) — خراج میں ابو صباح کنانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی تو ایک جوان خادمہ نکل کر آئی۔ میں نے اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ اپنے آقا سے کہو کہ میں دروازے پر کھڑا ہوں تو حضرت امام نے گھر کے آخری حصے سے آواز دی کہ تمہاری ماں نہ رہے اندر آجاؤ میں گھر میں پہنچا تو میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس سے میرا ارادہ برائی کا نہ تھا بلکہ اپنا یقین بڑھانا چاہتا تھا تو امام نے فرمایا ٹھیک ہے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ دیوار میں ہماری نگاہوں کے سامنے اسی طرح پردہ بن جائیں گی جیسے کہ تمہاری نظروں کے سامنے حائل ہو جاتی ہیں تو پھر تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی فرق نہ رہا دیکھو اب اسناد ایسی بات نہ ہو پائے۔ (کشف الغمہ ص ۵۲)

(۲۶) — عباسی حکومت کے بارے میں حضرت امام کی پیش گوئی

خراج میں ابوبصیرؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مسجد نبوی میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ دو انبئی اور داؤد بن سلیمان داخل ہوئے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ اولاد عباس کی طرف حکومت نہیں آئی تھی داؤد حضرت امام کے پاس جا بیٹھے تو امام نے فرمایا دو انبئی کو کس بات نے یہاں آنے سے روک دیا تو انہوں نے جواب دیا وہ سخت مزاج ہے حضرت نے فرمایا کہ زیادہ دن نہ گزریں گے کہ اسے حکومت ملے گی اور یہ لوگوں کی گردنیں اٹھائے گا اور مشرق و مغرب میں اس کی حکومت ہوگی اور اس کی عمر بھی طویل ہوگی اور یہ اتنی دولت جمع کر لے گا کہ اس سے پہلے کسی نے جمع نہ کی ہوگی یہ سُن کر داؤد کھڑے ہوئے اور دو انبئی کو ساری بات بتائی تو وہ دو انبئی حضرت امام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے رغب و جلال نے مجھے آپ کے پاس آنے سے روک دیا تھا اور یہ سب کیا ہے جس کی داؤد نے مجھے اطلاع دی ہے حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہونے والا ہے تو کہنے لگا کہ کیا ہماری حکومت آپ کی حکومت سے پہلے ہوگی امام نے فرمایا ”ہاں“ پھر اس نے سوال کیا کہ کیا میرے بعد میری اولاد میں سے کسی کو یہ حکومت ملے گی تو حضرت نے جواب دیا کہ ہاں

ایسا ہوگا پھر بولا کہ نبی امیہ کی حکومت کی مدت زیادہ رہے گی یا ہماری حکومت کی؟ تو امام نے جواب دیا کہ تمہاری مدت حکومت بہت طویل ہوگی اور تمہارے بچے حکومت کو اچکیں گے اور اس سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو میرے پدر بزرگوار نے مجھے بتائی ہیں چنانچہ جب دوانیقی کو سلطنت ملی تو اسے امام محمد باقر علیہ السلام کی باتوں سے بہت ہی تعجب ہوا۔ (المصدر السابق ص ۱۹۶)

(۲۷) — خراج میں جابرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم پچاس آدمیوں کے قریب خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں حاضر تھے کہ کثیر النوار (کھجور کی گٹھلیاں بیچنے والا) وہاں آگیا اور وہ مغیرہ بن سعید عجمی کے اصحاب میں سے تھا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر کہنے لگا کہ کوفہ میں مغیرہ بن عمران کا یہ خیال ہے کہ آپ کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے جو آپ کو مومن سے کافر کی اور آپ کے دشمنوں سے آپ کے دوستوں کی پہچان کرتا ہے تو حضرت نے پوچھا کہ تیرا پیشہ کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ گھبوں فروخت کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ تو بھوٹ بولتا ہے جس پر وہ کہنے لگا کہ کبھی کبھی جو بھی بیچتا ہوں حضرت نے فرمایا جو تو کہہ رہا ہے یہ بھی درست نہیں تو گٹھلیوں کی تجارت کرتا ہے تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس فرشتے نے بتایا ہے جو میرے شیعوں کی میرے دشمنوں سے پہچان کرتا ہے اور تو سرگشتہ و گمراہ مرے گا۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم جب کوفہ لوٹے تو میں کچھ لوگوں کے پاس گیا کہ پوچھوں تو انہوں نے ایک بڑھیا کا بیتہ دیا اس نے بتایا کہ تین دن ہوئے وہ گمراہ اور پاگل ہو کر مر گیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۵۵)

وضاحت: مغیرہ بن سعید عجمی کے اصحاب کو کہا جاتا ہے جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ امام محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام کے بعد محمد بن عبداللہ بن الحسن امام ہیں اور اس کا یہ خیال تھا کہ وہ زندہ ہیں اور نہیں مرے۔ (۲۸) — خراج میں ابو بصیرؓ سے مروی ہے کہ میں ایک بار مسجد میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس حاضر تھا کہ عمر بن عبدالعزیزؓ مسجد میں آئے جو گروے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اپنے غلام کا سہارا لے رکھا تھا حضرت امام نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا عنقریب سخت حکومت پر بیٹھے گا اور عدل و انصاف کو نمایاں کرے گا اور چالیس برس زندہ رہیگا اس کی موت پر اہل زمین روئیں گے لیکن اہل آسمان نہیں پھر فرمایا کہ یہ اس جگہ بیٹھے گا جس کا یہ حق دار نہ ہوگا۔ چنانچہ انہیں حکومت ملی اور انہوں نے عدل و انصاف کو نمایاں کیا۔ (الخراج والجرائع ص ۱۹۶)

(۲۹) — شیعیان اہل بیت کی ذمہ داریاں

رجال الکشی میں جناب محمد بن حنفیہ کے غلام اسلم سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ زمزم پر اس کے عقب میں بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بن عبداللہ بن امام حسنؓ طواف کعبہ کرتے ہوئے ہمارے سامنے سے گزرے تو جناب امام نے مجھ سے فرمایا کیا تم اس جوان کو پہچانتے ہو میں نے

عرض کیا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن حسن ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ خروج کریں گے اور قتل ہوں گے اور جان بیکار تلف ہوگی پھر فرمایا اے اسلم یہ بات کسی کو نہ بتانا یہ تمہارے پاس ایک امانت ہے اسلم کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات معروف بن خربوذ سے کہہ دی اور ان سے وہی وعدہ لیا جو حضرت امام نے مجھ سے لیا تھا کہ کسی سے نہ کہیں اسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم چار اہل مکہ صبح دشام حضرت امام کے پاس رہتے تھے تو معروف نے حضرت امام سے درخواست کی کہ آپ مجھ سے وہ بات خود فرمادیں جو اسلم نے مجھ سے کہی ہے میں آپ کی زبان مبارک سے سنا چاہتا ہوں تو حضرت اسلم سے مخاطب ہوئے جس پر اسلم نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے ان سے بھی یہی وعدہ لیا ہے جیسا آپ نے مجھ سے کسی سے نہ کہنے کا وعدہ لیا تھا جس پر جناب امام نے فرمایا کہ اگر تمام لوگ ہمارے شیعہ ہوتے تو ان میں تین چوتھائی مشکی ہوتے اور ایک چوتھائی احمق اور بے وقوف

(رجال الکشی ص ۱۳۴)

۳۰۔۔۔ پیش گوئی امام

خرائج میں محمد بن ابی حازم سے منقول ہے کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ جناب زید بن علیؑ ادھر سے گزرے تو جناب امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ کوفہ میں خروج کریں گے قتل ہوں گے اور ان کے سر کو ہر طرف گھمایا جائے گا پھر انہیں لایا جائے گا اور بانس کی ایک کٹڑی پر گاڑ دیا جائے گا حضرت نے اس جگہ کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انہیں سولی دی جائیگی محمد بن ابی حازم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے کانوں نے سن لیا اور آنکھوں نے دیکھ لیا کہ جناب زید نے خروج کیا اور قتل کیسے گئے پھر یہ بھی دیکھا کہ ان کا سر ہر طرف گھمایا گیا اور اس جگہ بانس کی کٹڑی پر انہیں گاڑا گیا جس سے ہم تعجب میں رہ گئے۔

اور ایک طرف روایت میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد میرے بھائی زید خروج کریں گے اور لوگوں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیں گے اور میرے فرزند امام جعفر سے علیحدہ ہو جائیں گے اور قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کی لاش سولی پر لٹکانی جائے گی اور آگ میں جلا دیا جائے گا اور خاک ہو میں اڑادی جائے گی اور ان کے ناک کان وغیرہ اس طرح کاٹے جائیں گے کہ ان سے پہلے کسی کے جسم کے اعضا اس طرح نہیں کاٹے گئے۔

۳۱۔۔۔ خراج میں مروی ہے کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام اپنے اصحاب سے کچھ اہم اور ضروری احادیث بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا جس کا نام نصر بن قرواش تھا اس کے اس موقع پر اہجانے اور احادیث کے سننے سے اصحاب امام انسودہ ہوئے یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو گیا تو اصحاب نے کہا خیر جو کچھ اس نے سنا وہ تو کس لیا یہ ایک ضیث آدمی ہے حضرت امام نے فرمایا کہ اگر تم اس سے یہ پوچھ لو

کہ آج میں نے کیا کہا تھا تو اُسے بالکل یاد نہ ہوگا۔ انہی میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اس کے بعد میں اس آنے والے شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ وہ حدیثیں جو تو نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنی تھیں چاہتا ہوں کہ انہیں میں بھی سُن لوں تو وہ شخص کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں تو ان احادیث میں سے تھوڑا نہ زیادہ کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔

(۳۲) — مناتب بن شہر آشوب میں ابو حمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حالت عمرہ میں تھا اور حجرہ اسود کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگہاں ایک جن اڑدہے کی شکل میں دکھائی دیا وہ مشرق کی سمت سے آیا تھا اور حجر اسود کے قریب پہنچا میں نے جو اس پر نگاہ ڈالی تو وہ دیر تک وہاں ٹھہرا رہا پھر اس نے سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا اس کے بعد مقام ابراہیم میں جا کر اپنی دم کے بل سیدھا کھڑا ہوا اور اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ زوالِ شمس ہو چکا تھا چنانچہ عطا اور اس کے ساتھیوں نے اُسے دیکھا وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا آپ نے ایسا ایسا جن دیکھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسے بھی دیکھا اور جو کچھ اس نے کیا اسے بھی حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد بن علی نے تجھے حکم دیا ہے کہ یہاں کعبہ کے اندر ہر طرح کے بندگانِ خدا آتے ہیں لہذا تجھے اس وقت لوگوں کے پاس سے چلا جانا چاہیے پھر یہ کہ تو اپنی عبادت پوری کر چکا اور لوگ خائف ہیں۔ بہتر ہے کہ تو لوگوں کے آنے سے پہلے یہاں سے چلا جائے حضرت فرماتے ہیں کہ اُس نے مسجد کی نالی سے کنکریوں کا ڈھیر لگایا جس پر اُس نے اپنی دم رکھی اور پھر ہوا میں غائب ہو گیا۔

(۳۳) — خراج میں سدید سے مروی ہے کہ ایک بار کثیر اسنا امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مغیرہ بن سعید کا یہ خیال ہے کہ آپ کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے جو آپ کو مومن و کافر کی پہچان کرتا ہے حضرت نے اس سے کچھ باتیں دریافت کیں جو اس کے پیشہ سے متعلق تھیں جن میں وہ جھوٹا ثابت ہوا جب وہ چلا گیا تو امام نے وہاں موجود لوگوں سے فرمایا کہ یہ شخص ولدِ الحرام ہے اس بات کو کوفہ کے لوگوں نے بھی سنا وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم کوفہ واپس لوٹے تو چاہا کہ کثیر کے بارے میں اس بری خبر کی معلومات حاصل کریں چنانچہ ہم ایک شخص کے پاس گئے اور اسکے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہی اس شخص نے ہمیں ایک نیک بڑھیا عورت کا پتہ دیا تاکہ اس بارے میں پتہ تو چلے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو ہم نے اس بڑھیا سے کہا کہ ہم ابواسمائیل کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگی کہ کیا کثیر کے بارے میں پوچھتے ہو ہم نے جواب دیا ہاں اسی کے بارے میں تو بولی کیا اس کی شادی و بیاہ کا ارادہ ہے تو ہم نے کہا ہاں ایسا ہی ہے جس پر وہ کہنے لگی کہ ایسا نہ کرنا اس کی شادی کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لیے کہ اس کی ماں نے اس گھر میں چار زنا کاریوں کے بعد اُسے جنا تھا اور بڑھیا نے قریب کے مکانوں

میں سے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا۔

(۳۷) — خراج میں مروی ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت نے خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں حاضر ہونا چاہا جب وہ لوگ امام کے دروازے کی دہلیز پر پہنچے تو ان کا یہ بیان ہے کہ یکا یک ہمیں سریانی میں قرأت کی آواز آئی جو ایک اچھی آواز میں ہو رہی تھی کہ پڑھنے والا پڑھنے کے ساتھ رو رہا ہے اس قرأت نے ہم پر ایسا اثر کیا کہ ہمارے بھی آنسو نکل آئے حالانکہ ہم سمجھتے بھی نہ تھے کہ کیا پڑھا جا رہا ہے یہی خیال کیا کہ شاید حضرت کے پاس کچھ اصحاب بیٹھے ہوں اور آپ ان سے قرأت کر رہے ہوں جب آواز کی تو ہم اندر آئے تو دیکھا کہ حضرت امام کے پاس کوئی شخص نہیں ہم نے عرض کیا کہ حضور ہم ابھی درد بھری آواز میں سریانی قرأت کس رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایلیا بنی کی مناجات کے پڑھنے میں رونے لگا تھا

الخراج والجراح ص ۱۹۷

(۳۵) — مدینہ پر حملہ، امام کی پیش گوئی

مناقب بن شہر آشوب میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار مجلس میں تشریف فرما تھے کہ کچھ دیر تک آپ زمین کی طرف سر کو جھکائے بیٹھے رہے اور پھر سر کو اٹھا کر فرمایا کہ اے لوگو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ایک شخص تمہارے اس شہر پر چار ہزار کے لشکر سے حملہ کرے گا اور تین دن تک قتل عام کرے گا اور کسی کا حال نہ پوچھے گا اور تم اس بلا و مصیبت میں پڑ جاؤ گے کہ اپنا دفاع نہ کر سکو گے اور ایسا ہونے والا ہے لہذا اپنی حفاظت کے لیے تیار رہو اور سمجھ لو کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ہو کر رہے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے پدر بزرگوار کے اس ارشاد پر کوئی توجہ نہیں کی اور کہنے لگے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا سوائے بنی ہاشم اور تھوڑے سے لوگوں کے کسی نے پناہ تلاش نہ کی یہ لوگ مدینہ سے باہر نکل آتے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کا قول درست اور حق ہے جب وہ وقت آپہنچا تو امام محمد باقر علیہ السلام کے خیال کے اور بنی ہاشم شہر سے باہر چلے گئے نافع بن اذرق نے اچانک مدینہ پر حملہ کر دیا مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کی بے عزتی کی جس کے بعد اہل مدینہ نے کہا کہ اب ہم حضرت امام کی کسی بات کو بھی رو نہ کریں گے اور جو کچھ آپ سے سنیں گے اس پر عمل کریں گے وہ اہل بیت نبوت ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں حق ہوتا ہے۔

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۳۲۵ الخراج والجراح ص ۱۹۷

(۳۶) — الجراح میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہر اس شخص سے کہیں زیادہ جاننے اور پہچاننے والا ہوں جو سمندر کے کنارے پر کھڑا ہو اور پانی کے جانوروں ان کی ماؤں

ان کی پیچھیوں اور خالوں کو جانتا ہو۔

(۳۷) ————— الخراج میں اسود بن سعید سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اس سے پہلے کہ میں آپ سے کچھ دریافت کرتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم حجت خدا اور اس کی مخلوق میں عین اللہ ہیں اور اس کے بندوں میں اس کے امر کے حاکم اور ولی ہیں پھر فرمایا کہ ہمارے اور کل روئے زمین کے درمیان ہمواری اور توازن قائم رکھنے کا ایک سوت ہے جیسا کہ معمار کے پاس ہوا کرتا ہے جب ہمیں خدا کی طرف سے زمین پر کسی امر کے جاری کرنے کا حکم ملتا ہے تو ہم اس سوت کو پکڑ لیتے ہیں اور پوری زمین مع اپنے شہروں اور بازاروں کے ہماری طرف چلی آتی ہے تاکہ ہم خدا کے حکم کا نفاذ کریں جس طرح ہر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے اس طرح خدا نے اس کو محمد و آل محمد علیہ السلام کے تابع بنا دیا ہے۔
(بصائر الدرجات ص ۵۸)

(۳۸) ————— دائرہ علم امامت

الخراج میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم تمہیں نہیں دیکھتے اور تمہاری بات حجت نہیں مانتے تو یہ تمہارا برا گمان ہے اگر تمہارا یہی خیال ہے کہ ہم تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پھر تم پر ہماری افضلیت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ دکھائیں کہ میں اسے ایک دلیل بنا سکوں اور میرے یقین میں اضافہ ہو تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اور تمہارے ایک ساتھی کے درمیان زبردہ میں ایک واقعہ گزرا تھا اور اس نے ہمارے اور ہماری محبت و معرفت کے بارے میں تم پر طنز کیا تھا اور اندازہ لگایا تھا، بتاؤ کیا ایسا نہیں ہوا تو میں نے عرض کیا بے شک خدا کی قسم ایسا ہوا تھا پھر حضرت نے فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں نے خدا کی طرف سے اطلاع ملنے پر ہی سب کچھ بتایا میں نہ جادوگر ہوں نہ کاہن اور دیوانہ یہ سب کچھ علم نبوت کا نتیجہ ہے اور ہم جو کچھ ہوتے والا ہے اسے بھی بتا دیتے ہیں جس پر میں نے عرض کیا کہ حضور وہ کون ہے جو ہمارے بارے میں آپ کو بتا دیتا ہے کہ ہمارا ایسا ایسا حال ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وقتاً فوقتاً ایسی چیزیں ہمارے دلوں میں اترتی رہتی ہیں اور کانوں میں آواز کی صورت میں آتی رہتی ہیں اور اس کے ساتھ ایک بات یہ ہے کہ مومن جنات میں سے کچھ ہمارے خدمت گاہ بھی ہیں جو ہمارے شیعہ ہیں اور وہ تم سے زیادہ ہمارے فرمانبردار ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور کیا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بن رہتا ہے تو ارشاد فرمایا ہاں وہ ہمیں تمہارے بارے میں ہر بات کی خبر دیتا رہتا ہے۔

(۳۹) ————— الخراج میں حسن بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے کھانے پر بلایا میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ایک پرندہ قمری جس کے بال اور پر نیچے ہوئے تھے اڑتا ہوا جناب امام کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ دوسرا قمری پرندہ بھی تھا اس نے اپنی آواز میں کچھ کہا اور امام نے

اسی طرح اس کا جواب دیا پھر وہ پرندہ اڑ گیا تو ہم نے عرض کیا کہ حضور انہوں نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے کیا فرمایا حضرت امام نے جواب دیا کہ اس نے اپنی مادہ پر اپنے غیر کے ساتھ ہونے کا الزام لگایا تھا اور اس کے سر کو نوچا اور یہ چاہا کہ وہ اسے میرے آگے لعان (ایک دوسرے پر لعنت کرنا) کے لیے لائے چنانچہ اس نے اپنی مادہ سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان وہی فیصلہ کریں گے جو داؤد اور آل داؤد کی طرح فیصلہ کرتے ہیں اور جا نوروں کی بولی کو سمجھتے ہیں اور جنہیں گواہ کی بھی احتیاج نہیں ہے چنانچہ میں نے اسے بتا دیا کہ ادہ کے بارے میں تیرا گمان درست نہیں ہے پھر وہ دونوں باہمی رضامندی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ (الخروج والجرع ص ۱۹)

۴۰۔۔۔۔۔ آل محمد پر ظلم ڈھانے والوں کی رحمت خداوندی سے محرومی

تفسیر العیاشی میں فضیل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہیں معلوم ہوا ہے کہ آل جعفر کے لیے بھی ایک جھنڈا ہوگا اور فلاں کی آل کے لیے بھی حضور فرمائیں کہ اس کی کیا حقیقت ہے تو امام نے جواب دیا کہ آل جعفر کے لیے کوئی جھنڈا نہیں رہی فلاں کی اولاد تو انہیں حکومت ملے گی اور اس عہد میں بیگانے حکومت کے مقرب ہوں گے اور قریبی لوگ دور رہیں گے ان کی بادشاہت میں تنگی رہے گی اور نرمی و آسائش بالکل نہ ہوگی نیکی کی پہچان جاتی رہے گی اور مصیبتوں پر مصیبتیں آتی رہیں گی جب یہ سلسلہ ختم ہوگا اور وہ خدا کی طرف سے اپنے مکرو فریب کی سزا اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو جائیں گے اور یہ سمجھنے لگیں گے کہ وہ اب مضبوط ہو گئے تو ان میں چیخ پکار پڑ جائے گی جسے کوئی سنتے والا بھی نہ ہوگا اور نہ کوئی انہیں متحد کر سکے گا چنانچہ ارشاد الہی ہے: حَتَّىٰ اِذَا اَخَذَتِ الْاُلُفُفُ زُخْرُفَهَا وَاتَّزَيْنَتْ وَاَنْظَرَتْ اَهْلُهَا اَنْتُمْ قَدْ مَرُورٌ عَلَيْهَا اَتَتْهَا اُفُفٌ مَّا كَيْلًا اَوْ تَهَارًا فَبَعَلْنَا هَا حَصِيدًا اَكَّارًا لَمْ تَعْرِ بِالْاُفُفِ كَذَلِكَ نَقْصِلُ الْاَلْفَايَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (سورہ یونس آیت ۲۴) یہاں تک کہ جب زمین نے فضل کی چیزوں سے اپنا پہناؤ سنگھار کر لیا اور آراستہ ہو گئی اور کھیت والوں نے سمجھ لیا کہ وہ اب اس پر یقیناً قابو پا گئے یکایک ہمارا حکم رات یا دن کو آپہنچا ہم نے اس کھیت کو ایسا کٹا ہوا بنا دیا گویا کل اس میں کچھ تھا ہی نہیں جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے ہم آیتوں کو یوں تفصیل وار بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام نے فرمایا کہ ظالموں میں کوئی ایسا نہیں کہ اس پر رحم و کرم نہ ہو سکے سوائے فلاں کی اولاد کے کہ ان پر کسی طرح کا رحم نہ ہوگا فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں کہ کیا ایسے لوگوں پر رحم نہ ہوگا تو فرمایا ہاں ان پر خدا کی کوئی رحمت نہ ہوگی انہوں نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے شیعیان کے مظالم میں گرفتار رہے۔

تفسیر العیاشی جلد ۲ ص ۱۲۱

۴۱۔۔۔ آل محمد کی اپنے حقیقی دوستوں کی تکلیف میں بے چینی

مناقب ابن شہر آشوب میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ محمد بن مسلم بیماری میں مبتلا ہیں یہ سُن کر جناب نے غلام کے ہاتھ ان کے پاس ایک شربت بھجوا دیا تو غلام نے ان سے کہا کہ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس وقت تک وہاں سے نہ لوٹوں جب تک آپ اس شربت کو پی نہ لیں یہ سُن کر محمد بن مسلم کو بڑا تعجب ہوا اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی جوں ہی انہوں نے وہ شربت پیا اور وہ معدہ میں پہنچا تو ایک دم ایسے تندرست ہو گئے جیسے کسی بندھن سے چھٹکارا پایا ہو فوراً در امام پر حاضر ہوئے اندر آنے کی اجازت چاہی اجازت ملی جب اندر پہنچے تو حضرت کو روتے ہوئے سلام کیا اور ہاتھوں اور سر مبارک کے بوسے لیے تو حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا تم تندرست ہو گئے ہو روتے کیوں ہوا انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے میری عزت و وطن سے دوری نے اور اتنی قدرت حاصل نہ ہونے پر کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کروں رلا دیا یہ سُن کر جناب امام نے فرمایا کہ جہاں تک کم مانگی کی بات ہے تو خدا نے ہمارے دوستوں اور عقیدت مندوں کو ایسا ہی قرار دیا ہے اور انہیں جلدی جلدی بلا و امتحان سے مخصوص کیا ہے اور تم نے جو وطن سے دوری کا ذکر کیا تو اس میں حضرت ابو عبد اللہ الحسین صدقات علیہ کی ذات اقدس تہا کے لیے ایک نمونہ ہے جو اس زمین میں آرام فرما رہے ہیں جو ہم سے دور فرات کے کنارے پر واقع ہے رہا مسافت کی دوری کا معاملہ تو یہ سمجھو کہ اس دنیا میں ہر مومن غریب الوطن ہے اور اس مخلوق کے درمیان رہ کر بالکل تہ و بالا ہے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے نکل کر خدا کی رحمت سے ہم آغوش ہو۔ اب رہی تمہاری محبت کی وجہ سے ہماری قربت اور ہماری جانب تمہاری توجہ تو تم اس کے حق کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے کوئی بات نہیں تمہارے دل میں ہماری جتنی بھی محبت ہے اس کی جزا تمہیں مل کر رہے گی۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۱۶)

۴۲۔۔۔ مناقب ابن شہر آشوب میں حسین بن مختار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبصیرؓ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ایک عورت کو میں قرآن مجید پڑھا رہا تھا تو میں نے اس سے کچھ مذاق اور دل لگی کر لی جب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اے ابوبصیر تم نے اس عورت سے کیا کہا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ سُن کر میں نے شرم کے مارے اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تو حضرت نے فرمایا دیکھو ایسا عمل پھر نہ ہونے پائے۔

حفظ النجری کی روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اس عورت کو میرا سلام پہنچاؤ اور یہ کہو کہ تو ابوبصیر سے نکاح کر لے ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پاس پہنچا اور ساری بات اسے بتائی تو وہ کہنے لگی کہ کیا امام ابوجعفر نے یہ حکم دیا ہے تو میں

نے اس سے قسم کھائی کہ ہاں حضرت نے بی حکم دیا ہے چنانچہ اس نے مجھ سے شادی کر لی۔

۴۳۔۔۔ احترام کعبہ کی تلقین

مناقب ابن شہر آشوب میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ ایک سال امام محمد باقر علیہ السلام حج کے لیے تشریف لائے اور ہشام بن عبد الملک بھی آیا تھا حضرت امام کے گرد لوگوں کا بڑا مجمع تھا تو عکرمہ نے کہا کہ یہ کون ہیں کہ جن کی پیشانی پر علم کی روشنی اور چمک ہے میں ان کی جانچ کروں گا جب حضرت امام سامنے تشریف لائے تو وہ کانپنے لگا اور حواس باختہ ہو گیا اور شرمندہ ہوا کہنے لگا کہ فرزند رسول میں ابن عباس وغیرہ جیسے لوگوں کی مجلسوں میں شریک ہوا ہوں لیکن ایسا رعب مجھ پر کبھی طاری نہیں ہوا یہ سن کر حضرت نے فرمایا دے ہو تجھ پر اے اہل شام کے غلام تو ان بیوت کے سامنے ہے جن کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں خدائے تعالیٰ کا نام لیا جائے (مناقب جلد ۳ ص ۳۱۳)

۴۴۔۔۔ مناقب ابن شہر آشوب میں جابرہ والبیہ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا تو باب و حجر کے درمیان ادب پناہی پر دعا کر رہے تھے اور صوف کا عامہ باندھے ہوئے تھے اور یہ شام کا وقت تھا کہ پہاڑ کی چوٹیوں پر سورج دکھائی دے رہا تھا انہوں نے اپنی ہتھیلیاں آسمان کی طرف بلند کر رکھی تھیں اور دعائیں مصروف تھے وگرنہ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے اور شکل سے مشکل سوالات کر رہے تھے اور وہ بے تامل جوابات دے رہے تھے اور ہزاروں مسائل کے جوابات دے دیئے جب وہ اپنی سواری کی طرف چلے تو کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ ایک چمکتا ہوا حسین نور ہیں نسیم رحمت ہیں جو خوشبودار ہے اور یہ وہ حق ہے جو لوگوں میں حرکت پیدا کرے کچھ لوگوں نے پوچھا کہ آخر یہ کون بزرگ ہیں تو جواب ملا کہ یہ محمد بن علی باقر العلوم ہیں یہ علم کا جھنڈا ہیں اور شعور و عقل سے بولنے والے ہیں یہ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ (المناقب جلد ۳ ص ۳۱۴)

ابو بصیر کی روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ یہ رسولوں کے علم کو پھیلانے والے اور حق کی راہوں کے ظاہر کرنے والے ہیں یہ اصحاب سفینہ کے بہترین لوگوں میں سے ہیں یہ حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور زمین میں خدا کی بقیہ بستی ہیں یہ زمانہ میں خدا کے رازوں کا خزانہ ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ حضرت امیر المومنین علی اور حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند ہیں یہ دین قائم کے مینار ہیں۔

۴۵۔۔۔ وارث بقیہ آل موسیٰ و ہارون

مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید جعفی سے منقول ہے کہ جب شیعوں نے بنی امیہ کے مظالم کی شکایت امام زین العابدین علیہ السلام سے کی تو آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا

کہ اس دھاگے کو جو جبریل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لائے تھے اور اسے حرکت دو جا برکتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے رخسار کو خاک پر رکھ کر کچھ کلمات کہے اور سر اٹھایا اور اپنی آستین سے ایک باریک دھاگا نکالا جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی اس کا ایک کنارہ مجھے دیا تو میں آہستہ آہستہ چل پڑا پھر فرمایا جا بر ذرا ٹھہرو اور اسے ہلکی سی ایک حرکت دو اس کے بعد جا بر سے فرمایا ذرا باہر جا کر دیکھو کہ لوگوں کا کیا حال ہے میں مسجد سے نکلا تو لوگوں میں ہر طرف چیخ نکار مچی ہوئی تھی اور رونے پیٹنے کی صدا بلند تھی سخت زلزلہ آیا ہوا تھا مکانات گر رہے تھے لوگ دب دب کر مر رہے تھے تیس ہزار آدمی ان کے پیچھے دب کر ہلاک ہوئے تھے اس کے بعد حضرت امام منارہ پر تشریف لے گئے اور باواز بلند فرمایا اے جھوٹے گمراہو۔ جا بر کہتے ہیں کہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ آسمانی آواز ہے تو منہ کے بل زمین پر گر پڑے ان کے دل بیٹھ گئے اور سب کے سب سجدہ میں گر کر کہنے لگے الامان الامان وہ حق کی آواز کو سن رہے تھے لیکن کہنے والا نظر نہ آتا تھا پھر حضرت امام نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَنَا لَهُمُ الْعَزِيزُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ (سورہ نمل آیت نمبر ۲۶) جب حضرت امام منارہ سے نیچے اترے اور ہم مسجد سے باہر نکلے تو میں نے اس دھاگے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ بقیہ ہے میں نے پوچھا حضور بقیہ کیا؟ تو امام نے فرمایا آل موسیٰ و آل ہارون کا بقیہ ہے اور جبریل نے ہمیں دیا ہے۔

(المناقب جلد ۳ ص ۲۱۷)

(۴۶) — نفس المصدر میں مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے کہ آپ ایک قافلہ سے ملے کہ حاجیوں میں ایک شخص اس بات پر درہا تھا کہ اس کا گدھا مر گیا ہے خداوند عالم سے دعا فرما دیجئے کہ اس گدھے کو زندہ کر دے حضرت نے دعا فرمائی اور خدا نے اس گدھے کو زندہ کر دیا۔ (نفس المصدر جلد ۳ ص ۳۱۸)

(۴۷) — مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے جس کے راوی ابوبصیر ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سال بڑی کثرت سے حاجی آئے تھے اور بڑا شور و غل تھا تو حضرت امام نے فرمایا اچھا بہت شور و غل رہا لیکن ان میں حاجی بہت کم تھے کیا تم پسند کرو گے کہ میں اس کی حقیقت سے تمہیں آگاہ کروں اور تم خود آنکھوں سے دیکھ لو۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرا اور کچھ دعائیہ کلمات زبان پر لائے تو ان کی بصارت لوٹ آئی اور فرمایا ابوبصیر اپنی آنکھوں سے حاجیوں کو دیکھ لو وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بہت زیادہ لوگ بندر اور سورہن گئے ہیں اور ان میں مومن اس طرح نظر آ رہے ہیں جیسے اندھیرے میں کوئی ستارہ چمک رہا ہو میں نے عرض کیا کہ مولا آپ نے بالکل سچ فرمایا کہ حاجی کتنے کم ہیں اور شور و غل کتنا زیادہ ہے اس کے بعد امام نے پھر کچھ دعائیہ

کلمات زبان پر جاری کیے اور میں پھر نابینا ہو گیا۔

ابو بصیر نے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو امام نے فرمایا کہ اے ابو بصیر ہم نے تمہارے ساتھ بخل سے کام نہیں لیا اور خدا نے بھی تم پر کوئی ظلم نہیں کیا اس نے تمہیں فضیلت عطا فرمائی لیکن ہم لوگوں کے فتنوں سے ڈرتے ہیں اور اس کا خوف ہے کہ لوگ ہم پر خدا کی عطا کردہ فضیلت کو نہ سمجھیں اور ہمیں خدا کے علاوہ معبود ٹھہرائیں ہم تو خدا کے بندے ہیں اور اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے ہم تو خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں حضرت امام کا مقصود یہ ہے کہ لوگ اپنی نادانی اور کم علمی کی وجہ سے ہماری فضیلتوں کو دیکھ کر ہمیں خدا نہ کہنے لگیں اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو ہم بہت سے حقائق آشکار کر دیتے۔

(۴۸) حلیۃ الاولیاء میں ابو حمزہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ چڑیاں چبچہا رہی تھیں تو حضرت امام نے فرمایا ابو حمزہ تم سمجھتے ہو کہ یہ چڑیاں کیا کہتی ہیں میں نے عرض کیا مولایں نہیں جانتا تو فرمایا کہ یہ خدا کی تسبیح بجالا رہی ہیں اور اپنی آج کی روزی کا سوال کر رہی ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۸۷)

(۴۹) مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید جعفی سے مروی ہے کہ ایک بار میں عبداللہ بن حسن کی مجلس میں پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ محمد بن علی بن الحسینؑ کو مجھ پر فضیلت کی وجہ کیا ہے یہ سن کر میں وہاں سے اٹھا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تب حضرت کی مجھ پر نظر پڑی تو مسکرائے اور فرمایا جابر بیٹھو اور اس دروازہ سے پہلے آنے والے عبداللہ بن حسن ہوں گے میں دروازہ کو دیکھتا رہا تاکہ ارشاد امام کے تصدیق ہو کہ فوراً عبداللہ بن حسن مغرورانہ چال میں آ پہنچے حضرت نے فرمایا کہ اے عبداللہ تم ہی وہ شخص ہو جو یہ کہتے ہو کہ محمد بن علی بن الحسینؑ کو مجھ پر کون سی فضیلت حاصل ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ان کے دادا ہیں اسی طرح میرے بھی ہیں اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا ابے جابر ایک گڑھا تو کھودو اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ روشن کرو۔ جابر کہتے ہیں میں نے حکم کے تعمیل کی اور جب دیکھا کہ اس میں انگارے ہو گئے تو حضرت امام عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر تمہیں برابری ہی کا دعویٰ ہے تو اس گڑھے میں کود جاؤ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو یہ آگ تمہیں نہیں جلانے گی یہ سن کر ان کی کٹ حجتی ختم ہو گئی اور حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ یعنی کانزہ کا بھکا بکارہ گیا اور جواب مردے کا

(المناقب جلد ۳ ص ۳۱۸)

(۵۰) زوال بنی امیہ کی پیش گوئی

نزاہۃ القلوب میں ثعلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار ہشام بن عبدالملک نے مجھے طلب کیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کے گرد بہت سے

بنی امیہ کو بٹھا ہوا پایا مجھ سے کہنے لگے کہ اسے ترا بی ذرا قریب آؤ تو میں نے کہا کہ اس سے انکار نہیں ہم سب مٹی ہی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے پھر اسی نے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور بولا کہ کیا تم ہی وہ ابو جعفر ہو جو بنی امیہ کو قتل کرے گا میں نے جواب دیا کہ نہیں پھر کہنے لگا تو پھر وہ ایسا کون آدمی ہے تو میں نے کہا کہ وہ ہمارا چچا زاد بھائی ابو العباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہوگا یہ سن کر اُس نے میری طرف نگاہ ڈالی اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے جھوٹ کو آزمایا نہیں اچھا یہ بتاؤ کہ ایسا کب ہوگا تو فرمایا کہ چند برسوں میں خدا کی قسم یہ وقت دور نہیں ہے۔

نفس المصدر جلد ۳ ص ۳۲

جابر جعفی سے کچھ اس طرح منقول ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ بنی امیہ کی حکومت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ہماری اس مسجد کی دیوار نہ گرے گی اور اس سے حضرت امام کی مراد مسجد جعفی تھی چنانچہ حضرت نے جیسی خبر دی تھی ویسا ہی ہوا۔

(۵۱) ————— معتب سے منقول ہے کہ ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ان کی مزدور زمین پر آیا جب حضرت امام اس زمین پر پہنچے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے کہ ایک دن میں اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہا تھا ابھی آپ تسبیح الہی میں مصروف تھے کہ اسی کے دوران ایک لائبے قدر کے بزرگ آئے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے انہوں نے پدر بزرگوار کو سلام کیا کہ ایک جوان ان کے پیچھے سے آیا اور اس نے بھی پدر بزرگوار کو سلام کیا اور ان بزرگ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ٹھہرو تمہیں اس کا حکم نہیں ہے جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے پدر بزرگوار سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون تھے اور دوسرے جوان کون تھے تو ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم وہ بزرگ منک الموت تھے اور وہ جوان جبریل تھے۔ (المصدر السابق جلد ۳ ص ۳۱)

(۵۲) ————— مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن زید جعفی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ہر شخص کو دیکھ کر اس کے ایمان اور نفاق کی صورت کو پہچان لیتے ہیں چنانچہ ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے عمر بن سجنہ الکندی کا ذکر آگیا لوگوں نے اس کے نفس کی پاکیزگی کی تعریف کی تو جناب امام نے فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تمہیں لوگوں کے بارے میں کچھ علم نہیں میں نے پہلی نظر میں تاڑ لیا تھا کہ یہ خبیث ترین آدمی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ بعد میں ایسا ہی ثابت ہوا کہ اُس نے کوئی حرام کام نہیں چھوڑا اور بدکار نکلا۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۱)

(۵۳) ————— بیان کیا گیا ہے کہ جب جناب زید بن علی بن الحسین نے لوگوں سے اپنی بیعت چاہی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے فرمایا ہم اہل بیت میں ظہور امام زمانہ حضرت مہدی سے قبل خروج کرنا ایسا ہے جیسے کسی پرندہ کا بچہ اس سے پہلے کہ اس کے بال و پر نکلیں اپنے گھونسلے سے باہر آجائے اور بڑے گر پڑے اور بچے اُسے پکڑ لیں اور اس سے کھینٹے لگیں لہذا اے زید خدا سے ڈرو کہ کل تمہیں کناسہ میں سولا پر لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام نے جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔

(۵۴)

ابوبکر حفری کہتے ہیں کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام کو ہشام بن عبد الملک کے پاس شام میں لایا گیا اور آپ اس کے دروازے پر پہنچے تو ہشام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں حضرت امام سے گفتگو کرتے ہوئے رک جاؤں تو تم لوگ ان کی ملامت و مذمت شروع کر دینا چنانچہ حضرت کو اندر آنے کی اجازت ملی جب آپ اندر تشریف لائے تو آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام علیکم کہا گویا تمام حاضرین کو سلام کیا پھر آپ بیٹھ گئے ہشام کو اس پر غصہ آیا کہ آپ نے اسے خلیفہ کہہ کر خصوصی سلام کیوں نہیں کیا اور اس کی اجازت کے بغیر بیٹھ گئے تو کہنے لگا کہ اے محمد تم میں ہمیشہ ایک ایسا شخص رہا ہے جس نے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی اور انہیں اپنی ہی طرف دھوت دی اور اس نے یہی سمجھا کہ وہ باوجود نادانی اور کم علمی کے امام ہے چنانچہ اس نے سخت لہجہ میں آپ کی ملامت شروع کر دی جب خاموش ہو گیا تو لوگوں میں سے یکے بعد دیگرے ہر شخص اُتار رہا اور امام کی مذمت کرتا رہا جب سب اپنی اپنی جگہ چکے اور خاموش ہوئے تو حضرت امام کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم کس خیال میں ہو اور کدھر بکے جا رہے ہو تم سے پہلے لوگوں کو ہمارے ذریعہ سے ہدایت ملی اور اس کا خاتمہ بھی ہمارے ہی ساتھ ہوگا کوئی بات نہیں اگر تمہیں جلدی حکومت مل گئی ہے تو کیا ہو ہماری حکومت دیر سے ہی سہی لیکن ہماری حکومت کے بعد پھر کسی کی حکومت نہ ہوگی اگر تمہارے لیے ملک معجل دنیا ہے تو ہمارے لیے ملک موخبل (آخرت) ہے اس لیے کہ آخر والے ہم ہی ہیں جس کے بعد کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ قصص آیت ۸۳) انجام کار تو متقیوں کے لیے ہے، یہ سن کر ہشام نے حضرت کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

جب امام قید خانہ میں آئے اور قیدیوں سے کچھ بات چیت ہوئی تو کوئی قیدی لسانہ تھا جو آپ کا گرویدہ نہ ہو گیا ہو۔ قید خانہ کے نگران نے اس کی خبر ہشام کو پہنچا دی تو اس نے آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں حکم دے دیا کہ انہیں مدینہ روانہ کر دیا جائے اور یہ بھی حکم ہوا کہ انہیں بازاروں کے اندر سے نہ لیجایا جائے اور ان کو کھانے پینے سے ترسیا یا جائے چنانچہ تین دن تک سفر میں انہیں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا بمشکل مدینہ پہنچے وہاں شہر کا دروازہ بند پایا اور امام کے ساتھیوں نے بھوک پیاس کی شکایت کی۔ ابوبکر حفری کہتے ہیں کہ حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے اور لوگوں پر نظر ڈالی کہ بلند واز میں فرمایا اے ظالم مدینہ والو سنو میں خدا کا بقیہ ہوں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے بِقِيَّتِ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اگر تم مومن ہو تو تمہارے لیے خدا کا بقیہ بہتر ہے اور میں تمہارا ٹھیکیدار نہیں ہوں۔

ابوبکر حفری کہتے ہیں کہ ان میں ایک بوڑھا آدمی تھا جو ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ لوگو خدا کی قسم یہ شعیب علیہ السلام کا سا بلانا ہے اگر تم نے اس ہستی کے لیے کھانے پینے کا سامان نہیں کیا تو تمہارے سے اوپر نیچے سے عذاب آئے گا تم میری بات کو سچ جانو میرا کہنا مانو میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں چنانچہ انہوں نے فوراً

حضرت امام اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بازار کھول دیئے۔ (نفس المصدر جلد ۳ ص ۲۲۴)

کافی میں بھی اسی طرح یہ روایت مذکور ہے (جلد ۱ ص ۴۷)

(۵۵) مناقب ابن شہر آشوب میں حلبی سے منقول ہے کہ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علامت امامت دریافت کی آپ نے انہیں حضرت ائمہ کے نام بتائے اور جو وہ سوال کرنا چاہتے تھے اسے بھی بتا دیا کہ تم قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو کَشَّ جَبْرُ طَائِفَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرَعُهَا فِي السَّمَاءِ تَوَاتُرٌ اَكْلُهَا كُلُّ حَيٍّ بِاَذْنِ رَبِّهَا سورہ البرہم آیت ۲۲-۲۵) گویا ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی ٹہنیاں آسمان میں لگی ہوں اور اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھیلا پھولا رہتا ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے درست فرمایا ہم اس کے بارے میں سوال کرنا چاہتے تھے پھر حضرت امام نے فرمایا کہ ہم ہی وہ درخت ہیں جس کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے۔

(۵۶) ————— علی بن ابی حمزہ اور ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم آپس کے درمیان صورت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (یعنی ابو بصیر اور ابو لیلیٰ علی بن حمزہ) تو امام نے اپنی کینز سکینہ سے فرمایا کہ ذرا چراغ تو لاؤ وہ چراغ لے آئی پھر فرمایا جاؤ اور پیچھے یا ٹو کمری جو فلاں جگہ رکھی ہے اٹھا لاؤ وہ کینز اس پیچھے یا ٹو کمری کو جو ہندری یا سندھی تھی لے آئی امام نے اس کی مہر توڑی اور اس میں سے زرد رنگ کا لکھا ہوا کاغذ نکالا۔ علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ امام نے اس کاغذ کو اوپر کی طرف سے توڑتے کیا اور نیچے کے حصہ کو پھیلا دیا یہاں تک کہ آپ اس کے تہائی یا چوتھائی حصہ تک پہنچے تو میری طرف نظر کی میں خوف سے کلپٹنے لگا جب حضرت نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم ڈر گئے میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایسا ہی ہے تو حضرت فرمانے لگے کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے اس میں کیا دیکھا میں نے عرض کیا کہ حضور اپنا اپنے باپ اور اولاد کے نام دیکھے ہیں جنہیں میں پہچانتا بھی نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اے علی اگر میرے نزدیک تمہارا یہ مرتبہ نہ ہوتا جو کسی دوسرے کے لیے نہیں تو میں تمہیں یہ بات نہ بتاتا علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیس سال تک زندہ رہا اور میری اتنی ہی اولاد ہوئی جتنی میں نے اس کاغذ پر لکھی ہوئی دیکھی تھی۔ (المناقب جلد ۳ ص ۲۲۵)

(۵۷) ————— سیر عالمین

جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد کے بارے میں دریافت کیا وَكَذَلِكَ نُبَيِّنُ لِبَنِي إِسْرَٰءِيلَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ رِسُوٰۤهٖ اِنْعَامِ آیت ۱۵) ہم ابراہیم کو تمام آسمانوں کی سلطنت کا انتظام دکھاتے رہے تو حضرت امام نے اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اپنا سراپہ اٹھاؤ

میں نے سر کو اٹھایا تو دیکھا کہ چھت کے حصے الگ الگ ہو گئے اور میری نظر ایک شگاف پر پڑی تو ایسا نور نظر آیا کہ میری آنکھیں حیران رہ گئیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اس طرح حضرت ابراہیم نے آسمانوں کی سلطنت کا انتظام دیکھا تھا اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ زمین کی طرف نظر کرو اور پھر اپنے سر کو اوپر کی طرف اٹھاؤ جب میں نے اپنے سر کو بلند کیا تو چھت کو اس کی پہلی حالت میں پایا پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر سے باہر لے گئے اور میرے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا اور فرمایا ذرا اپنی آنکھیں بند کرو اور یہ بتایا کہ تم اس تاریک سمندر میں کھڑے ہو جسے ذوالقرنین نے دیکھا تھا جب میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے کچھ دکھائی نہ دیا پھر حضرت نے قدم بڑھایا اور فرمایا کہ تم حضرت خضر کے آب حیات پر کھڑے ہو پھر ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے تو امام نے ارشاد فرمایا کہ یہ زمین کی حکومت ہے پھر آنکھیں بند کرنے کے لیے فرمایا اور میرا ہاتھ پکڑا تو یہ دیکھا کہ ہم اسی گھر میں کھڑے ہیں جہاں پہلے تھے حضرت نے میرے اوپر سے وہ کپڑا اتار لیا جو اڑھا دیا تھا میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں دن کا کتنا حصہ گزر گیا؟ تو فرمایا صرف تین ساعتیں گزری ہیں۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۲۶)

۵۸ ————— کشف الغمہ میں یزید بن حازم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ ہشام بن عبد الملک کے محل کی طرف سے گزرا جو تعمیر ہو رہا تھا حضرت امام نے فرمایا کہ بخدا یہ گھر گرایا جائے گا اور اس کے ڈھیر کی مٹی بھی اٹھائی جائے گی اور یہ بھی سن لو کہ مقام اجماز زیت نظر آجائے گا جو نفس زکیہ کے قتل کی جگہ ہے یزید بن حازم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں تعجب میں رہ گیا اور کہنے لگا کہ بھلا ہشام کا محل کون ڈھائے گا لیکن میں نے دیکھ لیا کہ ولید نے اس محل کے ڈھانے کا حکم دیا اور اس کے ڈھیر کی مٹی وادی جگہ منتقل کی گئی یہاں تک کہ پتھر صاف نظر آنے لگے تھے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۴۶)

۵۹ ————— دلیل امامت

کشف الغمہ میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان وصیتوں میں سے میرے پیر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے کی تھیں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ میری وفات کے بعد سولے تمہارے مجھے کوئی غسل نہ دے اس لیے کہ امام کو امام ہی غسل دیا کرتا ہے بیٹا یہ سمجھ لو کہ تمہارا بھائی عبداللہ میرے بعد لوگوں کو اپنی امامت کی طرف دعوت دے گا لہذا تم ان سے کوئی تعرض نہ کرنا اور دور رہنا اس لیے کہ ان کی عمومی تھوڑی ہوگی حضرت فرماتے ہیں کہ جب میرے پیر بزرگوار کی رحلت ہوئی تو میں نے ان کی وصیت کے مطابق انہیں غسل دیا اور عبداللہ نے بھی امامت و نیابت کا دعویٰ کیا اور وہی ہوا جو پیر بزرگوار نے ارشاد فرمایا تھا عبداللہ تھوڑے عرصے تک زندہ رہے اور مر گئے یہی تو امامت کی دلیل ہے کہ کسی امر کی پہلے سے اطلاع دے دی جائے اور اسی سے امام کی پہچان ہو جاتی ہے۔

۶۰۔ فیض بن مرقا نقل ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہتا تھا کہ محفل میں نماز شب پڑھنے کے بارے میں حضرت سے دریافت کروں تو سوال کرنے سے پہلے ہی امام نے فرمادیا کہ جناب رسالتاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواروں پر جدھر اس کا رخ ہوتا تھا نماز شب ادا فرماتے تھے۔
(نفس المصدر جلد ۲ ص ۳۴۷)

یہی خراج میں سعد الاسکان سے مروی ہے۔

۶۱۔ جنات کی حاضری

کشف الغمہ میں سعد الاسکان سے منقول ہے کہ ایک بار میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو مجھے بتایا گیا کہ ذرا ٹھہریں اس لیے کہ حضرت کے پاس تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں میرے سامنے بارہ افراد اندر سے نکل کر باہر آئے جو ہندی نسل کے معلوم ہوتے تھے اور جو تنگ شردانیاں گاڑھے کپڑے اور ہلکے جوتے پہنے ہوئے تھے انہوں نے سلام کیا اور گزر گئے اس کے بعد میں خدمت امام میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور یہ کون لوگ تھے جو آپ کے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں پہچانا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنوں میں سے تمہارے ہی بھائی تھے۔ سعد الاسکان کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ کیا یہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوا کرتے ہیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا ہاں یہ مسائل حلال و حرام دریافت کرنے کے لیے اسی طرح آتے جاتے ہیں جیسے تم لوگ آتے جاتے ہو۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۴۸)

کافی میں اسی روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جلد ۱ ص ۳۹۵

۶۲۔ کشف الغمہ میں مالک جہنی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کو بغور دیکھنے لگا اور آپ کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ خداوند عالم نے آپ کو کیسی عظمت و بزرگی عطا فرمائی ہے اور آپ کو اپنی تمام مخلوق پر اپنی حجت قرار دیا ہے یہ کلمات سن کر امام میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے مالک معاملہ تو اس سے بھی بہت زیادہ بڑا ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔

۶۳۔ ابوالہذیل سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالہذیل شب قدر ہم سے پوشیدہ نہیں ہے اس شب میں ہم پر فرشتے نازل ہوا کرتے ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۵۰)

۶۴۔ مولف علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو وزیر سعید مویہ الدین ابوطالب محمد بن احمد بن محمد بن العلقمی کی کتاب سے نقل کیا ہے جسے ابو الفتح یحییٰ بن محمد بن حیا الکاتب نے ایک شخص کے بیان کے حوالے سے پیش کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ اور مدینہ کے درمیان حالت سفر میں تھا کہ مخلوق میں سے ایک

ایسی شکل مجھے نظر آئی جو کبھی دکھائی دی اور کبھی غائب ہو گئی یہاں تک کہ وہ شکل و صورت میرے قریب آ گئی میں نے جو غور کیا تو وہ سات یا آٹھ سال کے لڑکے معلوم ہوئے انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے انہیں سلام کا جواب دیا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ فرمایا کہ خدا کی طرف سے۔ میں نے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا خدا کی طرف۔ میں نے پھر کہا کہ کس لیے؟ فرمایا خدا کے لیے میں نے دریافت کیا کہ آپ کا زادراہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تقویٰ میں نے کہا کہ آپ کن لوگوں میں سے ہیں؟ فرمایا کہ میں ایک مرد عرب ہوں میں نے کہا کہ ذرا وضاحت فرمائیے؟ فرمایا کہ میں قریش میں سے ہوں میں نے پھر وضاحت چاہی تو فرمایا کہ ہاشمی ہوں میں نے پھر عرض کیا کہ مزید وضاحت فرمائیں تو ارشاد فرمایا کہ میں علوی ہوں پھر کچھ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) ہم توفیق کوثر پر ننگراں کی حیثیت سے ہوں گے اس پر پانی کے لیے آنے والوں کو ہم دھتکاریں گے بھی اور مدعو بھی کریں گے جو بھی کامیاب ہو گا وہ ہمارے ہی فدیہ سے اور جس کے پاس ہماری محبت کا زادراہ ہے وہ نامید نہ ہو گا جس نے ہمیں خوش کیا وہ ہم سے خوشی پائے گا اور جو ہم سے برائی کرے گا اس کا وقت اور یوم ولادت ہی خراب ہے اور جس نے ہم سے حق کو چھینا تو قیامت کا دن اس کی وعدہ گاہ ہو گا۔

ان اشعار کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں پھر جو میں نے نظر کی تو حضرت کہیں نظر نہ آئے معلوم نہیں کہ آسمان پر چلے گئے یا زمین کے اندر اتر گئے۔
(نفس المصدر جلد ۲ ص ۳۵۱)

④۵۔ اہل بیت ہی مرجع خلافت ہیں

رجال کشی میں محمد سے منقول ہے کہ میں ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی مجھے تو اس وقت اجازت نہ ملی مگر دوسروں کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ میں گھروٹ آیا لیکن مجھے اس بات کا رنج رہا پھر میں اپنی خواب گاہ میں چلا گیا لیکن نیند نہیں آئی اور سوچتا رہا کہ مرجع گروہ ایسا کہتا ہے اور قدریہ گروہ کچھ اور۔ حردیہ ایسا اور ایسا کہتے اور زیدیہ کچھ اور کہتے ہیں معلوم نہیں ان میں کون سچا ہے اور کون غلط راستہ پر ہے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون ہے تو جواب ملا کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کا قاصد ہوں امام نے فرمایا ہے کہ جلد پہنچو چنانچہ میں نے کپڑے بدلے اور قاصد کے ساتھ چل پڑا اور امام کی خدمت میں آیا جب حضرت نے مجھے آتے دیکھا تو فرمایا اے محمد تم مرجع نہ قدریہ نہ حردیہ اور زیدیہ گروہ کے خیالات کی طرف دیکھو تم ہماری طرف آؤ میں نے تمہیں اندر آنے سے اسی لیے روک دیا تھا۔ روای کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی اس بات کو تسلیم کیا اور اس کی تائید کی۔
(رجال الکشی ص ۲۲۳)

کشف الغمہ میں مذکور ہالا واقعہ حمزہ بن محمد طیار کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ حضرت

امام کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے حضرت سے یہی سب کچھ کہا تھا اور حضرت امام ابن محمد سے مخاطب تھے اور ان سے یہ تمام گفتگو فرمائی۔
(جلد ۲ صفحہ ۳۳۹)

۶۶ = عالم الغیب

رجال کشی میں اسماعیل بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کی طرف سوار ہو کر چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور سلیمان بن خالد بھی۔ جنہوں نے خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمائیے کہ کیا امام آج کے دن ہونے والے حالات کو جانتے ہیں تو امام نے جواب دیا اے سلیمان قسم اس ذات کی جس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے ساتھ بھیجا اور رسالت کے لیے منتخب فرمایا کہ امام تو دن بھینے اور سال کے حالات سے باخبر ہوتا ہے اور تمہیں خبر نہیں کہ ہر شب قدر میں روح فرشتہ امام کے پاس حاضر ہوتا ہے اور انہیں اس سال اور آئندہ سال کے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے امام دن اور رات کے اور موجودہ وقت میں واقع ہونے والے احوال سے باخبر رہتا ہے کیا تم وہ بات دیکھو گے جس سے تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔ سلیمان کہتے ہیں خدا کی قسم ہم ابھی ایک میل کے قریب ہی چلے ہوں گے کہ حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی تمہارے پاس دو آدمی آئیں گے جو چور ہیں اور انہوں نے چوری کا مال چھپا دیا ہے چنانچہ وہ دو آدمی آگئے اور جناب امام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان دونوں چوروں کو پکڑو چنانچہ وہ پکڑ کر امام کے سامنے پیش کئے گئے حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے چوری کی ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ وہ چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اگر تم نے چوری کے مال کو برآمد نہ کیا تو میں کسی کو اس جگہ بھیج دوں گا جہاں تم نے چوری کا مال چھپا رکھا ہے اور تمہیں صاحب مال کے پاس بھجوا دوں گا وہ تمہیں حاکم مدینہ کے پاس لے جائے گا بولو کیا رائے ہے ان دونوں نے چوری کے مال کی واپسی سے انکار کر دیا تو امام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ انہیں اپنی تحویل میں رکھیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم اس پہاڑ کی طرف جاؤ اور آپ نے پہاڑ کے راستہ کی اپنے ہاتھ کے اشارے سے نشان دہی فرمائی اور ان سے کہا کہ تم ان غلاموں کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھو وہاں چوٹی پر ایک غار ہوگا تم خود اس کے اندر چلے جانا اور جو کچھ اس کے اندر مال ہو نکال لینا اور میرے اس غلام کے توالے کر دینا اس میں ایک اور شخص کا بھی چوری کا مال ہے جو غریب تمہارے پاس آئے گا میں چل پڑا اور جو کچھ میں نے حضرت سے سنا تھا وہ میرے دل میں ایک بہت عظیم بات تھی یہاں تک کہ میں اس پہاڑ پر پہنچ کر اس غار کی طرف آ گیا جس کے بارے میں امام نے فرمایا تھا چنانچہ میں نے غار میں سے دو بھاری تھیلے برآمد کیے اور انہیں لے کر خدمت امام میں آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تم کل ٹھہرو تو دیکھو گے کہ مدینہ میں کتنے لوگ ظلم کا شکار ہوتے ہیں۔

ہم مدینہ آگئے جب دن نکلا تو حضرت امام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم حاکم مدینہ کے پاس

پہنچے تو مسروقہ مال کا مالک بھی وہاں آگیا اور کہنے لگا اور ان لوگوں نے میرا مال چرا لیا ہے جب حاکم مدینہ انہیں غور سے دیکھ رہا تھا تو حضرت امام نے فرمایا کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں اور چور نہیں ہیں چور تو میرے پاس ہیں پھر اُس شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا مال چوری ہوا تو کہنے لگا کہ ایک تھیلا ہے جس میں فلاں فلاں چیز ہے جو حقیقت کے خلاف تھا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ کیوں جھوٹ بولتے ہو جس پر وہ کہنے لگا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ میرا کیا مال چوری ہوا تو حاکم کا یہ ارادہ ہوا کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے لیکن حضرت نے اُسے روکا اور غلام سے فرمایا کہ وہ تھیلا میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ تھیلا لایا گیا پھر حضرت نے حاکم مدینہ سے فرمایا کہ اگر یہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے تو یہ ان تمام چیزوں کے بارے میں جھوٹا ہے جن کا یہ دعویٰ دار ہے اور میرے پاس ایک دوسرا تھیلا ہے جو ایک دوسرے آدمی کا ہے اور وہ تمہارے پاس چند روز میں آئے گا اور وہ ایک بربری شخص ہوگا جب وہ تمہارے پاس آئے تو اُسے میرے پاس بھیج دینا اس کا تھیلا امانت کے طور پر میرے پاس رکھا ہوا ہے رہے یہ دونوں چور تو میں انہیں یہاں سے نہ جانے دوں گا یہاں تک کہ تم ان کے ہاتھ قطع کر دینا چنانچہ وہ دونوں چور لائے گئے اور وہ اس خیال میں تھے کہ حاکم ان کے ہاتھ قطع نہ کرے گا تو ان میں سے ایک چور بولا کہ آپ ہمارا ہاتھ کیوں کاٹتے ہیں جب کہ ہم اقراری مجرم ہی نہیں جس پر حاکم بولا کہ تم پر افسوس ہے کہ تمہارے خلاف اس ہستی نے گواہی دی ہے کہ اگر وہ تمام اہل مدینہ کے خلاف گواہی دے دیں تب بھی میں ان کی گواہی کو درست قرار دوں گا۔

جب حاکم نے ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اے ابو جعفر خدا کی قسم آپ نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کٹوایا ہے اور مجھے اس کی خوشی نہ ہوتی کہ خداوند عالم میری توبہ کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر جاری کرے میں جانتا ہوں کہ آپ عالم الغیب تو نہیں ہیں لیکن اہل بیت نبوت ہیں اور آپ پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور آپ حضرت معدن رحمت ہیں تو حضرت امام کو اس پر رحم آگیا اور اس سے فرمایا کہ اب تو بھلائی پر ہے پھر آپ حاکم مدینہ اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم اس کا ہاتھ بیس سال پہلے جنت کی طرف پہنچ گیا۔

سیمان بن خالد نے ابو حمزہ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس سے پہلے کوئی حیرت انگیز معجزہ دیکھا ہے؟ تو ابو حمزہ نے جواب دیا کہ ابھی تو دوسرے تھیلے کے بارے میں عجیب و غریب باتیں باقی ہیں ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ بربری حاکم مدینہ کے پاس پہنچ گیا اور اُسے اس تھیلے کا سارا قصہ سنا دیا چنانچہ حاکم نے اس شخص کو حضرت امام کے پاس بھیج دیا جب وہ آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ تو مجھے بتائے میں تجھے بتائے دیتا ہوں کہ تیرے تھیلے میں کیا ہے تو بربری نے کہا کہ اگر آپ نے بتا دیا جو تھیلے کے اندر ہے تو میں یہی سمجھوں گا کہ آپ امام ہیں جن کی اطاعت خدا نے مخلوق پر فرض کی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اس تھیلے میں ایک ہزار دینار تو تمہارے ہیں اور ایک ہزار تمہارے علاوہ ایک دوسرے آدمی کے ہیں اور اس تھیلے میں اس طرح کے کپڑے

بھی ہیں تو بربری نے عرض کیا کہ آپ اس دوسرے شخص کا نام بتائیں گے جس کے ایک ہزار دینار ہیں تو فرمایا اُس کا نام محمد بن عبدالرحمن ہے اور وہ دروازہ پر تمہارا منتظر ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھے صحیح اور درست خبر دے رہا ہوں تو بربری نے جواب دیا کہ میں خدا کے وعدہ لا شریک لہ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اہل بیت رحمت ہیں کہ جن سے خدا نے ہر برائی کو دور کر رکھا ہے اور انہیں مکمل طور پر ظاہر و مظہر قرار دے دیا ہے اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ خدام پر رحم کرے چنانچہ وہ بربری شکر گزاری کے لیے حضرت کے قدموں میں گر گئے۔

سیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ دس سال کے بعد جب کہ میں حج میں تھا اس ہاتھ کٹے ہوئے شخص کو دیکھا کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے صلیوں میں تھا۔ (رجال الکشی ص ۲۸)

منقب ابن شہر آشوب میں بھی ابو حمزہ سے اسی طرح منقول ہے۔ (المنقب جلد ۳ ص ۳۱۹)
الخروج میں بھی ابو حمزہ سے اسی طرح مروی ہے لیکن تھوڑے سے فرق کے ساتھ اور وہ یہ کہ اس میں بیس سال کا ذکر ہے چنانچہ وہ شخص بیس سال زندہ رہا اور روایت کے آخر میں حضرت کے یہ الفاظ درج ہیں کہ محمد بن عبدالرحمن ایک مروتیک و صلح اور بڑا نمازی ہے جو دروازہ پر تمہارا منتظر ہے۔

(الخروج والجراح ص ۱۹۶)

④۷ — صحفہ ائمہ میں اسماء شیعان کا اندراج

مشارق الانوار میں منقول ہے کہ جناب ابوبصیر نے کہا کہ مجھ سے میرے مولا و آقا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نم کوفہ لوٹ جاؤ گے تو تمہارے ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کا نام عیسیٰ رکھو گے پھر ایک دوسرا لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھو گے اور یہ دونوں ہمارے شیعوں میں سے ہوں گے اور ہمارے نجیفہ میں ان کے نام موجود ہیں بلکہ ان شیعوں کے نام بھی ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ ہوں گے تو حضرت نے فرمایا ہاں جب کہ وہ خدا سے ڈرتے رہیں اور تقویٰ الہی اختیار کریں ابوبصیر کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو ایک جوان آدمی کو مسجد میں ہنستے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ تو مسجد میں ہنس رہا ہے اور تین دن کے بعد تو اہل قبور میں سے ہو جائے گا چنانچہ وہ شخص تیسرے دن کے اول اوقات ہی میں مر گیا اور شام کو اسے دفن کیا گیا۔ (مشارق الانوار ص ۱۱۱)

④۸ — حضرت امام کا عظیم معجزہ

عیون المعجزات میں سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے جناب جابر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب

حکومت بنی امیہ کی طرف پہنچ گئی تو انہوں نے اپنے دور میں خون ناحق بہا ڈالے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر ایک ہزار ماہ تک منبروں پر سب و شتم کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے شیعوں کی قتل و غارت گری کی اور انہیں نیست و نابود کرنے لگے اور مال دنیا کے لالچ اور رغبت میں بدکار علماء نے ان کی مدد کی اور ان کی کوشش یہی تھی کہ شیعہ امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کے لیے رمعاذ اللہ برے الفاظ استعمال کریں جو شیعہ ایسا نہ کرتا تھا قتل کر دیا جاتا تھا جب مظالم کا یہ سلسلہ زیادہ اور طویل ہو گیا تو شیعوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اس کا شکوہ کیا اور عرض کیا کہ فرزند رسول ان لوگوں نے ہمیں شہر بدر کر دیا ہے۔ اور بے دریغ قتل سے ہمیں مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور انہوں نے شہروں مسجد نبوی اور منبر رسول پر کھلم کھلا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر تبراکا بانار کر رکھا ہے کسی میں جرأت نہیں کہ ان لوگوں پر تنقید کر سکے اور کوئی تبدیلی لاسکے اگر ہم میں سے کوئی شخص اس عمل سے انکار کرتا ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ تباہی ہے اور اس کا معاملہ حاکم کے سامنے پہنچ جاتا ہے اور اسے لکھا جاتا ہے کہ یہ شخص ابو تراب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اچھے الفاظ میں یاد کرتا ہے یہاں تک کہ اُسے زد و کوب کیا جاتا ہے اور قید میں ڈال دیا جاتا ہے جب امام زین العابدین علیہ السلام نے ان واقعات کو سنا تو آسمان کی طرف نظر کی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ ”قیری شان کا کیا کہنا تو نے اپنے بندوں کو ایسی مہلت دی کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تیرے ہی انہیں اس کا موقع دیا ہے اور یہ سب کچھ تیری نگاہوں کے سامنے ہو رہا ہے حالانکہ تیرا فیصلہ اور تیرا قانون مغلوب نہیں ہوتا اور نہ تیرے اٹل فیصلہ کو رد کیا جاسکتا ہے تو نے اسے کیوں اور کیسے پسند کر لیا اس کا تو ہی ہم سے کہیں زیادہ عالم ہے۔“

اس کے بعد آپ نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا اے محمد کل صبح مسجد نبوی میں جاؤ اور اپنے ساتھ وہ دھاگے لیتے جانا جسے جبرائیل نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا تم اسے آہستہ آہستہ حرکت دینا اور دیکھو اسے سخت حرکت نہ دینا ورنہ یہ لوگ سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے جناب جابر کہتے ہیں کہ مجھے جناب امام کی اس بات سے تعجب ہوا اور میں نہ سمجھ سکا کہ کیا بولوں جب صبح ہوئی تو میں حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری رات اسی اشتیاق میں گزار دی تھی تاکہ یہ دیکھوں کہ اس دھاگے کے معاملہ سے کیا منہور میں آتا ہے اسی کیفیت میں در امام پر کھڑا تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام باہر شریف لائے میں نے سلام عرض کیا آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ جابر صبح سویرے کیسے آئے ہو ایسے وقت تو تم آیا نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ کل میں نے امام کے ارشاد کو سنا تھا کہ اس دھاگے کو جو جسے لیکر جبرائیل جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور یہ بھی سنا تھا کہ اسے ہلکے ہلکے ہلانا اور سخت حرکت نہ دینا ورنہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وقت معین نہ ہوتا اور اس کا یقین اٹل نہ ہوتا اور تقدیر الہی طے شدہ نہ ہوتی تو پلک جھپکتے ہی بلکہ پل

بھرمیں اس دھاگے کے ذریعہ سے میں اس مخلوق کو تہ وبالا کر دیتا لیکن ہم خدا کے بزرگ بندے ہیں ہم اس کے قتل پر سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے مولا و آقا آپ ان لوگوں کے ساتھ کیوں ایسا کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ کیا کل تم اس وقت موجود نہ تھے جب شیعوں نے پدر بزرگوار سے اس اذیت کی شکایت کی جو اس گروہ کی طرف سے انہیں پہنچ رہی ہے میں نے عرض کیا کہ بے شک آپ نے درست فرمایا پھر حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے پدر بزرگوار نے حکم دیا ہے کہ میں ان لوگوں کو خوف دلاؤں شاید وہ اس عمل سے باز آجائیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان ظالموں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے اور خداوند عالم شہروں کو ان سے پاک صاف کر دے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ مولا آپ انہیں کیسے خوف دلائیں گے یہ لوگ تو تعداد میں بے شمار ہیں جس پر حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ مسجد نبوی میں چلو تو میں تمہیں خدائے تعالیٰ کی وہ قدرت دکھاؤں جس سے اس نے ہمیں مخصوص فرمایا ہے اور دوسروں کو چھوڑ کر اس نے ہم پر احسان کیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں آیا حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رخسار کو خاک پر رکھ کر زبان مبارک سے کچھ کلمات کہے پھر سر کو اٹھایا اور اپنی آستین سے ایک تپتی ڈوری نکالی جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور دیکھنے میں وہ ڈوری سوئی کے نمکے سے باریک تھی اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ جابر اس کا ایک کنارہ تم پکڑ لو اور آہستہ آہستہ چلنا اور اسے حرکت نہ دینا جابر کہتے ہیں کہ میں نے اس دھاگے کا ایک سرا تھام لیا اور آہستہ آہستہ چلا تو امام نے حکم دیا کہ جابر ذرا ٹھہرو میں ٹھہر گیا پھر آپ نے دھاگے کو ایک ایسی ہلکی سی حرکت دی کہ میں نہ سمجھ سکا کہ آپ نے اسے ہلایا ہے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس دھاگے کا سرا مجھے دو چنانچہ میں نے وہ سرا حضرت امام کے دست مبارک میں دے دیا اور عرض کیا کہ مولا آپ نے اس دھاگے سے کیا کیا تو امام نے فرمایا ذرا باہر تو جاؤ اور دیکھو کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔

جابر بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے باہر آیا تو دیکھا کہ ہر طرف لوگوں کی چیخ پکار مچی ہوئی ہے اور مدینہ میں سخت زلزلہ ہے اور تباہی و بربادی کا سماں ہے اور تیس ہزار سے زیادہ مرد و عورت ہلاک ہو چکے ہیں اور بچے اس کے علاوہ ہیں لوگوں میں فریاد و آہ و زاری بلند ہے اور سب کے سب **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** کہہ رہے ہیں کہ فلاں گھر اور گھر والے تباہ ہو گئے لوگ پریشان حال مسجد نبوی کی طرف جا رہے ہیں اور یہی صدائیں ہیں کہ سخت تباہی و بربادی آگئی بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ سخت زلزلہ ہے بعض لوگوں کی زبان پر ہے کہ ہم کس طرح برباد نہ ہوں جب کہ ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا اور ہمارے اندر برائیاں آگئیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد و

اٹھارہ پر ظلم کرنے لگے خدا کی قسم ہم اس سے زیادہ شدید زلزلہ کے سزاوار ہیں یا پھر ہم اپنے فاسد نفسوں کی اصلاح کر لیں۔

جابر کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جو گریہ و زاری کر رہے تھے ان کے گریہ نے مجھے بھی رلا دیا میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ کے چاروں طرف لوگوں کا مجمع لگا ہوا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ فرزند رسول آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ ہم پر کیا گزری ہمارے لیے بارگاہ الہی میں دعا فرمائیے تو امام نے فرمایا کہ نماز دعا اور صدقہ کے ذریعے پناہ حاصل کر پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ روانہ ہوئے اور فرمایا بتاؤ لوگوں کا کیا حال ہوا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول کچھ نہ پوچھیے مکان تباہ اور لوگ ہلاک ہو گئے اور میں نے تو انہیں قابل رحم حالت میں دیکھا ہے تو امام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ان پر رحم نہیں کیا یہ سمجھ لو کہ یہ تمہارے لیے ایک نشانی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے دشمنوں پر رحم نہ کرتے پھر فرمایا کہ ظالموں کے لیے رحمت خداوندی سے دوسری اور ان کے لیے ہلاکت ہو خدا کی قسم اگر مجھے اپنے پدر بزرگوار کی مخالفت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس دھاگے کو اور زیادہ حرکت دے دیتا اور سب کو ہلاک کر ڈالتا اور اس صورت میں کہ سارا شہر تباہ و بالا ہو جاتا اور اس کے در و دیوار باقی نہ رہتے اور پھر ہمارے دشمنوں میں سے ان کے علاوہ دوسرے بھی ہمیں اور ہمارے دوستوں کو ان کے مقام اور مرتبہ سے نیچے نہ لاتے لیکن میرے مولائے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس دھاگے کو آہستہ سے حرکت دوں اس کے بعد امام منام مسجد پر تشریف لائے اور صورت یہ تھی کہ میں تو حضرت کو دیکھ رہا تھا لیکن دوسرے لوگ دیکھنے سے قاصر تھے چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا اور اس دھاگے کو منارہ کے گرد گھمایا تو مدینہ میں پھر ہلکا سا زلزلہ آگیا اور مکانات گرنے لگے اور حضرت نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: **ذٰلِكَ جَزَاءُ يٰۤاٰمِیْنَ کُفْرُوْا فَاِذْ وَهَلْ** **مُجْزٰی اِلَّا اَلْکُفْرُوْا** (سورہ سبا آیت ۱۷) یہ ہم نے اس کی ناشکری کی سزا دی ہے اور ہم تو ناشکروں کو سزا دیا کرتے ہیں اور یہ آیت بھی تلاوت کی **فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنٰهَا یُّحٰی** **مَسَافِلَہَا** (سورہ ہود آیت ۸۲) پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے زمین کے اوپر کے حصہ کو اس کے نیچے کا بنا دیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی **فَنَحْنُ عَلَیْہِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِہُمْ وَاَتَمُّ الْعَذَابِ** **مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ** (سورہ نمل آیت ۲۶) پھر کیا تھا کہ ان پر دھم سے چھت گر پڑی اور جبرہ سے ان پر عذاب آیا اس کی انہیں خبر تک نہ تھی۔

جابر کا بیان ہے کہ دوسرے زلزلہ میں لڑکیاں اپنے گھر کے پردوں سے باہر نکل آئیں اور وہ ان واقعات کی وجہ سے گریہ و زاری کر رہی تھیں اور کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہ تھا جب حضرت امام کی نظر ان کی تشویش اور حیرانی پڑی تو حضرت کو ترس آگیا اور آپ نے وہ دھاگا اپنی آستین میں رکھ لیا

جس سے زلزلہ رک گیا پھر آپ منارہ سے نیچے تشریف لائے جب کہ لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑا اور ہم مسجد سے باہر آئے ہمارا گزر ایک لوہار کے پاس سے ہوا کہ جس کی دکان پر لوگ جمع تھے اور وہ ان سے کہہ رہا تھا کہ کیا تم نے اس تباہی کے دوران میں کوئی عجیب و غریب آواز نہیں سنی تو بعض لوگ بولے کہ ایسی آوازیں تو بہت تھیں اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آوازیں تو بہت تھیں لیکن ہم اس آواز کو نہ سُن سکے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے جابر یہ اس لیے ہوا کہ یہ لوگ سرکش اور باغی ہو گئے تھے میں نے عرض کیا کہ نذر رسول یہ کیسا دھاگہ ہے جس میں عجیب باتیں پائی جاتی ہیں تو امام نے ارشاد فرمایا کہ یہ آل موسیٰ و ہارون کی نشانی ہے جسے فرشتے لے گئے تھے اور جبریل لے کر آئے تھے اے جابر ہم خدا کی طرف سے وہ بلند درجہ پائے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نہ ہوتے تو زمین و آسمان جنت و دوزخ چاند سورج اور جنوں اور انسانوں کو خدا پیدا ہی نہ کرتا اے جابر کسی دوسرے شخص کو ہم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اے جابر خدا کی قسم ہماری وجہ سے خدا نے تمہیں نجات دی اور ہلاکت سے بچا لیا اور ہمارے ہی ذریعے سے تمہیں ہدایت نصیب ہوئی اور ہم نے ہی تمہارے رب کی طرف تمہاری رہنمائی کی لہذا تم ہمارے امر و نہی پر ثابت قدم رہو اور ہمارے ان احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا جو تمہیں ہم دیتے ہیں خدا کے فضل سے ہم اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہیں کہ ہمارے احکام کی خلاف ورزی کی جائے اور تمام وہ باتیں جو تمہیں ہماری طرف سے پہنچی ہیں اور تم سمجھ نہیں سکے اس پر خدا کی حمد کرو اور جو تمہیں معلوم ہی نہیں اسے ہماری طرف پھیر دو اور یہ کہا کر دو کہ ہمارے امیر ہی بہتر جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ بنی امیہ میں سے پہلے کا مدینہ کا ایک امیر جو وہاں مقیم اور مصیبت زدہ تھا اور مانہ کے انقلاب نے جس کی حیثیت کو خراب کر دیا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور پکار پکار کر کہنے لگا کہ لوگو فرزند رسول امام علی بن الحسین کے پاس چلو اور انہیں خدا کی طرف قربت کا ذریعہ و وسیلہ بناؤ اور اس سے فریاد کرو اور توبہ کرو اس کی اطاعت میں لگ جاؤ شاید خدا تعالیٰ تم سے عذاب کو ہٹا دے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ جب امیر نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تو تیزی سے آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا کہ فرزند رسول آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ امت محمدیہ پر کیسی مصیبت نازل ہوئی ہے لوگ ہلاک ہو گئے پھر کہنے لگا کہ آپ کے پدر بزرگوار کہاں ہیں تاکہ ہم ان سے مسجد میں چلنے کی درخواست کریں اور انہیں قربت خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ بنائیں تاکہ امت رسول سے یہ بلا و مصیبت اٹل جائے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہی ہو گا لیکن اپنے نفسوں کی اصلاح تو کرو تم جس روش پر چل رہے ہو بارگاہ الہی میں اس کی توبہ کرنی چاہیے یاد رکھو کہ نقصان اٹھانے والی قومیں ہی خدا کے عذاب سے مطمئن اور بے خوف ہو کر

جناب جابر کا بیان ہے کہ ہم سب کے سب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز میں مصروف تھے ہم نے انتظار کیا یہاں تک کہ آپ ہماری جانب متوجہ ہوئے پھر اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے خفیہ طور پر فرمایا اگر اے محمد قریب تھا کہ تم سب لوگوں کو ہلاک کر دیتے جابر کہتے ہیں کہ مولا خدا کی قسم انہوں نے اس ڈوری کو اتنی آہستہ حرکت دی تھی کہ مجھے بھی اس کے ہلنے کا احساس نہ ہوا جس پر امام زین العابدین نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کے ہلنے کا احساس ہو جاتا تو کوئی آگ میں پھونک مارنے والا بھی نہ رہتا اب لوگوں کی کیا حالت ہے؟ تو ہم نے ساری بات بتائی جس پر ارشاد فرمایا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے یہ چاہا تھا کہ خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دیں انہوں نے ہمارے حرمت و عزت کو تباہ کر دیا تھا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول ان کا امیر دروازہ پر کھڑا ہے اور اس نے ہم سے کہا ہے کہ ہم آپ سے مسجد کی طرف تشریف لے جانے کی درخواست کریں تاکہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کریں اور بارگاہ الہی میں فریاد کریں اور اس سے مصیبت کے دور کرنے کا سوال کریں یہ سن کر حضرت امام مسکرائے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اَوَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلْنَا بِالسَّيِّئَةِ لِقَاؤِ ابْلِ وَقَالُوا فَاذْعَبُوا وَهَذَا عَلَوُ الْكَافِرِينَ اَلَا حِزْبٌ ضَلَّ دُورِہُمْ ہمارے پیغمبر صاف اور روشن معجزے لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے ہاں آتے تھے تب فرشتے کہیں گے تو پھر تم خود دعا کرو حالانکہ کافروں کی دعا تو بیکار ہی ہے۔

میں نے عرض کیا مولاد آتا یہ تو جانتے ہی نہیں کہ ان پر یہ مصیبت کہاں سے آئی تو ارشاد فرمایا کہ ہاں بے شک پھر یہ آئے مبارکہ تلاوت کی "فَالْيَوْمَ نَنفِثُكُمْ مَاءً فَتَكُونُونَ زُجْجًا" (سورہ الاحقاف آیت ۱۵) تو ہم بھی انہیں بھول جائیں گے جس طرح یہ لوگ آج کی حضوری کو بھولے بیٹھے تھے اور ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے، یہ ہیں ہماری آیات اور خدا کی قسم یہ تو ایک نشانی ہے جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ نَقْلًا مِّنْ غَدَاةٍ هُوَ أَهْوَىٰ نَارًا هَاقًّا وَكَفَّ الْوَيْلَ حَسْبَاقِصْفُونِ (سورہ الانبیاء آیت ۱۸) ہم تو حق کو ناسحق پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ باطل کے سر کو پھیل دیتا ہے پھر وہ اسی وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے اور تم پر انفسوس ہے کہ ایسی باتیں بنایا کرتے ہو) اس کے بعد حضرت امام نے فرمایا کہ اے جابر تمہارا اس قوم کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ہماری سنت کو مردہ بنا دیا ہمارے عہد کو ضائع و برباد کر دیا اور ہمارے دشمنوں کی سرپرستی کی ہماری حرمت کو پامال کیا اور ہمارے حق کے بارے میں ہم پر ظلم کیا اور ہماری وراثت کو چھین لیا ہم پر ظلم کرنے والوں کی مدد کی اور ان کی سنت کو جاری کر دیا اور دین میں فساد ڈالنے اور نور حق کو بجھانے میں ناسقوں اور کافروں کی راہ اختیار کی۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض

کیا کہ اس خدا کی حمد ہے جس نے آپ کی معرفت سے مجھ پر احسان فرمایا اور آپ کی عظمت کو پہنچوا دیا اور جس نے آپ کی اطاعت کا حکم دیا اور آپ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی کی توفیق عطا فرمائی حضرت امام نے فرمایا جابر کیا تم جانتے ہو کہ معرفت کیا چیز ہے یہ سن کر جابر خاموش ہو گئے اور امام نے اس بارے میں ایک طویل حدیث ارشاد فرمائی۔ (مولف علیہ الرحمۃ نے طوالت کے خوف سے حدیث مذکورہ کو نقل نہیں فرمایا)

پانچواں عالموں کی سیر کے بارے میں جناب جابر کی منقولہ روایت اس باب میں بیان کی جا چکی ہے جس کی تکرار کی ضرورت نہیں اسی لیے دوبارہ اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(۶۹) کافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے کہ بنی مرہ اور ان کی حکومت کا تذکرہ آگیا پنا پنچہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے خدمت امام میں عرض کیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھی ہوں اور خداوند عالم آپ کو اس کام میں غلبہ و اقتدار عطا فرمائے تو امام نے جواب میں فرمایا کہ میں ان کا ساتھی نہیں ہوں اور نہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں ان کا ساتھی بنوں ان کے ساتھی اور اصحاب مجھے ناپسند ہیں خداوند عالم نے آسمانوں اور زمینوں کی خلقت کے وقت سے اتنے کوتاہ اور مختصر دن اور سال نہیں بنائے جتنے مختصر نبی امیہ کے ہیں۔ خداوند عالم اس فرشتہ کو حکم کرے گا کہ جس کے ہاتھ میں فلک کے انتظامات ہیں تو وہ ان کے اقتدار کی مدت کو لپیٹ کر رکھ دے گا۔ (بصائر الدرجات جلد ۸ باب ۱۳ ص ۱۱۹)

۷۔ ہشام کی حکومت اور امام کی پیش گوئی

کافی میں جناب جابر سے منقول ہے کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ حکومت بنی امیہ کا ذکر آگیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ جو بھی ہشام پر خراج کرے گا وہ اسے قتل کر دے گا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے اس کی حکومت کے بیس سال بتائے اور یہ سن کر کچھ مالوسی سی ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا جب خدا کسی قوم کے بادشاہ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتے کو حکم دے دیتا ہے کہ رفتار فلک کو تیز کر دے اور جو وہ چاہتا ہے پورا ہو کر رہتا ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم نے زید سے جناب امام کا یہ قول بیان کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں ہشام کے پاس موجود تھا اور وہاں اس کے سامنے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو رہی تھی تو اس نے کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا خدا کی قسم اگر کوئی بھی سوائے میرے اور میرے بیٹے کے نہ ہو تو میں اس پر خراج کر کے رہوں گا۔

(الکافی جلد ۸ ص ۳۹۴)

① جناب جابر کی پیش گوئی

نعمان بن بشیر سے منقول ہے کہ میں جابر بن یزید جعفی کے ساتھ تھا جب کہ ہم مدینہ میں تھے تو وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رخصت ہونے لگے تو خوش اور مسرور نظر آتے تھے جب ہم اخیر صبح پہنچے جو فید سے مدینہ جانے کی طرف جانے میں پہلی منزل ہے ہم نے نماز پڑھی جب سفر کے لئے اونٹ تیار ہو گیا تو اچانک ایک طویل القامت شخص نے انہیں ایک خط لاکر دیا انہوں نے اس خط کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا دیکھا تو وہ خط امام محمد باقر علیہ السلام کا جابر بن یزید کے نام تھا نعمان کہتے ہیں کہ جابر نے اس خط کی مہر توڑی اور پڑھنے لگے اور قاصد سے پوچھا تم امام سے کب علیحدہ ہوئے تھے تو اس شخص نے کہا کہ ابھی جدا ہوا تھا تو انہوں نے پوچھا کہ نماز سے پہلے یا نماز کے بعد؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز کے بعد پھر جابر نے وہ خط آخر تک پڑھا اور اسے ہاتھ میں لیے رہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ نہ مہس رہے تھے اور نہ ان پر کسی خوشی کے آثار تھے یہاں تک کہ کوفہ پہنچ گئے۔

جب رات کے وقت کوفہ میں آئے تو میں نے رات وہیں گزاری جب صبح ہو گئی تو میں ازراہ تعظیم ان کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عجیب حالت سے باہر آئے کہ ان کی گردن میں نرد کے مہرے لٹکے ہوئے تھے اور بالنس کی لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ میں منصور بن جہور کو غیر مامور حکمران دیکھ رہا ہوں جو کسی کے ماتحت نہیں اور کچھ اس طرح کے اشعار پڑھے پھر انہوں نے مجھے دیکھا اور میں نے انہیں وہ مجھ سے کچھ نہ بولے اور نہ میں نے ان سے کچھ کہا اور جب میں نے انہیں دیکھا تو میں رونے لگا پھر ایسا ہوا کہ ان کے پاس بچے اور دوسرے آدمی جمع ہو گئے اور وہ بچوں کے ساتھ چکر لگانے لگے اور لوگ کہہ رہے تھے کہ جابر دیوانے ہو گئے۔ خدا کی قسم چند روز نہ گزرے تھے کہ ہشام بن عبد الملک کا خط وہاں کے حاکم کے پاس پہنچا کہ اس شخص پر نگاہ رکھیں جنہیں جابر بن یزید جعفی کہا جاتا ہے ان کی گردن اور سر کو کاٹ کر میرے پاس روانہ کرو چنانچہ وہ حاکم اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ جابر بن یزید جعفی کون ہیں تو لوگوں نے کہا کہ خدا تیری اصلاح کرے وہ تو ایسے انسان ہیں جو صاحب علم و فضل اور عالم حدیث ہیں۔ انہوں نے جج کیا ہے اور ان کی عقل جاتی رہی ہے اور اس وقت بچوں کے ساتھ لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہو کر کھیل رہے ہیں۔ نعمان کہتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ بالنس کی لکڑی کے گھوڑے پر بیٹھے ہیں تو وہ حاکم کہنے لگا کہ اس خدا کی حمد و ثنا ہے جس نے مجھے ان کے قتل سے بچا لیا۔ نعمان کہتے ہیں کچھ دن نہ گزرے تھے کہ منصور بن جہور کوفہ میں آیا اور اس نے وہی کیا جو جابر نے کہا تھا۔

الکافی جلد ۱ ص ۹۶

۷۲ — جنات اور خدمت گزاری امام

بصائر میں سدر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے اپنی سواری پر چند ضرورتوں سے مدینہ جانے کا حکم دیا ابھی میں موضع فخر الروما میں سواری پر جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے اپنے کپڑے ہلا کر مجھے اشارہ کیا تو میں نے ان کی طرف رخ کیا اور یہ سمجھا کہ شاید یہ پیاسے ہیں تو میں نے ان کی طرف مشکیزہ کو بڑھایا انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں پھر انہوں نے مجھے ایک خط دیا کہ جس کی مہر گیلی تھی جب میں نے اس مہر کو دیکھا تو وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی مہر تھی میں نے پوچھا کہ تم صاحب خط سے کب ملے تھے تو وہ بولے کہ ابھی ابھی "سدر مرنی" کہتے ہیں کہ اس خط میں ان چند چیزوں کا ذکر تھا کہ جن کے لانے کا امام نے حکم دیا تھا اب جو دیکھا تو خط پہنچانے والے غائب تھے میں پٹا تو حضرت اُسے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایک شخص آپ کا خط لیکر میرے پاس پہنچا تھا کہ جس کی مہر بھی خشک نہیں ہوئی تھی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں جب کسی کام میں جلدی ہوتی ہے تو ہم جنات سے بھی کام لیتے ہیں۔

محمد بن الحسین نے جو مذکورہ واقعہ کے راوی ہیں یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت امام نے سدر سے فرمایا کہ جنات میں سے ہمارے خدمت گزار جن بھی ہیں کسی کام میں جلدی مقصود ہوتی ہے تو ہم انہیں بھیج دیتے ہیں۔ (بصائر الدرجات جلد ۲ باب ۱۸ ص ۲۶)

۷۳ — عیون البعرات میں مروی ہے کہ جابہ والبیہ امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانہ امامت تک زندہ رہیں ایک دفعہ وہ خدمت امام میں حاضر ہوئیں تو امام نے فرمایا کہ جابہ تمہیں کس چیز نے کمزور اور ضعیف کر دیا تو کہنے لگیں کہ عمر زیادہ ہو گئی بال سفید ہو گئے اور فکریں بڑھ گئیں جن کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضری کا موقع نہ مل سکا امام نے فرمایا ذرا قریب تو آؤ پہنا پنچہ وہ قریب آ گئیں تو حضرت نے ان کے سر پہ ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعا فرمائی اور کچھ ایسا الفاظ زبان مبارک پر جاری کیے جو سمجھ میں نہ آ سکے اب جو دیکھا کہ ان کے سر کے بال بہت زیادہ سیاہ ہو گئے اور جوانی لوٹ آئی وہ خوش ہوئیں تو حضرت نے جواب دیا اے جابہ جناب آدم کی خلقت سے قبل ہم نور تھے اور ہم تسبیح الہی بجالاتے تھے اور ہمارے ساتھ فرشتے بھی خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ابھی کوئی پیدا بھی نہ ہوا تھا جب خداوند عالم نے جناب آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی صلب میں قرار دے دیا۔

۷۴ — منتخب البصائر میں ابو بصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کا غلام اور آپ کے شیعوں میں ایک حقیر اور کمزور آدمی ہوں حضور میرے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیں تو امام نے فرمایا کیا میں تمہیں حضرات ائمہ کی صورتیں نہ دکھا دوں کہ تم ان کی زیارت کر سکو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے لیے یہ کوئی مشکل چیز نہیں کہ آپ ان حضرات کو میرے واسطے یک جا کر دیں جس پر حضرت نے اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر پھیرا تو میں نے دیکھا کہ سب حضرات ائمہ آپ کے پاس اس سا تہان میں جمع ہیں جہاں آپ

تشریف رکھتے تھے پھر حضرت نے فرمایا اے ابو محمد فلا پھر ایک بار اپنی آنکھیں بند کرو اور پھر دیکھو کہ کیا نظر آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے نظر کی تو خدا کی قسم سواتے کتے سو ریا بند کے کچھ دکھائی نہ دیا میں نے عرض کیا کہ یہ کیسی مسخ شدہ مخلوق ہے تو امام نے فرمایا کہ یہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت جسے تم دیکھ رہے ہو اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو لوگ اپنے مخالفوں کو انہی شکلوں میں دیکھیں گے پھر امام نے فرمایا اے ابو محمد اگر تم پسند کرو تو تمہیں اس حالت پر چھوڑے رکھوں اور جا ہو تو میں تمہیں جنت کی منانت دے دوں اور پہلی حالت پر لوٹا دوں تو میں نے عرض کیا کبھے اس تبدیل شدہ مخلوق کی طرف دیکھنے کی کوئی احتیاج نہیں مجھے میری پہلی حالت پر لوٹا دیجیے یہ جنت کا بدلہ نہیں ہو سکتا تو امام نے اپنا ہاتھ پھر آنکھوں پر پھیرا اور میں اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آیا۔ (مختصر بصائر الدرجات ص ۱۲۱)

⑤ ————— مستحب الدعوات

کتاب عتیق غزی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا جب کہ انصار کے لوگ بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والے نے امام سے کہا سچ کہتا ہوں کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ہے تو آپ نے فرمایا بیٹا وہ نہیں جلا وہ شخص چلا گیا ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ وہ لوٹ کر آیا اور پھر کہا کہ خدا کی قسم آپ کا گھر جل گیا تو حضرت نے فرمایا بیٹا خدا کی قسم وہ نہیں جلا یہ کہہ کر وہ پھر چلا گیا ابھی کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ پھر آیا اور اس کے ساتھ میرے گھر والوں اور دوستوں میں سے کچھ لوگ تھے جو رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ کا گھر جل گیا امام نے سنا اور یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم میرا گھر نہیں جلا میں تم سے تھوٹ نہیں کہتا اور نہ مجھ سے یہ بات غلط کہی گئی ہے جو کچھ میرے اور تمہارے سامنے ہے اس پر مجھے اعتماد ہے یہ فرما کر پدر بزرگوار کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھا جب ہم اپنے گھروں کے قریب پہنچے تو آگ ہمارے گھروں کے دائیں بائیں بلکہ ہر طرف لگی ہوئی تھی یہ دیکھ کر امام مسجد کی طرف لوٹے اور سجدہ میں چلے گئے اور بارگاہ الہی میں عرض کیا ”پالنے والے تجھے اپنے عزت و جلال کی قسم میں اپنے سر کو سجدہ سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اس آگ کو نہ بجھا دے“ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جب تک آگ نہ بجھ گئی آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا ہمارے گھروں کے علاوہ آس پاس کے گھر جل گئے تھے لیکن ہمارے گھر محفوظ تھے حضرت فرماتے ہیں کہ یہ میرے پدر بزرگوار کی دُعا کا اثر تھا جو ایسا ہوا۔

مولف فرماتے ہیں کہ دُعا کا ذکر انشاء اللہ اس کے موقع پر کیا جائے گا۔

پہچٹا باب

در بیان مکارم اخلاق و سیرت، علم و فضل

ارشاد شیخ مفیدؒ میں عبد اللہ بن عطار مکی سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا کہ علماء ان کے آگے حقیر معلوم ہوتے ہیں میں نے حکیم بن عتیبہ کو ان لوگوں میں جلالت شان کے باوجود آپ کے سامنے اس طرح دیکھا ہے جیسے کوئی طفل مکتب استاد کے سامنے بیٹھا ہو۔ جابر بن یزید جعفی جب بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے کوئی مواہبت کرتے تو یہی کہتے تھے کہ مجھ سے دمی الادھیار وارث علوم انبیاء حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام نے یہ بیان فرمایا ہے۔
(ارشاد جناب شیخ مفید ص ۲۸)

مناقب ابن شہر آشوب میں بحوالہ حلیۃ الاولیاء عبد اللہ بن عطا کی یہی روایت جناب جابر کے مذکورہ قول تک بیان کی گئی ہے۔
(المناقب جلد ۳ ص ۳۳۴)

ارشاد شیخ مفیدؒ میں قیس بن ربیع سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسلمیٰ سے مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمام لوگوں کو اسی طرح دیکھا ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرتے ہیں یہاں تک کہ میری ملاقات بنی ہاشم کی ایک شخصیت حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام سے ہو گئی تو میں نے آپ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے اس سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی موزوں پر مسح نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن مجید نے بھی اس کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ابواسلمیٰ کا بیان ہے کہ جب سے حضرت امام نے مجھے اس سے منع فرمایا میں نے موزوں پر مسح نہیں کیا۔ قیس بن ربیع کہتے ہیں کہ جب سے ابواسلمیٰ نے مجھے یہ بات بتائی میں نے بھی موزوں پر مسح کرنا چھوڑ دیا۔

(الارشاد ص ۲۸۱)

② — تلاش رزقِ حلال

ارشاد شیخ مفید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمد بن مکندر کہا کرتے تھے کہ میں سمجھتا ہی نہ تھا کہ حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام جیسے انسان اپنے بعد کے لیے کوئی ایسا خلف اور قائم مقام چھوڑیں گے جو علم و فضل میں ان کے وارث ہو سکیں یہاں تک کہ ایک دن ان کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی میں نے چاہا کہ انہیں کچھ وعظ و نصیحت کروں لیکن خود انہوں نے مجھے نصیحت کرنا شروع کر دی ابن مکندر کے بعض ساتھیوں نے پوچھا کہ انہوں نے کس چیز کے بارے میں تمہیں نصیحت کی تو کہنے لگے کہ میں ایک دن گرمی کے اوقات میں مدینہ کے اطراف میں چلا گیا تو امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی جو بھاری جسم رکھتے تھے اور دو غلاموں کا سہارا لیے ہوئے تھے یہ دیکھ کر میں نے دل میں سوچا کہ اس گرمی کی شدت میں قریش کا ایک بزرگ دنیا کی طلب میں اس حال پر پہنچ گیا ہے یہ سوچ کر میں ان کے پاس آیا تاکہ انہیں نصیحت کروں کہ اس گرمی میں محنت اور دنیا کی طلب کس لیے؟ چنانچہ میں ان کے قریب پہنچا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو آپ نے اکھڑے ہوئے سانس کی حالت میں جواب سلام دیا اور آپ کے جسم سے پسینہ ٹپک رہا تھا میں نے کہا کہ خدا آپ کو نیکی دے ایک بزرگ قریش اور اس گرمی کے وقت میں دنیا حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کرے اگر ابھی اسی حال میں آپ کو موت آجائے تو کیا ہو یہ سن کر جناب امام غلاموں سے الگ ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم اگر مجھے اس وقت اسی حال میں موت آجائے تو وہ مجھے اطاعت الہی میں پائے گی جس سے میں اپنے نفس کو تم اور تم جیسے لوگوں پر ڈال دینے سے محفوظ کر رہا ہوں اور طلب رزق میں کسی شخص کا محتاج نہیں ہوں مجھے تو اس سے خوف ہے کہ موت آئے اور مجھ سے خدا کی کوئی نافرمانی و معصیت سرزد ہو رہی ہو۔

محمد بن مکندر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے میں تو آپ کو نصیحت کرنے کے ارادے سے آیا تھا لیکن آپ نے تو مجھے نصیحت فرمادی۔ (الارشاد ص ۲۸)

③ — کتاب الارشاد میں حسن بن کثیر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی محتاجی کے ساتھ ساتھ اپنے بھائیوں کی لاپرواہی کی شکایت کی تو امام نے فرمایا وہ کیسا برا بھائی ہے جو تمہاری مالدار کی حالت میں تو تمہارا خیال رکھے اور عزت و تنگدستی میں تمہارا ساتھ چھوڑ دے اس کے بعد حضرت نے اپنے غلام کو تھیلی لانے کا حکم دیا جس میں سات سو درہم تھے اور مجھ سے ارشاد فرمایا جاؤ اس رقم کو خرچ میں لاؤ جب یہ ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ (الارشاد ص ۲۹)

یہی مذکورہ روایت مطالب السؤل (جلد ۲ ص ۳۲) اور کشف الغمہ (جلد ۲ ص ۳۲) میں اسود بن کثیر سے منقول ہے۔

④ — کتاب الارشاد میں عمرو بن دنیار اور عبید اللہ بن عبید بن عمر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب

کبھی ہماری امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ہمیشہ خرچ عطیہ اور لباس میں سچے نہ کچھ عنایت فرمایا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ تمہارے آنے سے پہلے ہی ہم نے یہ تمہارے لیے رکھ چھوڑا تھا۔
(الارشاد ص ۲۸۴)

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ صفحہ ۲۲۷ میں بھی عمرو اور عبید اللہ سے اسی طرح مروی ہے۔
کتاب الارشاد میں سلیمان بن قریب سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام میں پانچ چھ سو سے ہزار درہم تک عطا فرمایا کرتے تھے اور کسی وقت بھی اپنے بھائیوں غرض مندوں اور اپنی ذات سے امیدواروں کو روکنے والوں کو عطا کرنے سے رنجیدہ و ملول نہیں ہوئے۔
(الارشاد ص ۲۸۴)
یہی روایت مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ صفحہ ۳۳۷ میں ہزار درہم کے الفاظ تک بیان کی گئی ہے۔

⑤ — کتاب الارشاد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے آپ کی حدیث مرسل بلا حوالہ سند کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور اس کی سند کو بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اسی طرح ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے بیان کیا اور ان سے میرے جد نامدار امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے جد امجد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ سے جبریل امین نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔
حضرت امام نے فرمایا کہ ہم پر لوگوں کا معاملہ بڑی مصیبت ہے کہ ہم انہیں حق کی طرف بلاتے ہیں تو وہ جواب نہیں دیتے اور ہماری آواز پر لبیک نہیں کہتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیں تو ہمارے علاوہ کسی دوسرے سے ہدایت نہیں پاسکتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ ہم سے کیوں بچتے ہیں اور ہم میں کیوں عیب نکالتے ہیں ہم اہل بیت رحمت ہیں شجر نبوت اور علم و حکمت کی کان اور معدن ہیں ہم وہ جگہ ہیں جہاں فرشتوں کا نزول ہوا اور وحی اتری۔
(الارشاد ص ۲۸۴)

⑥ — امام وارث علوم انبیاء ہیں

مناقب ابن شہر آشوب میں مسند ابو حنیفہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ روای کہتا ہے جب بھی میں نے کسی مسئلہ میں جابر جعفی سے کچھ دریافت کیا تو انہوں نے لباس کے بارے میں حدیث پیش کی اور جب وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تو یوں کہتے تھے کہ مجھے یہ وحی الاوصیاء اور وارث علوم انبیاء نے یہ بیان فرمایا ہے۔

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں امام محمد باقر علیہ السلام کی شان میں اس طرح کے الفاظ کہے ہیں کہ وہ امام حافظ و کاشف صابر حضرت ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۸۷)

جس طرح لوگوں نے حضرت یوسفؑ کے لیے کریم کریم کے فرزند کریم کے فرزند یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیمؑ کہا اس طرح امام محمد باقر علیہ السلام کے لیے سید بن سید بن سید محمد بن علی بن حسین بن علیؑ (علیہم السلام) کے الفاظ کہے ہیں۔ (المناقب جلد ۱ ص ۳۱۵)

⑤ — ایک شخص نے جناب ابن عمرؓ سے ایک مسئلہ پوچھا جس کا جواب انہیں معلوم نہ تھا تو انہوں نے کہا کہ اس لڑکے کے پاس جاؤ اور ان سے دریافت کرو وہ جو جواب دیں مجھے بھی بتاؤ اور اسی کے ساتھ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا چنانچہ وہ شخص خدمت امام میں آیا اور آپ سے وہ مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا پھر وہ ابن عمرؓ کی طرف لوٹ کر آیا اور امام کے جواب سے انہیں مطلع کیا تو جناب عمرؓ کے صاحب زادے کہنے لگے کہ یہ یقیناً اہل بیت نبوت ہیں۔ (نفس المصد جلد ۳ ص ۳۲۹)

⑧ — جاہل نے کتاب البیان والتبيين میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے تمام دنیا کی اصلاح کو ان دو کاموں میں بیان کر دیا ہے چنانچہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ معیشت اور معاشرہ کی نیکی و اصلاح ایک ہی ہے جس کا دو تہائی ذہانت اور سو شکاری ہے اور ایک تہائی بے پروائی کرنا اور بے اعتنائی ہے۔ (البیان والتبيين جلد ۱ ص ۸۴)

⑨ = ایک عیسائی کا قبول اسلام

ایک نصرانی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ بقرہ گائے ہیں تو حضرت نے فرمایا ”نہیں“ میں باقر ہوں پھر وہ نصرانی کہنے لگا کہ کیا آپ طباخہ (باورچین) کے بیٹے ہیں تو فرمایا یہ تو ان کا پیشہ تھا پھر بولا کہ کیا آپ حبشی عورت کے فرزند ہیں تو امام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اپنے کہنے میں سچا ہے تو خدا انہیں بخش دے اور اگر تو اپنے اس قول میں جھوٹا ہے تو خدا تجھے بخش دے۔ راوی کہتا ہے کہ امام کے اس بلند اخلاق سے وہ متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ (المناقب جلد ۳ ص ۳۳۷)

⑩ — کشف الغم میں امام محمد باقر علیہ السلام کے غلام اقلح سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت امام کے ہمراہ حج کے لیے گیا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کی طرف نظر کی اور زار قطار رونے لگے میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ کے قربان جائیں سب لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں بہتر ہو کہ آہستہ گریہ فرمائیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا اے اقلح تم پر انسوؤں سے میں اس طرح کیوں نہ روؤں شاید خداوند عالم مجھ پر نظر رحمت فرمائے اور جو کل قیامت کے دن میری کامیابی کا ذریعہ بنے۔ اقلح کہتے ہیں کہ پھر امام نے خادمہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام پر رکوع کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر تھی اور حضرت کی یہ حالت تھی کہ جب مسکراتے تھے تو بارگاہ الہی میں عرض کرتے کہ پالنے والے مجھ سے ناخوش نہ ہونا۔

آپ کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار آدھی رات میں اپنی عاجزانہ دعاؤں میں عرض کیا کرتے تھے کہ پالنے والے تو نے جن کاموں کو بجالانے کا حکم دیا میں انہیں بجا نہ لاسکا اور جن چیزوں سے تو نے منع فرمایا میں ان سے نہ رک سکا میں تیرا بندہ ہوں تیرے سامنے کھڑا ہوں کہ کوئی عذر پیش نہیں کر سکتا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۹)

مذکورہ دونوں روایات فصول مہمہ ص ۱۹۸، اور مطالب السؤل ص ۱۸۰ میں بھی بیان کی گئی ہیں

لیکن ان دونوں کتابوں میں پہلی روایت کے اندر یہ الفاظ منقول ہیں ”کہ میں اپنے گریہ کی آوازیوں نہ بلند کروں“

⑪ ————— کشف الغمہ میں مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میرے پدر بزرگوار کا خچر گم ہو گیا تو فرمایا کہ اے خداوند عالم اسے میرے پاس لوٹا دے تو میں خدا کی وہ حمد کروں جو اسے پسند ہے ابھی کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ خچر زین اور لگام سمیت واپس آ گیا جب آپ اس پر بیٹھے اور اپنے لباس کو سمیٹ لیا تو سر کو آسمان کی جانب بلند کیا اور صرف الحمد للہ فرمایا اور پھر خود ہی ارشاد ہوا کہ میں نے حمد و ثناء الہی کی شکل و صورت نہیں چھوڑی اور خدا کی ہر تعریف اس کے اندر آ گئی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۹)

⑫ ————— تواضع امام

امام محمد باقر علیہ السلام کی کینز سلی بیان کرتی ہیں کہ جب بھی امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے بھائی دوست اور احباب آتے تھے تو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتے تھے جب تک حضرت انہیں بہتر کھانا نہ کھلا دیں عمدہ لباس نہ دے دیں اور درہموں کے عطیہ سے ان کی خاطر و مدارت نہ کر لیں میں نے حضرت سے اس میں کمی کرنے کے لیے کچھ عرض کیا تو جواب میں فرمایا۔ اے سلمیٰ بھائیوں اور ساتھیوں کو بخشش کرنا دنیا کی نیکی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت امام باقر چھ سو سے لیکر ہزار تک انہیں عطا فرماتے تھے اور ان لوگوں کی صحبت سے امزدہ دل نہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم اپنے کسی بھائی کے دل میں اپنی محبت کا اندازہ کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ تمہارے دل میں اس کی کتنی محبت ہے آپ کے گھر سے سائل کے لیے یہ آواز کبھی نہیں سنی گئی کہ اے سائل یہ لیتا جا حضرت امام فرمایا کرتے تھے کہ انہیں اچھے ناموں سے یاد کیا کرو۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۲۰، ص ۳۲۱)

⑬ ————— کافی میں عبداللہ بن عطاء سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ ذرا کھڑے ہو جاؤ اور خچر اور گدھے پر زین تو کس دو چٹا پنچہ تعمیل حکم میں میں نے دونوں سواریوں پر زین کس دی اور خچر کو آپ کی سواری کے لیے پیش کیا اور یہی سمجھا کہ ان دونوں سواریوں میں آپ کو یہی زیادہ پسند ہے حضرت نے فرمایا یہ تم سے کس نے کہا کہ تم میرے خچر کی سواری لاؤ جس پر میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے خود آپ کے لیے پسند کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے یہ حکم دیا تھا کہ تم اسے میرے لیے پسند کرو پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جانوروں میں گدھے کی سواری پسند ہے۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سواری کے لیے گدھا پیش کیا اور اس کی رکاب تھامی اور حضرت سوار ہو گئے اور یوں فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کے ذریعے ہدایت فرمائی اور قرآن مجید کی تعلیم دی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان فرمایا اور تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اس جانور کو ہمارے لیے تابع فرمان کیا اگرچہ ہم اس پر قادر نہ تھے اور ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور تمام تعریفیں خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہیں اس کے بعد آپ کی سواری روانہ ہوئی یہاں تک کہ ہم ایک دوسری جگہ پہنچ گئے اور میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت نے فرمایا یہ وادی نخل (جینٹوویں کی جگہ) ہے یہاں نماز نہیں ادا کی جائے گی پھر جب ہم ایک اور جگہ پہنچے تو میں نے پھر یہی عرض کیا تو ارشاد فرمایا یہ نمک کی زمین ہے یہاں بھی نماز نہ ہو سکے گی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ آگے چل کر جناب امام خود سواری سے پیچھے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا نافلہ پڑھو گے تو میں نے عرض کیا کہ یہ نماز تو وہ ہے جسے اہل عراق نماز زوال کہتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو یہ نماز پڑھتے ہیں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور یہ تو یہ کرنے والوں کی نماز ہے چنانچہ حضرت ابراہیم نے نماز پڑھی نماز کے بعد میں نے آپ کی سواری کی رکاب تھامی اور امام نے حمد الہی میں وہی کلمات زبان پر جاری فرمائے جو پہلے کہے چکے تھے پھر فرمایا کہ پروردگار اگر وہ مرتبہ پر لعنت یہ لوگ دنیا و آخرت میں ہمارے دشمن ہیں جس پر میں نے عرض کیا کہ یہ مرتبہ کی یاد کیسے آئی تو حضرت نے فرمایا بس ان کی یاد آ ہی گئی۔

والکافی جلد ۸ ص ۲۷۱

۱۴۔۔۔۔۔ رجال الکشی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ جب بھی مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ہی اس کے بارے میں سوال کیا یہاں تک کہ میں نے تیس ہزار حدیثوں کی معلومات آپ سے حاصل کی اور ۶۱۷ احادیث کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مستفید ہوا۔ رجال الکشی ص ۱۷۱

۱۵۔۔۔۔۔ زینت برائے ازواج

کافی میں حکم بن عتیبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ عمدہ رنگین قمیض پہنے ہوئے تھے اور گھر مزین و آراستہ تھا اور ایک رنگین چادر بھی زیب تن تھی چنانچہ میں گھر کی اس شکل و صورت کو دیکھتا رہا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اے حکم اس لباس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے میں نے عرض کیا کہ حضور میں کیا کہہ سکتا ہوں سب کچھ میرے سامنے ہے لیکن اتنا سمجھتا ہوں کہ ایسا لباس ایک لاپرواہ قسم کا جوان ہی پہنتا ہے جس پر حضرت نے فرمایا اے حکم خدا کی مقرر کردہ زیب و زینت کو کون حرام کر سکتا ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے جائز قرار دیا ہے لیکن یہ گھر جو تم دیکھ رہے ہو ایک خاتون کا گھر ہے جن سے تھوڑا عرصہ ہوا میری شادی ہوئی ہے اور میرے گھر کے بارے میں

تو تم جانتے ہو کہ کیسا گھرانہ ہے

(الکافی جلد ۲ ص ۴۶)

۱۶ — کافی میں مالک بن اعین سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ بہت سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں میں مسکرایا تو حضرت نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کیوں مسکرائے تم چادر کو دیکھ کر ہنسے جو میں اوڑھے ہوئے ہوں حالانکہ میری زوجہ ثقیفہ نے مجھے اس کے اوڑھنے پر مجبور کیا تھا اور میں ان سے محبت رکھتا ہوں پھر حضرت نے فرمایا کہ میں اسے اوڑھ کر نماز نہیں پڑھتا اور نہ تمہیں ایسے بھڑک دار سرخ رنگ کے کپڑے میں نماز پڑھنی چاہیئے۔ مالک بن اعین کہتے ہیں کہ جب دوسری بار حضرت کی خدمت میں آنا ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت نے اس عورت کو طلاق دے دی حضرت نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ وہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام پر تبرا کر رہی ہے میں نے برداشت نہ کیا کہ وہ تبرا کرے اور میں اسے روکے رہوں۔

(نفس المصدر جلد ۶ ص ۴۶)

۱۷ — حقوق زوجین

کافی میں حسن زیات بصری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام کا گھر مزین اور آراستہ ہے حضرت گلبنی رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں ریش مبارک کتری ہوئی اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے ہم نے حضرت امام سے کچھ مسئلے دریافت کیے جب ہم جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے حسن تم اپنے دوست کے ساتھ میرے پاس آنا میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہم کل ضرور حاضر ہوں گے جب دوسرا دن ہوا تو میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت بویا پر تشریف فرما ہیں اور موٹے کپڑے کی قیض پہنے ہوئے ہیں حضرت امام میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے برادر بصری کل تم میرے پاس آئے تھے تو میں اپنی زوجہ کے گھر میں تھا کل ان کی باری تھی اور گھر بھی انہی کا تھا اور سارا سا زو سامان بھی وہ میرے لیے آراستہ ہوئیں تو میرا فرض تھا کہ میں بھی ان کے لیے اپنے آپ کو آراستہ کر دوں لہذا تمہارے دل میں کوئی بات نہ آئی چاہیئے حسن کہتے ہیں کہ میرے دوست نے خدمت امام میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان خدا کی قسم کل تو میرے دل میں کچھ خیالات آئے تھے لیکن اب خداوند عالم نے وہ سب میرے دل سے نکال دیئے اور میں نے یقین کر لیا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔

(المصدر السابق جلد ۲ ص ۴۸)

۱۸ — کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک بچہ کی نماز جنازہ کے لیے تشریف لے چلے تو آپ صوف کی زرد رنگ کی عبا اور صوف کی زرد رنگ کی شال زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

(کافی جلد ۶ ص ۴۵)

۱۹ — کافی میں حنان کے والد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا نافلہ نمازیں آپ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا کہ جب سے میں اس عمر کو پہنچا ہوں آج تک بیٹھ کر نوافل ادا نہیں کیے۔
(نفس المصدر جلد ۲ ص ۱۷۱)

(۲۰) ————— ثواب الاعمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار اپنے گھروالوں میں مالی لحاظ سے بہت کمزور تھے لیکن دوسروں کے اخراجات کے برداشت کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے تھے حضرت فرماتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن راہ خدا میں دینار تصدق کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن خیرات میں دو گنی فضیلت ہے چونکہ جمعہ کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (ثواب الاعمال ص ۱۲۸)

(۲۱) ————— حضرت امام اور نشر علوم

مناقب ابن شہر آشوب میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔
سما عہ بن مہران اپنے صحاب سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے ہم اندر پہنچنا چاہتے تھے کہ ہم نے دروازہ کی دہلیز پر سریانی زبان میں تلاوت سنی جو در و بھری آواز میں تھی اور حضرت امام تلاوت فرما رہے تھے اور در و رہے تھے یہاں تک کہ اس آواز نے ہم میں سے بعض کو رلا دیا۔

موسیٰ بن اکیل میزی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو ہم نے عبرانی زبان میں تلاوت کی آواز سنی جب ہم اندر آئے اور حضرت سے تلاوت کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ میں مناجات ایلیا کی تلاوت کر رہا تھا کہ مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی سے تفسیر و کلام فتاویٰ احکام اور جلال و حرام کے بارے میں اتنے علوم ظاہر نہیں ہوئے جتنے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہور میں آئے۔

محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے تیس ہزار حدیثوں کے بارے میں معلومات حاصل کی حضرت امام سے روایت کرنے والے دینی رہنما اور صحابہ رسول تھے نیز نمایاں تابعین اور مسلمانوں کے بڑے بڑے فقہاء نے حضرت سے روایات کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ صحابہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری تابعین میں جابر بن یزید جعفی اور کیسان سختیاتی صاحب صوفیہ کی شخصیتیں تھیں فقہاء میں ابن مبارک نہری اور زاعی ابو حنیفہ مالک و شافعی اور زیادہ بن منذر ہندی تھے۔

مصنفوں میں طبری بلاذری سلامی اور خطیب اپنی تاریخوں میں اور موطا شرف المصطفیٰ

ابانہ حلیۃ الاولیاء سنن ابی داؤد الکافی سند ابی حنیفہ روزی ترغیب الاصفہانی بسیط الواحدی تفسیر
المقائش زنجیری معرفت اصول الحدیث اور رسالہ سمعانی میں کبھی تو یہ محمد بن مسلم کے نام سے روایت کرتے
ہیں اور کبھی اس طرح روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ حضرت کو باقر کا لقب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا جس کے بارے میں جابر بن عبد اللہ کی مشہور حدیث ہے جس کی فقہاء مدینہ و عراق
سب نے روایت کی ہے یہ مشہور حدیث حالات امام میں بیان کی جا چکی ہے۔

(۲۲) ————— ابو السعادات نے فضائل الصحابہ میں لکھا ہے کہ جب جناب امام محمد باقر علیہ السلام
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا کہ آپ
وصیت کی تکمیل کر دیں اس لیے کہ آپ کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جابر نے یہ سنا اور رونے لگے اور
عرض کیا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا یہ تو وہ عہد تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے لیا تھا
یہ بات آپ تک کیسے پہنچی تو حضرت نے ارشاد فرمایا اے جابر خدا نے ہمیں زمانہ گزشتہ اور قیامت تک
سہونے والے امور کا علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ جابر نے اپنی وصیت کو مکمل کیا اور پھر ان کی وفات ہو گئی۔

(۲۳) ————— قیس بن عیون الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہشام نے جناب زید بن علی بن الحسین
سے کہا کہ تمہارے بھائی بقرہ نے کیا کیا ہے تو جناب زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تو انہیں باقر کا نام دیا ہے اور تو انہیں بقرہ کہتا ہے یہ تو مخالفت کی بات ہوئی اور پھر انہوں نے
یہ اشعار پڑھے۔ ترجمہ اشعار

جناب باقر علم قبر میں آرام فرما رہے ہیں جو مخلوق کے امام ہیں اور جن کی پیدائش پاک
و پاکیزہ ہے ان کے بعد سوائے امام جعفر صادق کے میرا کون امام ہو سکتا ہے وہ مخلوق کے پیشوا یکتاۓ زمانہ
اور ارفع و اعلیٰ ہیں اے نیکی اور خیر والے ابو جعفر آپ امام ہیں اور آپ ہی سے کل مصیبت کے دن قیامت
میں امیدیں وابستہ ہیں۔ (عیون الاخبار از ابن فقیہ جلد ۲ ص ۱۱۲) مناقب جلد ۳ ص ۳۲

(۲۴) ————— حق کی نعمتوں کے بارے میں باز پرس

کافی میں ابو خالد کالی سے منقول ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں
حاضر ہوا تو آپ نے صبح کا ناشتہ طلب فرمایا جسے میں نے بھی آپ کے ساتھ تناول کیا وہ ایسا عمدہ کھانا تھا
کہ میں نے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے ابو خالد تمہیں کھانا
کیسا لگا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان اس سے بہتر اور صاف ستھرا کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا
اور اسی کے ساتھ میں نے کتاب الہی کی یہ آیت پڑھی ثَمَّ لَتَسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝
التکاثر آیت ۸) پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ تو حضرت امام نے فرمایا کہ تم سے حق

کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم ان کا شکر بجالائے یا نہیں۔ (کافی جلد ۲ ص ۲۸)

(۲۵) — کافی میں عمر بن بزیع سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک کالے رنگ کے پیالے میں سرکہ اور روغن زیتون تناول فرما رہے تھے کہ جس کے درمیان زرد رنگ سے قل هو اللہ احد لکھا ہوا تھا حضرت نے فرمایا بزیع قریب آؤ چنانچہ میں نے آپ کے ساتھ کھایا جب روٹی ختم ہو گئی تو حضرت امام نے شوربہ کے تین گھونٹ پیے اور بقیہ مجھے دیا جسے میں نے پیا۔ (نفس المصدر جلد ۶ ص ۲۹۸)

(۲۶) — کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیر بزرگوار کو جب کوئی سچ و غم لاحق ہوتا تو آپ غور توں اور بچوں کو جمع کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرتے تھے اور یہ سب آمین کہتے تھے۔ (کافی جلد ۲ ص ۲۸۷)

(۲۷) — کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیر بزرگوار ذکر الہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے جب بھی میں آپ کے ساتھ چلتا تو آپ کی ذکر خداوندی میں مشغولیت رہتی تھی اور جب بھی میں آپ کے ساتھ کھانا کھاتا تھا تو آپ یاد الہی میں مصروف رہتے تھے آپ لوگوں سے گفتگو فرماتے تو اس وقت بھی خدا کے ذکر سے غافل نہ ہوتے تھے میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ آپ کی زبان مبارک تالو سے لگ گئی تو اس وقت بھی زبان پر لا الہ الا اللہ کا ورد تھا حضرت فرماتے ہیں کہ پیر بزرگوار ہم سب کو جمع کر کے حکم دیتے تھے کہ ہم ذکر الہی میں مشغول ہوں یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو تلاوت کا حکم دیتے تھے جو ہم میں سے پڑھا ہوا ہوتا تھا اور جو ہم میں سے پڑھا ہوا نہ ہوتا تو اسے یاد الہی بجالانے میں مشغول رہنے کا حکم دیتے تھے۔ (نفس المصدر السابق جلد ۲ ص ۲۹۸)

(۲۸) — سنتِ امام

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام دسمہ کا خطاب کرتے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۸)

کافی میں ابوشیبہ اسدی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے خطاب لگانے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ امام حسین اور امام محمد باقر علیہ السلام سنہدی اور دسمہ کا خطاب لگاتے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۸)

کافی میں ابوبکر حفصی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں ابو علقمہ حارث بن میزہ اور ابو حسان کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو علقمہ مہندی کا خطاب لگائے ہوئے تھے اور حارث دسمہ کا اور ابو حسان نعبیر خصاب کے تھے تو ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ خدا کی رحمت آپ کے شامل حال ہو

یہ تو فرمایا کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اسی کے ساتھ ہر ایک نے اپنی اپنی دائرہ کی طرف اشارہ کیا تو حضرت امام نے فرمایا بہت عمدہ تو سب نے عرض کیا کہ کیا امام محمد باقر علیہ السلام دسمہ کا خضاب کرتے تھے تو امام نے جواب میں فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔
(المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۲)

کافی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ایک بار میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ گوند چبا رہے تھے پھر حضرت نے فرمایا اے محمد دسمہ سے دانت ہلنے لگے ہیں تو میں نے گوند چبا یا ہے تاکہ وہ مضبوط رہیں۔
(المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۲)

معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ مہندی کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔
(المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۳)

(۲۹) ————— سدید مرفی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ رخساروں کا خط بنا رہے تھے اور بخوری کے پنچے کے بال تراش رہے تھے۔
(المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۶)

حسن زیات بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہکی دائرہ ہی رکھے ہوئے تھے۔
(المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۷)

محمد بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام امام محمد باقر علیہ السلام کی ریش مبارک تراش رہا تھا تو آپ نے حجام سے فرمایا کہ اسے گول بناؤ۔
(المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۸)

(۳۰) ————— عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ہاتھی دانت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں میرے پاس بھی اس کی ایک کنگھی ہے۔ (المصدر السابق جلد ۶ ص ۲۸۹)

(۳۱) ————— ناخنوں پر مہندی لگانا

حکم بن عتیبہ سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ناخنوں پر مہندی لگا رکھی ہے اور فرمایا کہ اے حکم تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے تو میں نے عرض کیا کہ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں جب کہ حضور نے خود مہندی لگالی ہے اتنا ضرور ہے کہ ایسا کام جو ان ہی کیا کرتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا اے حکم جب ناخنوں پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں تو ان میں تغیر آجاتا ہے یہاں تک کہ وہ مردوں کے ناخنوں کی طرح ہوجاتے ہیں لہذا اسے مہندی سے بدل ڈالو۔ (الکافی جلد ۶ ص ۵۰۹)

(۳۲) ————— ابو عبیدہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ اور مدینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کا رفیق سفر ہا جب آپ حرم کی جانب تشریف لائے تو غسل فرمایا اور اپنی نعلین اتاری اور کچھ دیر کے لیے ننگے پاؤں حرم میں چلتے رہے۔
(نفس المصدر جلد ۴ ص ۳۹۸)

(۳۳) ————— محمد بن فضیل کنانی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کے گوشت

کے معرفت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ امام زین العابدین اور امام محمد باقر علیہ السلام اس گوشت کا تہائی حصہ پڑوسیوں کو اور ایک تہائی محتاجوں اور مسکینوں اور ایک تہائی اپنے اہل و عیال پر تقسیم فرماتے تھے۔

المصدر السابق جلد ۴ ص ۴۹۹

(۳۴) — امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر میں ایک فاختہ تھی ایک دن آپ نے فاختہ کو کچھ بولتے ہوئے سنا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ فاختہ کیا کہہ رہی ہے سب نے کہا ہمیں معلوم نہیں تو حضرت نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے تمہیں معدوم کر دیا میں نے تمہیں معدوم کر دیا جس پر امام نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ یہ ہمیں معدوم کرے ہم اسے ختم کر دیتے ہیں چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ اسے ذبح کر دیا جائے اور وہ ذبح کر دی گئی۔ (المصدر السابق جلد ۴ ص ۴۵۵)

(۳۵) — کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک مرد قریش کے جنازے میں شریک ہوئے میں بھی حضرت کے ساتھ تھا اور عطا بھی تھے چنانچہ ایک بیچنے والی چیخنے لگی جس پر عطا نے کہا کہ خاموش ہو جایا پھر ہم چلے جائیں وہ بیان کرتے ہیں کہ کہنے پر بھی وہ خاموش نہ ہوئی زرارہ کہتے ہیں کہ عطا لوٹ گئے اس کا ذکر میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا کہ عطا چلے گئے تو حضرت نے دریافت کیا کہ کیوں چلے گئے میں نے عرض کیا کہ ایک بیچنے والی چیخ رہی تھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ خاموش ہو جایا پھر ہم یہاں سے چلے جائیں وہ خاموش نہ ہوئی اور وہ خود واپس چلے گئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے چلو اگر ہم یہ دیکھیں کہ حق کے ساتھ باطل شامل ہو گیا تو کیا ہم حق کو بھی جھوٹ بیٹھیں اور مسلمان کا حق نہ ادا کریں زرارہ کا بیان ہے کہ جب آپ جنازے کی نماز پڑھ چکے تو مرنے والوں کے وارث نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور تشریف لے جائیں خدا آپ کو اپنی رحمت سے نوازے آپ میں شریک جنازہ ہو کر چلنے کی طاقت نہیں آپ نے سنا اور لوٹنے سے انکار فرمایا یہ دیکھ کر میں نے خدمت میں عرض کیا کہ مولائیت کے وارث نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی ہے اور میری ایک حاجت بھی ہے جس کے بارے میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں تو حضرت نے فرمایا اچھا چلو نہ تو ہم اس وارث کی اجازت سے شریک جنازہ ہوئے اور نہ ہی اس کی اجازت سے واپس جا رہے ہیں یہ تو فضل و اجر کی طلب تھی جس کے لیے ہم یہاں آئے جنازے کی جتنی بھی مشایعت کی جائے اس کا اجر ملتا ہے۔ (المصدر السابق جلد ۳ ص ۱۷۱)

(۳۶) — درجہ تسلیم و رضا

کافی میں یونس بن یعقوب سے منقول ہے کہ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے فرزند سخت بیمار ہیں اور آپ بہت زیادہ بے چین ہیں اور کسی طرح کا سکون نہیں وہ کہتے کہ ان لوگوں نے کہا کہ خدا نہ کرے اگر اس بچہ کی موت واقع ہو گئی تو ہمیں اس کا ڈر ہے کہ ہم جناب

امام سے کوئی ایسی بات دیکھیں جو مکروہ ہو چنانچہ کچھ دیر نہ گزری کہ ان لوگوں نے چیخ کی ایک آواز سنی اور دیکھا کہ حضرت امام خوش اور مسرور باہر تشریف لائے جس کی وہ صورت نہ تھی جو اس سے پہلے تھی لوگوں نے عرض کیا کہ خدا ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے ہمیں آپ کی اس حالت سے خوف تھا تو ہم نے دیکھی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی وہ کیفیت ہو جائے جو ہمارے لیے غم کا باعث ہو یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ مکروہ امر نہ واقع ہو اور جب خدا کا حکم اہم جائے تو ہماری خوشی اسی میں ہوتی ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ ص ۲۲۶)

۳۷۔۔۔۔۔ کافی میں اسحاق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کے لیے بستر بچھایا کرتا تھا اور آپ کا منتظر رہتا جب آپ بستر پر لیٹ جاتے اور سونے لگتے تھے تو میں اپنے بستر پر آجاتا تھا ایک رات آپ کو آنے میں دیر ہو گئی تو میں آپ کی تلاش میں مسجد کی طرف آیا اندر یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ اپنے آرام میں تھے میں نے دیکھا کہ پدر بزرگوار سجدہ میں ہیں اور آپ کے علاوہ مسجد میں کوئی نہیں ہے میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ بارگاہ الہی میں یوں عرض کر رہے ہیں کہ پروردگار تو پاک و پاکیزہ ہے تو ہی میرا رب ہے میں تجھے ہی سجدہ بندگی کر رہا ہوں پالنے والے میرا عمل کمزور ہے تو اسے میرے لیے دو چند کر دے اور زیادتی عطا فرما بار الہا حشر کے دن مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ اور میری توبہ کو قبول فرما تو رحیم ہے اور تو ہی توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ ص ۳۲۳)

۳۸۔۔۔۔۔ صبر جمیل کیا ہے

تہذیب الاحکام میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے سخت بیمار ہو گئے اور امام محمد باقر علیہ السلام ان کے ایک طرف تشریف فرما تھے جب بھی کوئی شخص صاحبزادے کے قریب آتا تو یہ فرماتے تھے کہ ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگانا اس سے کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ جس حالت میں ہیں اس میں زیادتی ہو جائے گی اور اگر اس حالت میں کسی نے جسم کو چھوا اور دبایا تو اس حالت کو مدد ہی ملے گی جب صاحب زادے کی رحلت ہو گئی تو حضرت امام نے ان کی آنکھیں بند کر دینے اور جہڑوں کو باندھ دینے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر ہم سب سے ارشاد فرمایا کہ ہمیں آہ و فغاں نہ کرنا چاہیئے اور جب حکم الہی آجائے اور موت واقع ہو جائے تو سوائے مرضی خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی دوسری چیز نہیں اس کے بعد آپ نے تیل منگایا اور اسے ملا اور آنکھوں میں سرمہ لگایا پھر کھانا طلب فرمایا اور دوسروں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ ہے صبر جمیل۔ پھر میت کے غسل کا حکم دیا اس کے بعد حضرت نے صوف کی ردا اور چادر پہنی اور صوف ہی کا عمامہ سر پہ رکھا اور باہر آ کر نماز

میت پڑھی۔

رتہذیب الاحکام جلد ۱ ص ۲۸۹

(۳۹) ————— کافی میں ابو عبیدہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ اکثر سفر میں رہا اور میں ہمیشہ رکاب تھا مٹا تھا پھر آپ سوار ہوتے تھے جب ہم روانہ ہونے لگتے تھے تو حضرت امام کا یہ طریقہ تھا کہ آپ وہاں ناواقف موجود لوگوں کو بھی سلام کرتے مزاج پرپی اور دریافت احوال فرماتے تھے اور مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتے تھے اور جب کسی منزل پر اترتے تو سلام کرتے اور حالات کے بارے میں استفسار فرماتے تھے ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ آپ تو وہ عجیب عمل بجا لاتے ہیں جو کوئی نہیں کرتا تو حضرت نے ارشاد فرمایا تمہیں مصافحہ کے بارے میں معلوم نہیں کہ جب دو مومن آپس میں ملیں اور ایک ساتھی دوسرے سے مصافحہ کرے تو ان دونوں کے سارے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں اور خداوند عالم ان پر اس وقت تک رحمت کی نظر فرماتا ہے جب تک ایک دوسرے سے جدا ہوں۔ (الکافی جلد ۲ ص ۱۷۹)

(۴۰) ————— امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن پیر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت نے اہل مدینہ کے محتاجوں اور فقیروں میں آٹھ ہزار دینار تقسیم فرما دیئے اور گیارہ غلام آزاد کر دیئے۔

(۴۱) ————— قلب انسانی پر قرآن مجید کے اثرات

کافی میں ابان بن میمون قناب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھو تو میں نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں تو ارشاد فرمایا کہ قرآن کے نویں سورے کی تلاوت کرو جس میں اس سورہ کی تلاوت شروع کی تو حضرت نے فرمایا کہ سورہ یونس پڑھو چنانچہ جب میں نے یہ آیت تلاوت کی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَسَنُ وَالْكَافِرُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَةُ“ کے لیے بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور نہ ان کے چہروں پر کالک لگی ہوئی ہوگی اور نہ انہیں ذلت ہوگی، تو امام نے فرمایا بس کافی ہے۔ سنو کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میں قرآن پڑھتا ہوں تو میں بوڑھا کیوں نہیں ہوجاتا۔ (کافی جلد ۲ ص ۶۳۲)

بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ سورہ یونس اس بنا پر نواں سورہ ہے کہ سورہ بقرہ کو پہلا سورہ شمار کیا جائے۔ (آیت نمبر ۲۶)

(۴۲) ————— کافی میں ابوالجوارود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں تم سے کسی مسئلہ میں گفتگو کروں تو تم مجھ سے اس کے کتاب الہی میں ہونے کے بارے میں پوچھ لیا کرو پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے قیل وقال، نسا دمال اور سوال کرنے میں زیادتی سے منع فرمایا ہے جس پر حاضرین

نے دریافت کیا کہ فرزند رسول اس کی ممانعت کا ذکر کتاب اللہ میں کہاں آیا ہے تو امام نے فرمایا کہ خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے لَا تَنْتَوُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا (سورہ نساء آیت ۵) اور اپنے وہ مال جن پر خدا نے تمہاری گزران قرار دی ہے بے وقوفوں کو نہ دے بیٹھو لَا تَسْأَلُوْهُ عَنْ اَنْشِيَآءٍ اِنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْوِئَةٌ كُمْ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۱) ایسی چیزوں کے بارے میں (رسول سے) نہ پوچھا کرو کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں۔
(کافی جلد ۶ ص ۶۰)

۴۳۔ امام کا غلاموں کے کام میں ہاتھ بٹانا

کتاب الزہد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسالتناصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خط میں تحریر تھا کہ جب تم اپنے زر خرید لوٹدی غلاموں سے کوئی کام لو اور وہ کام ان کے لیے دشوار ہو تو تم بھی ان کے ساتھ مل کر کام کرو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار انہیں کسی کام کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ تم جیسے چلو اور صورت یہ تھی کہ حضرت یہ ملاحظہ فرماتے تھے کہ اگر مشکل اور بھاری کام ہے تو بسم اللہ کہہ کر ان کے ساتھ کام میں لگ جاتے تھے اور اگر وہ کام سہل اور آسان ہوتا تو ان سے علیحدہ رہتے اور اس کام کو انہی پر چھوڑ دیتے تھے۔
(کتاب الزہد باب بیان مملوک)

۴۴۔ امامی جناب شیخ حسین شقیق البلیغی سے منقول ہے کہ ایک کہنے والے نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور آج آپ کی صبح کیسی ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا کی نعمتوں میں غرق اور گناہوں کے زیادہ ہونے میں ہم نے صبح کی ہے ہمارا خدا اپنی نعمتوں سے ہماری طرف محبت کی نظر کرتا ہے تو ہم بھی اس کے گناہوں سے دور رہیں اور نصرت کریں ہم اس کے محتاج ہیں اور اسے ہماری ضرورت نہیں اور وہ بے نیاز ہے۔
(امالی ابن الشیخ طوسی ص ۵۸)

۴۵۔ کافی میں عبد اللہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پنیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کیسی چیز ہے تو فرمایا کہ تم نے اس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھا جو مجھے پسند ہے چنانچہ حضرت نے اسی وقت غلام کو ایک درہم دیا اور فرمایا جاؤ ہمارے لیے پنیر خرید لاؤ آپ نے ناشتہ طلب فرمایا تو میں نے بھی ساتھ میں ناشتہ کیا اتنے میں غلام پنیر لے آیا تو حضرت نے اُسے تناول فرمایا اور میں نے بھی کھایا۔
(کافی جلد ۶ ص ۳۳۹)

غسل جنابت میت

۴۶

کافی میں محمد بن سلیمان دیلمی کے والد سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ عبداللہ بن قیس مامراہام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ بتائیے کہ مردے کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بارے میں میں تجھے نہیں بتاؤں گا جتنا بچہ ابن قیس مامردہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور ایک شیعہ سے ملا اور کہنے لگا کہ اے علیؑ کے شیعو تمہارے بارے میں مجھے تعجب و حیرت ہے کہ تم اس شخص سے محبت کرتے ہو اور اس کی اطاعت سجا لاتے ہو کہ اگر وہ تمہیں اپنی عبادت کے لیے بلائے تو یقیناً تم اس کی طرف چلے جاؤ گے جس سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد عبداللہ بن قیس پھر خدمت امام میں حاضر ہوا اور اس نے وہی سوال دہرایا جس پر پھر حضرت نے یہی فرمایا کہ میں تجھے نہیں بتاؤں گا۔ عبداللہ چلا گیا اور اس نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ شیعوں کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ رہ کر اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو اور مجھ سے اپنی بیزاری دکھاؤ اور میری بے لٹی کرتے رہو جب حج کا زمانہ آئے تو تم میرے پاس آنا میں تمہارے ہر مقصد کو پورا کروں گا اور جو چاہو گے وہ دوں گا اور تم ان شیعوں سے کہنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں چلیں جب تم ان کی خدمت میں حاضر ہو تو ان سے میت کے بارے میں دریافت کرنا کہ اُسے غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے۔

وہ یہ سب کچھ سن کر شیعوں کے پاس چلا گیا اور موسم حج تک ان کے ساتھ رہا اور ان کے دین کو سمجھتا رہا اور اُسے قبول کر لیا اور ابن قیس کی بات کو اس خوف سے دل میں چھپاتے رہا کہ کہیں حج سے محروم نہ ہو جائے جب حج کے دن آئے تو وہ شخص ابن قیس کے پاس آیا تو اس نے اسے بطور ہمدردی عطیہ و بخشش کی وہ چلا گیا اور جب مدینہ آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم اسی جگہ ٹھہرو ہم حضرت امام سے تمہارا ذکر کریں گے اور درخواست کریں گے کہ تمہیں حاضری کی اجازت مل جائے۔

جب یہ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے تم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا تو وہ کہنے لگے کہ حضور ہمیں تو اس کا پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کیا نا انصافی کی ہم تو اس بات کو سمجھے ہی نہیں تو حضرت نے انہی میں سے ایک شخص کو بھیج کر اُسے بلوایا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُسے خوش آمدید کہا اور فرمایا یہ بتاؤ کہ تم آج کے دن کو اس سے پیسے کے مقابلہ میں کیسا پاتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں تو کوئی فرق محسوس نہیں کرتا تو امام نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن تمہاری پچھلی عبادت آج کی عبادت سے زیادہ سہل اور آسان تھی اس لیے

کہ حق بھاری ہوتا ہے اور شیطان ہمارے شیعوں پر تعنات ہے جس کا سبب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں نے اپنے نفسوں کو اس لیے رکھ چھوڑا ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ابن قیس نے تم سے کیا کیا کہا ہے اور ان تمام باتوں کی اطلاع دیئے دیتا ہوں جو کچھ اُس نے تمہیں بتائی ہیں۔ اگرچہ ہو تو سب باتیں کہہ دوں اور اگر تم انہیں چھپانا چاہتے ہو تو یہی ہوتی ہے۔ سنو کہ خداوند عالم نے کچھ پیدا کرنے والے خلق فرمائے ہیں جب خدا نے چاہا کہ وہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے وہ مٹی اٹھائی جس کا اس نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ **”مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَفِيهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى“** (سورہ طہ آیت ۵۵) ہم نے اس مٹی سے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیں گے اور پھر ہم دوبارہ اسی سے تمہیں باہر نکالیں گے) تو نطفہ اسی مٹی میں گوندھا گیا جس سے اس نے پیدا کیا اور چالیس دن تک اسے رحم میں ٹھہرایا جب چالیس دن پورے ہو جاتے ہیں تو وہ ذمہ دار فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بار الہا تو اسے کیا بنانا چاہتا ہے تو اس کی مشیت میں لڑکا یا لڑکی سفید و سیاہ جو بھی ہوتا ہے اس کا حکم کرتا ہے جب روح بدن سے نکل جاتی ہے تو بعینہ وہ نطفہ جسم سے نکل جاتا ہے جس طرح کہ پیدائش کے وقت ڈالا گیا تھا خواہ مرنے والا بچہ ہو یا بوڑھا مرد ہو یا عورت اسی لیے تو میت کو غسل جنابت دیا جاتا ہے یہ سُن کر وہ شخص کہنے لگا کہ فرزند رسول خدا کی قسم میں ابن قیس ماہر کو یہ سب کچھ بھی نہ بتاؤں گا جس پر حضرت امام نے فرمایا یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ (نفس المصدا حلد ۳ ص ۱۶۱)

۸۶

Presented By: <https://jafrilibrary.com>

ساتواں باب

معجزات امام ۳ اور سفر شام

السید بن طاووس علیہ الرحمۃ نے کتاب امان الاخطار میں دلائل الامامۃ محمد بن جریر طبری سے نقل کرتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات کے سلسلے میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک سال ہشام بن عبد الملک بن مروان حج کے لیے آیا اور اسی سال امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام بھی حج کے لیے آئے تھے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے حمد الہی کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اُس خدا کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے سے ہمیں عزت و عظمت عطا فرمائی ہم تمام مخلوق میں اس کے برگزیدہ اور روئے زمین پر اس کے خلفا رہیں جس نے ہماری پیروی کی وہ نیک بخت اور سعید رہا اور جس نے ہم سے دشمنی کی اور ہمارا مقابل رہا وہ شقی اور بد بخت ہے۔

مسلم نے جو کچھ حضرت امام سے سنا تھا اپنے بھائی ہشام سے بیان کر دیا لیکن اس وقت تو وہ ہم سے کچھ نہ بولا حج کے بعد وہ دمشق چلا گیا اور ہم مدینہ واپس آ گئے وہاں پہنچ کر اس نے حاکم مدینہ کے پاس اپنے قاصد کو خط دیکر روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ میرے پدر بزرگوار اور ان کے ہمراہ مجھے دمشق روانہ کر دے چنانچہ ہم مدینہ سے نکالے گئے اور جب دمشق میں پہنچے تو اُس نے تین دن تک ہمیں روکے رکھا پھر چوتھے روز ہمیں اس کے دربار میں آنے کی اجازت ملی جب ہم داخل ہوئے تو ہشام تخت شاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے مخصوص لشکر کے آدمی اور خواص اسلحہ باندھے ہوئے اس کے پاس خاموش کھڑے تھے اور اس کے سامنے تیر اندازی کا ایک نشان کھڑا ہوا تھا جس پر اُس کے آدمی تیر مار رہے تھے جب ہم داخل ہوئے تو میرے پدر بزرگوار آگے آ گئے تھے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ ہشام کہنے لگا کہ اے محمد تم بھی ان کے ساتھ تیر مارو تو حضرت امام نے فرمایا مجھے معاف رکھو میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ہشام نے کہا

کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے ہمیں اپنے دین اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزت عطا کی میں معافی نہیں دوں گا۔ اس کے بعد اس نے بنی امیہ کے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کو اپنی کمان دے چنانچہ جناب امام نے تیر کو لیا اور اسے کمان کے بیچ میں رکھا پھر اسے کھینچا اور نشان کے درمیان میں تیر کو پیوست کر دیا پھر دوسرا تیر مارا جو پہلے تیر کے پیکان پر بیٹھا یہاں تک کہ پے در پے آپ نے نو تیر چلائے کلاک تیر دوسرے کے پیکان میں بیٹھتا تھا یہ دیکھ کر ہشام پریشان ہو گیا اس لیے کہ اس کی غرض تو آپ کی منفعت تھی اور یہاں معاملہ دوسرا ہو گیا وہ اور کچھ تو نہ کہہ سکا صرف اتنا بولا کہ اے ابو جعفر! آپ تو عرب و عجم میں بہترین تیر انداز ہیں آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں پھر ہشام کو اپنے کہے پر مذمت ہوئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے اپنے دور حکومت میں میرے پدر بزرگوار سے پہلے اوسان کے بعد کسی کو کینیت سے نہیں پکارا تھا چنانچہ وہ سر جھکائے فکری انداز میں زمین کی طرف نظریں جمائے رہا اور میں اور میرے پدر بزرگوار اس کے سامنے کھڑے رہے جب کھڑے کھڑے دیر ہو گئی تو میرے پدر بزرگوار کو اس کے اس طرز عمل پر غصہ آیا اور آپ کی یہ عادت تھی کہ جب غصہ آتا تھا تو غصہ کی نظر سے آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ دیکھنے والا آپ کے چہرہ سے غصہ کا اندازہ کر لیتا تھا جب ہشام نے پدر بزرگوار کی یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا کہ اے محمد آپ میرے پاس تخت کے قریب تشریف لائیے چنانچہ حضرت تخت کے قریب ہوئے اور میں آپ کے پیچھے تھا جب آپ ہشام کے قریب آ گئے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو گیا اور آپ کو گلے لگایا اور اپنی داہنی طرف بٹھایا پھر مجھ سے گلے ملا اور مجھے پدر بزرگوار کی دائیں جانب بٹھایا پھر میرے پدر بزرگوار کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد قریش عرب و عجم پر آپ کی وجہ سے فخر کرتے رہیں گے جب تک آپ جیسی ہستی موجود رہے گی۔ یہ تو فرمایئے کہ آپ نے تیر اندازی کا یہ فن کس سے سیکھا اور کتنی مدت میں؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ فن اہل مدینہ میں عام ہے اور میں بھی بچپن میں اس سے شغل رکھتا تھا پھر میں نے اسے چھوڑ دیا اب جب کہ تم نے اس کی خواہش کی تو میں نے اسے پھر اختیار کیا جس پر ہشام کہنے لگا کہ میں نے ایسی تیر اندازی کبھی نہیں دیکھی اور میرا تو یہ خیال ہے کہ روئے زمین پر آپ کی طرح کا کوئی تیر انداز نہ ہو گا کیا آپ کی طرح آپ کے فرزند جعفر بھی تیر اندازی کرتے ہیں تو حضرت امام نے فرمایا کہ ہم تو کمالات کے وارث ہیں جو خداوند عالم نے انھواریے ایہ مبارکہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائے جس میں ارشاد ہوا کہ **الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا** (سورہ مائدہ آیت ۳) آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اور زمین اس ہستی سے خالی نہیں رہتی جو ان امور کی تکمیل کرے جن سے ہمارے علاوہ ہر آدمی قاصر رہتا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہشام نے میرے پدر بزرگوار کی یہ باتیں سنیں تو اس کی آنکھ

کا ڈول بدل دیا گیا اور سرخ ہو گئی اور چہرہ متمتھا گیا اور یہ اس کے غصہ کی علامت تھی اس کے بعد وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور سر اٹھایا تو میرے پردہ بزد گوار سے کہنے لگا کیا ہماری اور تمہاری نسبت ایک نہیں ہے کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ہاں ہے تو ایسا ہی لیکن خداوند عالم نے ہمیں اپنے خفیہ راز اور اپنے خاص علم سے خصوصیت عطا فرمائی ہے جس سے ہمارے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص نہیں ہوا۔ ہشام کہنے لگا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاندان عبد مناف میں سے تمام سرخ و سیاہ و سفید کی طرف مبعوث فرمایا ہے لہذا یہ ورثہ تمہارے لیے کہاں سے مخصوص ہو گیا کہ جس میں تمہارے سوا کسی دوسرے کا حق نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تمام دنیا کے لیے نبی بھیجے گئے ہیں خداوند عالم تو ارشاد فرماتا ہے کہ

”وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ (سورہ آل عمران آیت ۱۸۰) اے آسمان و زمین کی وراثت و بادشاہت خدا ہی کے لیے ہے (تو پھر آپ اس علم کے وارث کہاں سے ٹھہر گئے؟ نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ آپ نبی ہیں حضرت امام نے جواب دیا کہ خدا نے ہمیں اپنے خاص علم سے اس طرح مخصوص فرمایا ہے کہ اس نے اپنے نبی پر وہی بھیجی اور یوں ارشاد فرمایا کہ ”لَا تَحْزَنْ لِهٰذَا لِهٰذَا لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ“ (سورہ القیامتہ آیت ۱۶) اے رسول (وحی کے جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو) جس نے ہمارے غیر کے لیے وحی کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہیں دی تو اسے خدا نے حکم دیا کہ وہ ہمارے غیر کو چھوڑ کر سارے علم سے ہمیں مخصوص کریں اسی وجہ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو تمام علوم و اسرار سے مخصوص فرمایا اور دوسرے اصحاب کو ان سے آگاہ نہ کیا چنانچہ قرآن مجید میں یہ ارشاد ہوا۔

”وَتَعِيَهَا اُذُنٰی“ (سورہ الحاقۃ آیت ۱۲) اور (ہم نے) ایسے یاد رکھنے والے کان عطا کیے تاکہ وہ دُسن کو یاد رکھیں۔ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے خداوند عالم سے سوال کیا ہے کہ اے علی وہ تمہارے کانوں کو ایسا ہی بنا دے اسی لیے تو امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کوفہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے اور ہر باب سے میرے لیے ہزار ابواب کھل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو اپنے خفیہ رازوں سے مخصوص فرمایا تھا جس کی بنا پر وہ خدا کی تمام مخلوق میں افضل قرار پاتے ہیں تو جس طرح خدا نے اپنے نبی کو خصوصیت بخشی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کو اپنے رازوں سے مخصوص فرمادیا اور کسی دوسرے کو اس کا اہل نہیں سمجھا یہاں تک کہ یہ مخفی علوم ہماری طرف منتقل ہوئے اور ہم ان کے وارث قرار پائے۔

ہشام کہنے لگا کہ حضرت علیؑ تو علم غیب کا بھی دعویٰ کرتے تھے حالانکہ خدا نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک نہیں کیا پھر انہوں نے یہ دعویٰ کیسے کر لیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے جواب دیا کہ خدا نے اپنے نبی پر وہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں گزشتہ اور قیامت تک آنے والی ہر چیز کا علم موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہوا **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ** (سورہ النحل آیت ۸۹) اور ہم نے تم پر کتاب نازل کی جس پر ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و خوش خبری ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ **وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي دَسَائِرِ قَبْلِينَ** (سورہ یسین آیت ۱۲) ہم نے ہر چیز کو ایک مرتبہ درویش پیشوا میں گھیر دیا ہے اور یوں بھی ارشاد فرمایا کہ **وَمَا فَزَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ** (سورہ الانعام آیت ۳۸) ہم نے کتاب میں کوئی بات فرو گذاشت نہیں کی ہے اور خدا نے اپنے نبی کو وحی کی کہ جو جو غیب کے اسرار ان پر آشکار کر دیئے گئے ہیں وہ سب علیؑ (علیہ السلام) کو بتادیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ ان کے بعد قرآن کو جمع کریں اور ان کے غسل و تدفین و تکفین میں وراثت کو انجام دیں جب کہ کوئی اور دوسرا موجود نہ ہو اور اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم پر اور میرے اہل پر حرام ہے کہ میرے بھائی علیؑ (علیہ السلام) کے علاوہ میرے ستر کو دیکھیں اس لیے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جو میرے لیے ہے وہ علیؑ کے لیے ہے اور جو ان پر لازم ہے وہی مجھ پر لازم ہے وہ میرا قرض ادا کرنے والے ہیں اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں پھر اصحاب سے فرمایا کہ میرے بعد علیؑ منافقوں سے تاویل قرآن پر اسی طرح قتال کریں گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر کافروں سے قتال کیا اور سوائے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کسی یاس مکمل تاویل قرآن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ علم قضا کے عالم علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں یعنی وہ تمہارے قاضی ہیں۔

جناب **ابن الخطاب** فرمایا کرتے تھے اگر علی نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا یہ جناب عمرؓ کی خدمت علیؑ کے علم پر گواہی تھی اور ان کے خیر سے انکار تھا۔

یہ سب کچھ سننے کے بعد ہشام نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر سر کو اٹھا کر بولا کہ آپ کی جو حاجت ہو بیان فرمائیے تو حضرت امام نے فرمایا کہ میرے پیچھے میرے اہل خانہ یہاں آنے سے خوف زدہ ہیں لہذا واپسی کی اجازت دی جائے تو ہشام کہنے لگا کہ خدا ان کی طرف آپ کی واپسی سے ان کی پریشانی کو دور کرے آپ زیادہ دیر نہ ٹھہریں اور آج ہی تشریف لے جائیں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پدر بزرگوار نے اس سے معاف فرمایا اور دعا دی اور میں نے بھی پدر بزرگوار کی طرف عمل کیا پھر حضرت کھڑے ہو گئے اور میں بھی ساتھ کھڑا ہوا جب ہم دروازے کی طرف آئے تو دیکھا کہ میدان میں لوگوں کا

بڑا مجمع ہے پدر بزرگوار نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو دربان نے کہا کہ یہ پادری اور راہب ہیں اور یہ ان کا ایک بڑا عالم ہے جو سال میں ایک دن ان کے پاس آتا ہے یہ لوگ اس سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور وہ انہیں جوابات دیتا ہے یہ سن کر حضرت امام نے اپنے چہرہ کو ردائے دامن سے چھپایا تاکہ کوئی شناخت نہ کرے اور میں نے بھی اسی طرح کیا چنانچہ وہاں جا کر آپ ان کی جماعت میں بیٹھ گئے اور میں آپ سے پیچھے بیٹھا اس کی اطلاع ہشام کو ہوئی تو اس نے اپنے کچھ غلاموں کو حکم دیا کہ وہاں جائیں اور دیکھیں کہ امام کیا کرتے ہیں وہاں مسلمانوں کی بھی ایک تعداد جمع ہو گئی اور وہ ہمارے چاروں طرف بیٹھ گئے اتنے میں وہ نصرانی عالم آیا جو اتنا بوڑھا تھا کہ اس نے بھنوں کو ایک زرد ریشمی کپڑے سے باندھ رکھا تھا ہم درمیان میں بیٹھے جب وہ عالم آیا تو سارے پادری اور راہب اس کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور صدر مجلس میں بیٹھا یا اور اس کے اصحاب اس کے چاروں طرف تھے اور میرے پدر بزرگوار اور میں ان لوگوں کے درمیان میں۔ اس عالم نے مجمع پر ایک نظر ڈالی اور میرے پدر بزرگوار سے کہنے لگا کہ کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں امت مرحومہ میں سے ہوں جس پر وہ نصرانی عالم کہنے لگا کہ کیا آپ اس امت کے علماء میں سے ہیں یا ان کے جاہلوں میں سے؟ تو حضرت نے جواب دیا کہ میں ان جاہلوں میں سے نہیں ہوں، یہ جوابات سن کر وہ پریشان ہو گیا۔

پھر بولا کہ میں آپ سے کچھ سوال کروں گا تو حضرت نے فرمایا کہ جو پوچھنا ہے پوچھو وہ بولا کہ آپ لوگ یہ کیسے کہتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن پیشاب پاخانہ نہ کریں گے۔ دنیا میں کوئی ایسی مثال بتائیے تو حضرت نے فرمایا کہ بچہ شکم مادر میں کھاتا ہے لیکن پیشاب پاخانہ نہیں کرتا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نصرانی عالم سخت پریشان ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس امت کے علماء میں سے نہیں ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں یہ گفتگو ہشام کے ساتھی سن رہے تھے اب وہ عالم نصرانی کہنے لگا کہ میں آپ سے ایک اور سوال کرنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا سوال کر اس نے کہا کہ آپ کا یہ کیسا دعویٰ ہے کہ جنت کے میوے ہمیشہ تروتازہ ہی رہیں گے اور کبھی کم نہ ہوں گے اس کی کیا دلیل ہے تو فرمایا کہ مٹی تروتازہ رہتی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتی یہ سن کر وہ پھر سخت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس امت کے علماء میں سے نہیں ہوں تو امام نے فرمایا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ میں امت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں نصرانی کہنے لگا کہ ایک سوال اور ہے تو امام نے فرمایا پوچھو تو بولا وہ کون سا وقت ہے جو نہ رات میں شامل ہے اور نہ دن میں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ ساعت صبح طلوع آفتاب کے درمیان ہے جس میں بیمار سکون پاتے ہیں اور جنہیں نیند نہ آئی ہو وہ بھی سو جاتے ہیں اور غش میں

پڑے ہوئے لوگوں کو افاتہ ہو جاتا ہے خدا نے اس وقت کو دنیا سے رغبت رکھنے والوں کے لیے رغبت بنایا ہے اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والوں کے لیے یہ وقت ایک کھلی دلیل ہے اور سرکش منکروں پر یہ وقت ایک حجت ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نصرانی عالم پیچ پڑا اور بولا کہ ایک مسئلہ اور باقی ہے خدا کی قسم میں وہ سوال کروں گا کہ آپ کبھی اس کا جواب نہ دے سکیں گے امام نے فرمایا وہ بھی پوچھ لو اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی قسم میں جھوٹے ثابت ہو گے تو نصرانی کہنے لگا کہ ان دو ساتھ پیدا ہونے والے آدمیوں کے بارے میں بتائیے جو ایک ہی دن پیدا ہوئے اور ایک ہی دن مرے اس دنیا میں ایک کی عمر پچاس سال ہوئی اور دوسرے کی ایک سو پچاس سال۔ فرمایئے کہ یہ دو شخص کون تھے تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ دونوں عزیر اور عزیرہ تھے دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے جب یہ دونوں پچیس سال کی عمر کو پہنچے تو عزیر بنی اپنے گدھے پر سوار ہو کر انطاکیہ کے ایک گاؤں میں سے گزرے وہ بستی ایسی اجڑی پڑی تھی کہ اپنی چھتوں پر گدھے کر گر پڑی تھی تو عزیر بنی نے کہا کہ خدا اس بستی کو اس کی تباہی کے بعد کس طرح زندہ کرے گا جسے قرآن مجید میں یوں فرمایا گیا ہے۔ اَنۡتَ یٰحٰی ۨ هٰذَا اللّٰهُ بَعْدَ مَوۡتِہَا سورہ البقرہ آیت ۲۵۹ حالانکہ وہ خدا کے منتخب بندے تھے اور خدا نے انہیں ہدایت بھی کر دی تھی جب انہوں نے ایسی بات کہی تو خدا ان پر غضبناک ہوا اور ایک سو سال تک انہیں مردہ رکھا جو ان کے اس کہنے پر خدا کی ناراضگی کی وجہ سے تھا اور پھر انہیں زندہ کر دیا اور وہ گدھا بھی زندہ ہوا جو ان کے ساتھ مرجھا تھا ان کا کھانا وغیرہ بھی جوں کا توں تھا جب جناب عزیر گھر کی طرف لوٹے تو ان کے بھائی عزیرہ نے انہیں نہ پہچانا اور مہمانی کی درخواست کی چنانچہ یہ ان کے مہمان رہے عزیرہ کے بیٹے پوتے ان کے پاس آئے جو بوڑھے ہو چکے تھے اور عزیرہ پچیس سال کے جوان تھے چنانچہ عزیرہ اپنے بھائی اور بیٹے کو یاد دلاتے رہے جو بوڑھے ہو چکے تھے ان لوگوں نے کہا کہ یہ باتیں تمہیں کیسے معلوم ہیں جب کہ برسوں کی طویل مدت گزر چکی ہے عزیرہ جو ایک سو پچیس سال کے بوڑھے تھے کہنے لگے کہ میں نے آج تک پچیس سال کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو ان واقعات کو تم سے زیادہ جانتا ہو جو میرے اور میرے بھائی عزیرہ کے درمیان ہوئے یہ بتاؤ کہ تم اہل آسمان سے ہو یا زمین کے رہنے والوں میں سے؟ تو عزیرہ کہنے لگے کہ اے عزیرہ میں عزیرہ ہوں خدا مجھ سے میرے اس قول پر ناراض ہوا جو میں نے کہا تھا جب کہ اس نے مجھے اپنا بنی منتخب کیا اور مجھے ہدایت بھی دی نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے سو سال تک مجھے مردہ رکھا پھر دوبارہ زندگی عطا کی تاکہ اس کا یقین بڑھے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے یہ تو دیکھو یہ میرا گدھا ہے اور یہ میرے کہنے والے ہیں کہ انہیں کا سامان ہے جو جاتے وقت میں اپنے ساتھ لے گیا تھا خدا نے اسے بھی ویسے کا ویسا ہی لوٹا دیا چنانچہ

انہیں ان باتوں سے یقین آگیا اور عزیر نے ان میں پچیس سال زندگی گزار دی پھر ایک ہی دن میں انہوں نے اور ان کے بھائی عزیر نے دنیا سے کوچ کیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ کس کردہ عالم اور تمام نصرانی کھڑے ہو گئے اور وہ عالم ان سے کہنے لگا کہ تم ایسے شخص کو میرے پاس لے آئے جو مجھ سے بہت زیادہ عالم ہے اور تم نے اسے اپنے ساتھ بٹھالیا اس نے تو میری توہین اور بے عزتی کر دی اور میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے علوم کا احاطہ کر لیا ہے اور ان کے پاس وہ سب کچھ ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے خدا کی قسم میں اب کچھ نہ بولوں گا اور ایک سال بھی زندہ رہا تو گوشہ میں بیٹھا رہوں گا۔ آخر کار سب لوگ منتشر ہو گئے لیکن میرے پیر بزرگوار اپنی جگہ پر تشریف فرما رہے اور میں بھی بیٹھا رہا اور یہ خبر ہشام تک پہنچ گئی۔

جب سب لوگ چلے گئے تو پیر بزرگوار کھڑے ہوئے اور اس مقام کی طرف چلے جہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتنے میں ہشام کا قاصد خطیہ کے ساتھ آیا اور کہنے لگا کہ اسی وقت مدینہ کی جانب چلے جائیں اور یہاں نہ آئیں اس لیے کہ لوگوں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور اس بارے میں چہ میگوئیاں جاری ہیں جو میرے پیر بزرگوار اور نصرانی عالم کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ چنانچہ ہم سواریوں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہماری روانگی سے پہلے ہشام نے قاصد کے ذریعے حاکم مدینہ کو لکھ بھیجا کہ ابو تراب یہ دونوں نرزند محمد بن علیؑ اور جعفر بن محمدؑ (معاذ اللہ) جا دو گراور جھوٹے ہیں (بلکہ ہشام بد بخت خود ہی ملعون تھا) اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں یہ میرے پاس آئے تھے جب میں نے انہیں مدینہ جانے کا حکم دیا تو یہ نصرانی کافروں کے پادریوں اور راہبوں کی جانب مائل ہو گئے اور انہوں نے ظاہر میں اپنے دین کو دکھایا اور یہ دونوں اسلام سے کفر میں دین نصاریٰ کی طرف چلے گئے اور عیسائیت میں ان کے قریب آ گئے ہیں یہ پسند نہیں کرتا کہ انہیں سزا دوں لہذا تم میرا یہ خط پڑھتے ہی لوگوں میں منادی کر دو کہ میں ان لوگوں سے بری الزمہ ہوں جو ان دونوں سے لین دین کریں یا مصافحہ کریں یا انہیں سلام کریں اس لیے کہ یہ دونوں اسلام سے پھر گئے ہیں مناسب یہ ہے کہ انہیں اور ان کی سواری کے جانوروں اور ان کے غلاموں اور ان سب کو جو ان کے ساتھ ہوں قتل کر دیا جائے۔

جب ہم شہر مدینہ کے قریب پہنچے تو میرے پیر بزرگوار نے غلاموں کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ ہمارے لیے جائے قیام کی تلاش کریں اور ہمارے جانوروں کے لیے چارے کا انتظام کریں اور ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کریں جب ہمارے غلام شہر کے دروازے کے قریب آئے تو لوگوں نے دروازہ بند کر دیا اور ہمارے لیے برے الفاظ کہنے لگے اور حضرت امیر المومنین علیؑ کی شان میں گستاخیاں کیں اور بولے کہ تمہارے لیے ہمارے یہاں رہائش کی کوئی جگہ نہیں اور نہ تم سے ہماری کوئی خرید و فروخت ہوگی اسے کافراؤں کو

اور اے مرتد لوگو اور جھوٹ بولنے والو اور اے بدترین خلقِ رماذ الشکان کھول کر من لو۔ ہمارے غلام وہیں رکے رہے یہاں تک کہ ہم بھی پہنچ گئے تو میرے پدر بزرگوار نے ان لوگوں سے نرم انداز میں بات کی اور فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور تند خوئی اختیار نہ کرو ہم دیسے نہیں جیسی کہ تمہیں اطلاعات ملی ہیں اور تم ہمیں جیسا سمجھتے ہو ہم وہ نہیں لہذا ہماری بات سنو چلو تم یہی فرض کر لو جو تم کہتے ہو لیکن ہمارے لیے دروازہ تو کھول دو ہم سے خرید و فروخت کرو جیسا کہ تم یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں سے لین دین کرتے ہو تو وہ لوگ کہنے لگے کہ تم ان سے بھی بدتر ہو اس لیے کہ وہ لوگ جزیہ تو دیتے ہیں اور تم تو یہ بھی نہیں دیتے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے ان سے فرمایا کہ دروازہ تو کھولو ہم سے جزیہ لے لینا جیسے کہ تم یہود و نصاریٰ سے لیتے ہو وہ کہنے لگے کہ ہم دروازہ نہ کھولیں گے اور تمہاری کوئی عزت و توقیر نہیں یہاں تک کہ تم اپنی سواریوں پر بیٹھے ہوئے بھوکے اور پیاسے مر جاؤ یہ جانور جو تمہارے پیچھے ہیں سب کے سب ہلاک ہو جائیں پدر بزرگوار کے اس وعظ و نصیحت سے ان میں نافرمانی اور مزید سرکشی آگئی پدر بزرگوار زمین سے اترے اور مجھ سے فرمایا اے جعفر تم یہیں رہو پھر آپ پہاڑ پر چڑھے جو شہر سے نظر آتا تھا اور مدین والے دیکھ رہے تھے کہ اب آپ کیا کرتے ہیں جب حضرت پہاڑ کی بلندی پر پہنچ گئے تو شہر کی طرف اپنا رخ کیا پھر کانٹوں میں انگلیاں دے کر بلند آواز میں ان آیتوں کی تلاوت فرمائی ”وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخْلَاهُمْ شُعَيْبًا مَّا بَقِيَتْهُ الشَّيْءُ خَيْرٌ لِّكَمَّ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ مِّنْهُنَّ“ (سورہ ہود آیت نمبر ۸۴ تا ۸۶) اور ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ تا۔ اگر تم سچے ہو تو من ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔ خدا کی قسم ہم خدا کی زمین پر اس کے بقیہ ہیں چنانچہ خداوند عالم نے کالی اور تاریک اندھی کو حکم دیا اور وہ چل پڑی اور میرے پدر بزرگوار کی آواز کو مردوں عورتوں اور بچوں کے کانوں تک پہنچا دیا۔ کوئی مرد عورت اور بچہ ایسا نہ رہا تھا جو اپنی اپنی چھت پر نہ چڑھ گیا ہو اور میرے پدر بزرگوار ان پر نظر ڈال رہے تھے تو مدین والوں میں سے ایک بہت بوڑھا شخص نکلا جس نے پہاڑ پر پدر بزرگوار کی جانب نظر کی اور بلند آواز میں پکارا کہ اے مدین والو خدا سے ڈرو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بزرگ اس جگہ پر کھڑے ہیں جہاں حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو بددعا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے اگر تم نے ان کیلئے شہر کا دروازہ نہ کھولا اور عزت کے ساتھ تم نے انہیں پیچھے نہ اتارا تو یاد رکھو کہ خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ مجھے تمہارے بارے میں ڈر لا حتی ہے یہ سمجھ لو کہ جو کسی کو قبل از وقت خطرہ سے ڈراتا ہے وہ الزام سے بری ہو جاتا ہے میں نے تمہیں خبردار کر دیا۔ آخر کار لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ہماری بہان داری کی اور ہشام کو ساری صورت حال سے مطلع کر دیا گیا چنانچہ دوسرے دن ہم نے وہاں سے کوچ کیا ہماری روانگی کے بعد ہشام کا حاکم مدین کو تحریری حکم ملا کہ اس بوڑھے کو قتل کر دیا جائے اور حاکم

مدینہ کو یہ لکھا کہ کسی طریقے سے کھانے پینے کی چیزیں زیر ملا کر میرے پدر بزرگوار کو شہید کر دیا جائے ہشام کو موت آگئی اور میرے پدر بزرگوار کے لیے اسے اس کام پر مستعد ہونے کا موقع نہ مل سکا۔ یہ مذکورہ واقعہ دلائل الامامہ میں بعینہ مرقوم الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ نیز تفسیر علی بن ابراہیم میں قدرے تبدیلی و اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

عمر بن عبداللہ ثقفی راوی ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے امام ابو جعفر محمد بن علی زین العابدین علیہ السلام کو مدینہ سے شام کی طرف نکالا تو حضرت اس کے دربار میں تشریف لائے اس وقت وہ لوگوں کے ساتھ شریک مجلس تھا اور لوگ اس سے کچھ سوالات کر رہے تھے کہ حضرت امام کی نظر نصرانیوں پر پڑی جو ایک پہاڑ کی طرف جارہے تھے حضرت نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے کیا آج اُن کی کسی عید کا دن ہے تو لوگوں نے کہا کہ فرزند رسول ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہر سال اپنے عالم کے پاس اسی دن آیا کرتے ہیں اور اس کے پاس جا کر سال بھر میں ہونے والے اپنے مسائل دریافت کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کیا یہ صاحب علم شخص ہے تو جواب دیا یہ تو بہت بڑا عالم ہے اس نے تو ان لوگوں کا زمانہ دیکھا ہے جو حضرت عیسیٰ کے اصحاب میں حواری تھے اس پر امام نے فرمایا آؤ ذرا اس کے پاس چلیں لوگوں نے عرض کیا فرزند رسول آپ جیسے جاہل ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام نے اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانکا اور آپ اور آپ کے اصحاب وہاں سے نکلے اور لوگوں کے ساتھ پہاڑ پر پہنچے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نصرانیوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے ان لوگوں نے فرش بچھایا اور تکیے لگائے پھر وہ لوگ اندر گئے اور اس راہب کو غار سے باہر لائے چونکہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا اس کی بھنویں باندھ دی تھیں اس راہب نے اپنی آنکھیں ادھر ادھر پھرائیں گویا وہ سانپ کی آنکھیں لگ رہی تھیں پھر وہ جناب امام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے؟ تو امام نے جواب دیا کہ میں امت مرحومہ میں سے ہوں پھر پوچھا کہ اس کے علماء میں سے ہیں یا جاہلوں میں سے تو فرمایا کہ جاہلوں میں سے نہیں ہوں جس پر وہ عالم نصرانی کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں یا آپ مجھ سے سوال کریں گے حضرت نے جواب دیا کہ پہلے تم ہی سوال کرو تو راہب نصرانیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ امت محمدی کے یہ شخص مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں ان سے سوال کروں یہ تو مسائل کا علم رکھنے والے معلوم ہوتے ہیں اس نے سوال شروع کیا کہ اے بندہ خدا مجھے وہ گھڑی بتائیے جو نہ دن میں شامل ہے نہ رات میں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ طلوع صبح اور طلوع آفتاب کی درمیانی ساعت ہے پھر بولا کہ اگر وہ گھڑی نہ رات کی ساعتوں میں ہو اور نہ دن کی تو بتائیے پھر کن ساعتوں میں سے ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جنت کی ساعتوں میں سے ہوگی کہ جس کی لطافت سے ہمارے مریض شفا پاتے ہیں۔

نصرانی نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا پھر کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں یا اب آپ

مجھ سے سوال کریں گے حضرت نے وہی جواب دیا کہ تم مجھ سے سوال کرو تو نصرانی کہنے لگا یہ تو مسائل کے علم سے پُر ہیں۔ اچھا یہ بتائیے کہ اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن بول و برازنہ ہوگا اس کی دنیا میں کون سی مثال ہے تو امام نے جواب دیا کہ ماں کے شکم میں بچہ اپنی ماں کی غذا کھاتا ہے مگر پاخانہ نہیں کرتا نصرانی نے کہا آپ نے صحیح فرمایا کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں عالموں میں سے نہیں ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں اس امت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

نصرانی نے حضرت امام سے پھر کہا کہ میں سوال کروں یا آپ سوال کریں گے حضرت نے پھر وہی جواب دیا کہ تم سوال کرو تو گروہ نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اب ان سے وہ بات پوچھوں گا کہ یہ اس میں ایسے پھنسیں گے جیسے گدھا کچر میں الجھ کر رہ جاتا ہے حضرت نے فرمایا تم سوال تو کرو تو نصرانی کہنے لگا ایک عورت نے دو لڑکے ایک ساتھ جنمے ایک وقت میں وہ پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت میں وہ دونوں مرے اور ایک ہی وقت وہ دفن ہوئے ان میں ایک کی عمر ایک سو پچاس سال کی ہوئی اور دوسرے کی صرف پچاس سال۔ بتائیے وہ کون تھے تو حضرت نے فرمایا وہ دو بھائی عزیز اور عزیزہ تھے جن کی وہی صورت ہوئی جو تم نے بیان کی عزیزہ نے عزیز کے ساتھ تیس سال زندگی گزاری پھر خدا نے انہیں سو سال تک مردہ رکھا اور عزیزہ زندہ رہے پھر خدا نے عزیز کو دوبارہ زندگی عطا کی تو انہوں نے عزیزہ کے ساتھ زندگی کے بیس سال گزارے یہ سن کر وہ راہب نصاریٰوں سے مخاطب ہوا کہ میں نے ان سے زیادہ کسی عالم کو نہیں دیکھا جب تک یہ بزرگ شام میں موجود ہیں مجھ سے کسی طرح کا کوئی سوال نہ کرنا مجھے غار میں واپس لے چلو چنانچہ لوگ اسے غار میں لے گئے اور تمام نصرانی حضرت امام کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ (تفسیر علی بن ابراہیم ص ۸۸)

منہج مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے احتجاجات کا تذکرہ متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ خراج کے باب احتجاجات میں بیان کیا گیا ہے کہ نصرانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت امام کے ہاتھوں پر اسلام لے آیا تھا۔

حضرت امام کا سفر شام

قصص الانبیاء میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابو بصیر رح کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہشام بن عبد الملک نے میرے پدر بزرگوار کے پاس حکم بھیجا اور انہیں شام کی جانب طلب کیا جب حضرت امام وہاں پہنچے تو ہشام کہنے لگا کہ اے ابو جعفر میں نے یہاں آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کروں کہ میرے علاوہ کسی دوسرے کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے بارے میں آپ سے سوال کرے اور یہ بھی ٹھیک نہیں کہ ایک شخص کے علاوہ کسی دوسرے کو اس مسئلہ کی اطلاع ہو جس پر پدر بزرگوار نے فرمایا کہ تم جو چاہو سوال کرو اگر مجھے اس کا علم ہو تو جواب دوں گا اور

اگر علم نہ ہوا تو کہہ دوں گا کہ مجھے معلوم نہیں سچائی اور صاف گوئی میرے نزدیک اہم چیز ہے۔ ہشام کہنے لگا کہ مجھے اس رات کے بارے میں بتائیے جس میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی شہادت واقع ہوئی اور شہروں سے دور لوگوں کو خبر ہو گئی جس میں حضرت قتل کیے گئے اور وہ کیا علامتیں تھیں جن سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا؟ اور یہ بھی فرمائیے کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے قتل میں دوسروں کے لیے کوئی سبق تھا؟

حضرت نے فرمایا کہ جس شب میں جناب امیر المومنین علیؑ قتل کیے گئے زمین پر کوئی پتھر ایسا نہ تھا جسے اٹھایا جائے مگر اس کے نیچے خون تازہ جوش مار رہا تھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں حضرت موسیٰ کے بھائی جناب ہارون نے دنیا سے رحلت فرمائی اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں جناب یوشع بن نون قتل کئے گئے اسی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے کہ زمین کے ہر پتھر سے خون تازہ جوش زن تھا۔

یہ سن کر ہشام کا چہرہ خاکستری ہو گیا اور رنگ بدل گیا اس نے ارادہ کیا کہ شدت غضب میں آپ پر ٹوٹ پڑے تو حضرت نے فرمایا اے بادشاہ لوگوں پر ان کے امام کی اطاعت لازم ہے اور امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ سچائی کے ساتھ نصیحت کرے اور جس مسئلہ کے لیے امیر نے مجھے یہاں بلایا تھا میں نے اپنے علم سے اس کا جواب دے دیا جو اطاعت کی حد تک ضروری تھا۔ لہذا امیر کو حسن ظن سے کام لینا چاہیئے جس پر ہشام نے کہا کہ آپ خد سے عہد کیجیے کہ آپ اس بات کا زندگی بھر کسی سے ذکر نہ کریں گے تو حضرت نے اس سے وعدہ فرمایا پھر ہشام کہنے لگا کہ آپ جب چاہیں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا سکتے ہیں تو پدر بزرگوار نے شام سے حجاز کی طرف جانے کا عزم کیا اسی دوران میں ہشام نے اپنے دمشق اور مدینہ کے درمیان واقع شہروں کے تمام حکام کو حکم نامہ بھیج دیا کہ اپنے اپنے شہر میں میرے پدر بزرگوار کو داخلہ کی اجازت نہ دیں اور نہ بازاروں میں انہیں خرید و فروخت کا کوئی موقع دیا جائے اور نہ انہیں اہل شام سے ملنے ملانے کی اجازت دی جائے یہاں تک کہ وہ حجاز کی طرف روانہ ہوں جب جناب امام اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ شہر مدین پہنچے تو بعض ساتھیوں نے عرض کیا کہ سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور بازار سے کچھ خریدنے کی مانگت ہے اور ہم پر شہر کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے حضرت نے سنا اور فرمایا اچھا تم وضو کے لیے پانی تو لاؤ چنانچہ پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا اور ایک غلام کا سہارا لے کر پہاڑ پر تشریف لے گئے جب گھائی میں پہنچے تو رد بقلہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور شہر کی طرف رخ کر کے با آواز بلند یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں **«وَاللّٰهُ مَذِيْبٌ اَخَاهُ سُيْعِيًّا»** قَالَ يَقُوْمُ اَعْبُدُ اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ وَلَا تَنْقُصُوْا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيَّاتِ

اِنَّكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مَّحِيْطٍ ۝۱۸۶ وَلَيَقُوْمُ
 اَوْفُوا۟ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقُسْطِ وَلَا تَبْخُسُو۟ا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
 وَلَا تَعْتُو۟ا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۚ بَقِيَّتُ الدِّنِّ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْمِنِيْنَ ۝۱۸۷ (سورہ ہود آیات ۸۴-۸۵-۸۶) ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے
 بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود
 نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تمہیں آسودگی میں دیکھ رہا ہوں اور میں تو تم پر اس دن کے عذاب
 سے ڈرتا ہوں جو سب کو گھیرے گا اور اے میری قوم پیما نہ اور ترازو و انصاف کے ساتھ پورے پورے
 رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کم نہ دیا کرو اور دے زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھیرو اگر تم سچے مومن
 ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔

اس کے بعد حضرت امام نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور دوبار بلند آواز سے فرمایا کہ
 خدا کی قسم اس کا بقیہ میں ہی ہوں۔ مدین والوں میں ایک بہت بوڑھا شخص تھا جو تجربوں کے لحاظ سے بڑا معزز
 کتب آسمانی کا پڑھنے والا تھا جسے مدین والے نیک سمجھتے تھے جب اس کے کانوں میں حضرت امام کی یہ آواز
 پہنچی تو اس نے اہل مدین سے کہا کہ مجھے باہر لے چلو چنانچہ وہ اٹھے اور درمیان شہر آئے لوگوں کا اجتماع ہو
 گیا تو ان سے اس بوڑھے نے کہا کہ یہ آواز کیسی تھی جو پہاڑ سے بلند ہوئی لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ایک ایسے
 شخص کی آواز ہے جو بازار میں آنا چاہتے ہیں لیکن حاکم شہر نے انہیں اس سے منع کر دیا ہے کہ وہ بازار کی طرف رخ
 کریں اور یہاں سے کچھ خرید سکیں یہ سن کر اس بوڑھے نے کہا کہ کیا میرا کہنا مانو گے سب نے کہا ضرور مانیں
 گے تو بولا کہ حضرت صالح کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے ان کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ دی تھیں اور چونکہ
 اس کے اس فعل پر سب راضی ہو گئے تھے لہذا سب کے سب عذاب کی زد میں آ گئے اور یہ بزرگ پہاڑ پر
 اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں حضرت شعیب کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اسی طرح آواز دی ہے جس طرح حضرت
 شعیب نے ندا کی تھی تم لوگ حاکم کو چھوڑو اور میرے کہنے پر عمل کرو اور انہیں بازار کی طرف لے جاؤ اور
 وہاں سے ان کی ضروریات کو پورا کرنا خدا کی قسم تم ہلاکت سے محفوظ نہ رہ سکو گے امام جعفر صادق علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور میرے پیر بزرگوار کو بازار کی طرف لائے اور ضروریات کو
 پورا کیا اور اپنے شہر میں لے آئے۔ مدین والوں نے جو کچھ کیا تھا اور اس بوڑھے شخص کے عمل کی ساری
 اطلاع حاکم نے ہشام کو دے دی جس پر ہشام نے حاکم مدین کو لکھ بھیجا کہ اس بوڑھے شخص کو گرفتار کر کے
 فوراً میرے پاس بھیجو لیکن یہ بزرگ راستہ ہی میں رحلت کر گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

امیر المومنین کے اسلام پر احسانات اور کفار و منافقین کی عذاریاں

مناقب ابن شہر آشوب میں زاویوں کے ایک طویل سلسلہ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زبانی امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ جب میرے پدر بزرگوار کو دمشق میں لایا گیا تو آپ نے لوگوں کو یکجہتہ ہوئے سنا کہ یہ ہیں ابوتراب کے فرزند۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے یہ کہا تو آپ نے دیوار قبلہ کا سہارا لے کر خدا کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور آنحضرتؐ پر صلوات بھیجی اس کے بعد سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عداوت والو اور اے نفاق کی اولاد اور اے آگ میں ڈالے جانے والو ذلیل لوگو اور اے جہنم کا ایندھن بننے والے لوگو اس ذات کے بارے میں بدگوئی کو ترک کرو جو چودھویں رات کا چمکتا ہوا چاند گہرا سمندر شہاب ثاقب اور مومنوں کا ستارہ اور مراط مستقیم ہے اس سے پہلے کہ تمہارے چہرے سیاہ ہوں اور تمہاری شقاوت اور دشمنی تمہیں الٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹا دے اور تم اس طرح ملعون ٹھہرو جیسے اصحاب سبت و ہفتہ والوں پر لعنت کی گئی اور خدا کا فیصلہ اٹل ہے۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی کا مذاق اڑاتے ہو اور یعسوب الدین میں عیب نکالنے ہو اب اس کے بعد کون سی راہ اختیار کرو گے اور کون سی تکلیف کو دور کر سکو گے خدا کی قسم وہ فضائل کی طرف سبقت کرنے میں فوقیت لے گئے ہیں اور سب پر اپنے غالب آنے میں کامیاب ہوئے اور بلندی و عظمت کی انتہا پر پہنچ گئے اور آپ کے کمالات کی وجہ سے ان لوگوں کے جھوٹ کھل گئے اور ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور آپ کے آگے لوگوں کی گردنیں جھک گئیں ان لوگوں کو وہ فضائل کہاں حاصل ہو سکتے ہیں اس لیے کہ وہ تو آپ سے دور مقام پر ہیں پھر حضرت امام نے یہ اشعار پڑھے ترجمہ اشعار انہوں نے ان مقدس حضرات پر الزامات لگا کر ان کے مدراج کو گھٹایا تمہارا ستیاناس ہو انہوں نے ان امور میں رخنہ ڈالے جنہیں ان حضرات نے بند کیا تھا اور دین کو ان لوگوں کی برائیوں سے پاک کیا تھا اب وہ رخنے اور ٹکاف کیسے بھریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی حضرت علی مرتضیٰ کی وفات سے پیدا ہوئے ان حضرات میں ایک دوسرے کا مثل و نظیر ہے اور نسب حیثیت میں امیر المومنین علی بن ابی طالب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خونی رشتہ سے بھائی ہوتے ہیں اور ثابت قدمی میں ان کی مثل قرار پاتے ہیں یا درکھو یہ تو وہ حضرات ہیں کہ ان کی رکھی ہوئی بنیادیں بہترین ہیں جو وعدہ کرتے اسے پورا کرتے ہیں اور جب کوئی عہد و پیمان کرتے تو اس پر سختی سے کار بند رہتے ہیں۔

امیر المومنین تو امت کے ذوالقرنین ہیں جب کہ دوسرے لوگ میدان جہاد میں فتح کے بعد المومنین کے ہاتھوں میں مال غنیمت کے اختیارات کو دیکھتے تھے انہوں نے تو دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور لوگوں نے اس سے انحراف کیا تھا ان کا ایمان یقینی بنا رہا اور دوسروں نے کفر اختیار کر لیا یہ تو خزانہ جنت کے ذوالقرنین ہیں انہ

جنت کے دروازے انہی کے لیے کھلیں گے اور یہی ہیں کہ مشرکوں کے عہد توڑنے کے وقت آگے بڑھے اور دوسرے لوگ ذلیل ہوئے یہ امیر المومنین علی بن ابی طالب ہی ہیں جو شب ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ بستر پر سوئے اور جانشینی کی جگہ کہ کفار و مشرکین تملارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بچ کر نکل گئے حجة الوداع میں پیغمبر اسلام نے حضرت امیر المومنین ہی کو رازوں کا امین بنایا تھا اور خلافت الہیہ آپ ہی کے سپرد ہوئی تھی۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۳۴)

آٹھواں باب

مدارج فاطمتہ الزہراءؑ

قرب الاسناد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو امتداد حاصل ہوا تو انہوں نے ہمیں تحفے تحائف دیئے ایک دن ان کے بھائی اُسے اور کہنے لگے کہ بنی امیہ تم سے اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم انہیں چھوڑ کر اولاد حضرت فاطمہ زہراؑ پر ہر بان ہوتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو انہیں اس لیے فضیلت دیتا ہوں اور دیتا رہوں گا کہ میں نے ان کے فضائل کے بارے میں اتنا سن رکھا ہے کہ اب مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کچھ سنوں یا نہ سنوں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ زہراؑ میری ہی ایک شاخ ہے اور میرے دل کو پسند ہے جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے رنج پہنچایا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کا خواہاں ہوں میں انہیں ناخوش نہیں کر سکتا اس لیے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ (صلوات اللہ علیہا) کی ناراضگی رسولؐ کی ناراضگی ہے اور ان کی خوشی رسولؐ کی خوشی ہے۔

(قرب الاسناد ص ۷۲)

ولید کے دربار میں حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کی گونج

کتاب العدد میں خلیل ابن احمد العروسی سے مروی ہے کہ ایک دن میں ولید بن یزید بن عبداللہ بن مروان کے دربار میں آیا تو دیکھا کہ ولید حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان گستاخیاں کر رہا ہے اور جلدی آپ کے لیے بے ہودہ اور ناشائستہ الفاظ بک رہا ہے اتنے میں عرب کا ایک بددعا گیا جو اذٹنی پر سوار تھا اور تیز دوڑنے کی وجہ سے اس کے دونوں کانوں سے خون بہہ رہا تھا

ملعون نے اس شخص کو دیکھا تو کہنے لگا اسے آنے دو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے آنے کا مقصد کیا ہے اس اعرابی نے اپنی اوتھنی کو اس کی مہار سے باندھ دیا اندر آنے کی اجازت چاہی اس نے آتے ہی ولید کے بارے میں ایک قصیدہ پڑھا کہ سننے والوں نے اس جیسا عمرو قصیدہ بھی نہ سنا تھا یہاں تک کہ اُس نے قصیدہ کے آخر میں کہا (ترجمہ) کہ جب میں نے زمانہ کو دیکھا کہ اس نے کوتاہی برتی اور میرے حالات کو پے در پے کمزور کر دیا اور تنگ دست ہو گیا تو اے بادشاہ مجھے تیرے پاس ہانا پڑا تاکہ میں اپنے انجام کو بہتر بنا سکوں اور اپنے خیال کی تنگی و محتاجی کو دور کر سکوں یہ قصیدہ اس کی شان میں ہے جسے سب کا خیال ہے اور جو بلند یوں پر پہنچا ہوا ہے چنانچہ یہ سب کچھ میں نے ولید کی شان میں کہا ہے جو ارادے کا پختہ ہے خدا تعالیٰ اسے انقلابات زمانہ سے محفوظ رکھے یہ تو وہ شیر ہے جو شکار کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے اور شجاعت و دلیری میں بہت مضبوط ہے میدان جنگ کی برہنہ شتر ہے اور ہمارے رب کا خلیفہ ہے ہمارا مقصود ہے موردی شرافت و بزرگی کا مالک اور صاحب کمال ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ اس کی تعریف سے اتنا خوش ہوا کہ اس پر ایک بڑے انعام سے نوازش کی اور بولا کہ اے عرب بھائی ہم نے تمہاری تعریف کو پسند کیا اور ایک بڑے انعام و اکرام سے نواز دیا اب تم یہ کرو کہ امیر المومنین حضرت ابو تراب کی برائی اور بھجوں کچھ لکھو یہ سنتے ہی ایک دم وہ اعرابی اٹھا اور بڑبڑانے لگا ایک سخت آواز نکالی اور بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا وہ بولا کہ تو نے جس کی ہجو کرنے کے لیے کہا ہے وہ تجھ سے کہیں زیادہ ملع کا حقدار ہے اور تو ہجو کا سزا وار ہے۔ یہ سن کر اس کے ساتھی کہنے لگے خاموش ہو جا خدا تجھے نیکی سے دور رکھے وہ اعرابی کہنے لگا کہ تم مجھ سے کس چیز کی امید رکھتے ہو اور مجھے کون سی خوش خبری سناؤ گے میں نے تو کوئی گری ہوئی بات نہیں کہی نہ کچھ کہنے میں حد سے گزرا اور نہ کوئی غلط طریقہ اختیار کیا سوائے اس کے کہ میں نے اس ہستی کو اس بادشاہ پر نفیلت دی ہے جو اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے وہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس ہے جو شرافت و عظمت کی ردا سے آراستہ ہیں وہ ہر عیب سے پاک اور ہر برائی سے مستغفر ہیں جن کا مقصد انصاف اور لوگوں میں نیک کاموں کی نشر و اشاعت ہے جن کی زندگی کا ہر پہلو برائی سے محفوظ ہے جو صاحبانِ عز و شرف سے دوستی اور انس رکھتے ہیں انہوں نے خدا کے بارے میں وہ تمام شکوک و شبہات کو خفیہ علوم کے بیان سے دور کر دیا جو فرشتے نے خدا کی طرف سے وحی کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیے۔ آنحضرت نے وہ علوم امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو عطا کیے اور آپ نے ان کی تشریحات میں ذرہ برابر کمی نہیں کی اور نہ ہی ان میں اپنی طرف سے کچھ بڑھایا آپ ہی نے امیر المومنین کو مقام شرف پر پہنچایا زمانہ جاہلیت میں بھی مادی زندگی اور اس کے صحیح طریقے انہی سے سیکھے گئے فضل و شرف ملا تو انہی حضرات کو ملا یہ وہ صفت ہے جسے خدا نے پسند کیا۔

کوئی جاہل اس سے بے خبر نہ رہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ خلافت سے علیحدہ رہے انہوں نے اس کے لیے لڑا اور ظالم لوگوں نے لڑائیاں لڑیں اگر تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ اسلام

میں سابق ہونے کی وجہ سے وہ اس کے مستحق تھے تو پھر تمہاری کوئی اور دلیل و حجت اس بارے میں باقی نہیں رہ جاتی کیا تمہارے کسی ساتھی نے سخت موقعوں اور سخت معرکوں میں کود جانے میں پہل کی ہے جیسی کہ امیر المومنین نے ہر کٹھن موقع پر کی وہ اس طرح آگے بڑھے کہ نہ تو آپ سائی (ایک جانور کی طرح تھے کہ خطرہ کے وقت اپنے سر کو اپنی کھال میں چھپالے اور نہ آپ اونٹ کے اس بچہ کی طرح تھے کہ چلے تو اپنی گردن کو اٹھالے آپ کے دل میں خدا کی مخلوق کی طرف سے کوئی کینہ نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دل میں کوئی تفاق تھا۔ اسلام پر جو مصائب آتے آپ ہر صبح و شام ان کا دفاع کرتے تھے اور آپ نے اپنے آپ کو مصیبتوں کی ایک سیاہ اور تاریک رات میں ڈال دیا تھا دشمن اسلام پر نگاہیں لگی ہوئی تھیں اسلام کے معاملہ میں کبھی آپ نرم طریقہ پر چلے اور کبھی چلنے میں تیزی اختیار کی۔ سخت سے سخت تباہ کن حالات اور مصیبت سے بھرے ہوئے اوقات آئے تو آپ نے اپنے آپ کو ہتھیاروں میں مشغول رکھا اور اس حالت میں کہ آپ اپنے چچا زاد بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی زرہ پہنے ہوئے ہوتے اور آپ کے ہاتھ میں مقام خط کا بنا ہوا نیزہ ہوتا تھا جس پر سناں لگی ہوئی ہوتی تھی۔ چنانچہ جب ٹیڑھی چال والا سانڈ پکا دشمن اسلام اور مضبوط ستھ سوار عمرو بن عبدود میدان جنگ میں تیز رفتار گھوڑے پر سوار آپ کے مقابلہ میں نکلا تو امیر المومنین علی مرتضیٰ نے اسے ایک ایسی ضرب لگائی جس سے اس کی گردن اڑ گئی۔ کیا تم عمرو بن معدی کرب کو بھول گئے کہ جب وہ اس مغرورانہ حالت میں مقابلہ کے لیے آیا کہ اس کی زرہ کے نیچے کے حصے میں زمین پر گھسٹ رہے تھے اور لوگ اس کے ڈر سے اپنی جگہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر اس نے دابہ بٹے بٹے نگاہ ڈال کر آواز لگائی کہ کون ہے جو میرے مقابلہ پر آئے تو وہ امیر المومنین ہی تھے جو بلند پہاڑ کے اتر رہے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پر اس طرح گرے جیسے چٹانوں کے پتھر پھینکنے والی مشین اور اس دشمن اسلام کی گردن اس طرح توڑی جیسے شکر اکبوتر کی گردن کو توڑ ڈالتا ہے پھر اسے خدمت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے کر حاضر ہوئے کہ وہ تپکنے والے اونٹ کی طرح تھا جسے زبردستی ہٹایا جائے صورت یہ تھی کہ اس ظالم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس کے نتھنے کانپ رہے تھے اور دل قابو سے باہر تھا یہ تو ایک موقع ہے امیر المومنین علیؑ کے لیے کتنے ایسے سخت وقت آئے ہیں جن میں آپ بھی نیت کے ساتھ مشرکوں کے مقابلہ میں نکلے جب کہ آپ کے علاوہ دوسروں کی یہ صورت تھی کہ گئے تو شکست کھائی اور بزدلی کا مظاہرہ کر کے اٹھے پاؤں لوٹ آئے اور ہتھیار بھی میدان جنگ میں چھوڑ دیئے۔ میں تمہیں بتاؤں کہ امیر المومنین کو ذلیلوں اور کمینوں نے اس حقارت میں رکھا جیسے کنگھی کے دانٹوں میں کوئی بال زمین پر گر جائے۔ تو کیا ایسا انسان ہجو کا مستحق ہو سکتا ہے؟ جس کا عزم و ارادہ مضبوط جس کا قول سچا اور جس کی شہر چمردینے والی ہو۔ ہجو کے لائق تو وہ شخص ہے جس نے اپنے آپ کو ہجو کی طرف تھوپ دیا ہو اور جس نے خلافت کو لے لیا ہو اور اسے اس کے وارث سے دور کر دیا ہو اور خود اس سے چمٹ گیا ہو گویا کہ اسے بچھوڑوں

تے ڈس رکھا ہے یہاں تک کہ جب دین کی دشمن ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت نے خلافت کو کھیل کی چیز بنالیا اور خلافت کی اکھاڑ پچھاڑ کو اپنا طریقہ کار بنالیا اگر وہ اسے سیدھی راہ پر لگا دیتے تو وہ تمام چیزوں کو ان کی اصلی جگہ پر رکھ دیتے لیکن انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا پھر رنج و افسوس کے سوا کچھ نہ رہا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ تقریر سن کر ولید کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا منہ سے تھوک جاری ہو گیا اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی آنکھ میں کوئی گڑ وادانہ یا بیج گر گیا ہو اور وہ سوزش پیدا کر رہا ہو۔ حالت یہ ہوئی کہ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر ولید کے بعض ساتھیوں نے اس مرد عرب کو وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا اور اسے یقین تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ولید کے دربار سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک عرب اندر آنا چاہتا ہے تو اس نے اس بدوی سے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند کر دو گے کہ تم میری زرد پوشاک لے لو اور میں تمہارا سیاہ لباس پہن لوں میں تمہیں اس انعام میں سے کچھ حصہ دوں وہ اس کے لیے تیار ہو گیا اس کے بعد وہ اعرابی چل پڑا اور اپنی سواری پر بیٹھ کر جنگل میں کہیں چھپ گیا اس دوسرے عرب کو پکڑ لیا گیا اور اس کی گردن کاٹ دی گئی اس کا سر ولید کے پاس لایا گیا تو وہ بولا یہ وہ شخص نہیں ہے یہ تو ہمارا ساتھی تھا تم نے اسے قتل کر ڈالا چنانچہ اس بدوی کی تلاش میں تیز رفتار گھوڑے دوڑا دیئے گئے آخر کار کچھ دیر کے بعد انہوں نے اس بدو کو جالیا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ اسے پکڑنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے ترکش میں ہاتھ ڈالا اور ایک ایک تیر نکال کر اسے چلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے چالیس کا صفایا کر دیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے وہ لوٹ کر ولید کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا یہ سن کر وہ ایک شب و روز بے ہوش پڑا رہا جس پر لوگ کہنے لگے کہ یہ تیری کیا حالت ہو گئی تو ولید نے کہا کہ میرے دل پر اس بدوی کے ہاتھوں سے نکل جانے کا غم پہاڑ کی مانند ایک بوجھ ہے افسوس یہ کیا ہو گیا۔

حضرت امام کو فدک کی واپسی

ہشام بن معاذ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ وہ ایک دن کے لیے مدینہ میں آئے ہوئے تھے انہوں نے حکم دیا کہ اس کی منادی کرائی جائے کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوئی ہو تو وہ سامنے آئے اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا چنانچہ اس کا اعلان ہوا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لائے عمر بن عبدالعزیز کے غلام مزاحم نے انہیں اطلاع دی کہ حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام تشریف لائے ہیں تو انہوں نے غلام سے کہا کہ حضرت کو اندر لے آؤ امام تشریف لائے تو عمر بن عبدالعزیز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے جس پر حضرت امام نے فرمایا اے عمر کیوں رو رہے ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ فرزند رسول مجھے

ہشام کی فلاں فلاں باتوں نے رلا دیا ہے تو امام نے فرمایا کہ اے عمر دنیا تو بازاروں میں سے ایک بازار ہے جس سے لوگ اپنے فائدہ کی چیزیں بھی خریدتے ہیں اور نقصان کی بھی اور کتنے وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا دھوکہ دیتی ہے وہ نقصان کا سودا خرید لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سر پہ موت آکھڑی ہوتی ہے تب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہوا آخر کار دنیا سے ناکام اور لائق ملامت ہو کر چلے جاتے ہیں جب کہ انہوں نے آخرت سے کچھ نہیں پایا اور ان لوگوں کے لیے جمع کیا جنہوں نے مرنے کے بعد ان کی تعریف نہیں کی اور اس خدا کی طرف لوٹ گئے جو ان کا عذر قبول نہ کرے گا۔ خدا کی قسم ہم ہی وہ ہیں جو لوگوں کے ان نیک اعمال کی طرف نگاہ رکھتے ہیں جن میں ان پر ہمیں رشک ہوتا ہے تو ہم ان اعمال میں ایسے لوگوں کی موافقت کرتے ہیں لوگوں کے ان بُرے اعمال کی طرف بھی ہماری نگاہ ہے جن سے ان کے بارے میں ہم خوف رکھتے ہیں تو ہم بھی ان سے بچتے ہیں۔

لہذا خدا سے ڈرتے رہو اور دو باتوں کا خیال رکھو ایک تو یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم چاہتے ہو کہ وہ اس وقت تمہارے ساتھ ہوں جب تم خدا کے سامنے پیش ہو تو انہیں اپنے جانے سے پہلے بھیج دو اور دوسرے یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے جب تم خدا کے سامنے جاؤ لہذا ان اعمال کا بدل تلاش کرو اور ایسے سرمایہ کی طرف نہ جاؤ جو تم سے پہلے لوگوں پر تباہی و بربادی لے آیا اور تم یہ امید کرو کہ تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اے عمر اللہ سے ڈرو دروازے کھولے رکھو اپنے ارد گرد کے پردے ہٹا دو مظلوم کی مدد کرتے رہو اور ظالم کے ظلم کو روکو۔

اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ تین باتیں وہ ہیں کہ اگر کسی کو حاصل ہوں تو یہ سمجھو کہ اُس کا خدا پر کامل ایمان ہے یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز گھٹنوں کے بل جھک گئے اور کہا کہ اے اہل بیت نبوت ارشاد فرمائیے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کچھ پسند کرے تو ایسا نہ ہو کہ اس کی خوشی اور پسندیدگی باطل میں لے آئے یعنی باطل کے حصول میں اپنی خوشی کو نہ رکھے اور جب وہ غصہ کی حالت میں ہو تو ایسا نہ ہو کہ اس کا غصہ اسے حق کے راستے سے ہٹا دے اور جب کسی چیز کے لینے پر قادر ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کی نہ ہو۔ امام کے یہ ارشادات سن کر عمر بن عبدالعزیز نے قلم دوات منگایا اور لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اس تحریر کے ذریعے عمر بن عبدالعزیز نے فذک کو جو ظلم اور نا انصافی سے لیا گیا تھا حضرت امام محمد بن علی بن الحسین (علیہما السلام) کو واپس کیا۔

(الخصال جلد ۱ ص ۱۵)

مناقب ابن شہر آشوب میں بھی ہشام بن معاویہ سے اسی طرح مروی ہے۔

(مناقب جلد ۳ ص ۳۳)

جابر کی مدح اور مغیرہ کی قدح

بصائر الدرجات میں زیاد بن ابی الحلال سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن یزید کی شخصیت ان کی بیان کردہ احادیث اور ان کی عجیب و غریب باتوں کے بارے میں لوگوں میں اختلافات تھے ان میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس بارے میں حضرت امام سے دریافت کروں کہ آپ کے کیا خیالات ہیں تو اس سے پہلے کہ میں کچھ پوچھوں حضرت امام نے پہل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم جابر بن یزید جعفری پر رحمت نازل فرمائے وہ جو کچھ ہمارے بارے میں کہتے تھے اس میں سچے تھے خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے کہ وہ ہماری طرف جھوٹ اقوال کو منسوب کرتا ہے۔

(نفس المصدر ص ۶۴)

ہر منزل پر امام کی اپنے دوستوں کی راہنمائی

کتاب المحاسن میں ابو جبر حمزہ سے منقول ہے کہ ایک کہنے والے نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جناب ابن عباس کے غلام عکرمہ موت کی کش مکش میں مبتلا ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ تو رحلت کر چکے ہیں اس کے بعد یوں ارشاد ہوا کہ اگر موت سے پہلے ان سے میری ملاقات ہو جاتی تو میں انہیں ایسی باتیں تعلیم کرتا کہ آتش و دوزخ انہیں اذیت نہ پہنچاتی حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ایک آنے والے نے خبر دی کہ عکرمہ انتقال کر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہمیں انہیں جو کچھ تعلیم کرنا تھا کر دیا پھر فرمایا خدا کی قسم یہی بات تمہارے لیے بھی ہے تم بھی ہمارے دوست اور پیرو ہو۔

(المحاسن برقی ص ۱۴۹)

امام سے بے مقصد سوالات کرنے کی ممانعت

کتاب الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمائیے کہ سورج سر پہ آکر ٹھہرتا ہوا کیوں معلوم ہوتا ہے تو امام نے فرمایا کہ اے محمد تمہارا یہ سوال کیسا ادنیٰ اور بے مقصد ہے جس کے بعد تین دن تک حضرت نے مجھ سے کلام نہیں کیا اور چوتھے روز فرمایا کہ تم اس لائق ہو کہ تمہیں اس کا جواب نہ دیا جائے۔ چنانچہ یہ معروف و مشہور حدیث جناب صدوق نے فقیہ جلد ۱ ص ۱۴۵ پر نقل کی ہے

(نفس المصدر ص ۱۴۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام اور محمد بن مسلم کی علمیت کے بارے میں آپ کا اعتراف

الاختصاص میں ابن ابی یعفور سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کے لیے ممکن نہیں کہ ہر وقت مجھے ملاقات کا شرف بخشیں اور حضور کی خدمت میں میرا پہنچنا بھی ہر وقت ممکن نہیں ہے میرے پاس آنے والے دوست مجھ سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور میں ہر مسئلہ کا جواب نہیں دے سکتا لہذا کیا کروں تو امام نے فرمایا کہ محمد بن مسلم ثقفی سے ان مسائل کے جوابات معلوم کرنے میں تمہیں کیا امر مانع ہے ان سے پوچھ لیا کرو وہ تو بہت کچھ احادیث میرے پدر بزرگوار سے سُن چکے ہیں اور اُن کی پسندیدہ شخصیت رہے ہیں وہ ہر مسئلہ میں تمہاری راہنمائی کر سکتے ہیں۔ (الاختصاص ص ۲۱)

محمد بن مسلم کا سن وفات

الاختصاص میں وارد ہے کہ محمد بن مسلم طائفی ثقفی القصیر الطمان الکوفی العربی نے ۱۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔ (الاختصاص ص ۲۲)

شہادت امام

الخزاع میں بروایت ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ زید بن امام حسن نے میرے پدر بزرگوار سے جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث میں جھگڑا کیا وہ کہتے تھے کہ میں امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور آپ سے زیادہ اس کا حقدار ہوں اس لیے کہ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں لہذا اس متروکہ میں سے مجھے بھی حصہ دیجئے میرے پدر بزرگوار نے انکار فرمادیا اور وہ اس معاملہ کو قاضی عدالت میں لے گئے ایک دن زید بن امام حسن کے ساتھ زید بن علی بن الحسین علیہما السلام بھی اس نزاع میں قاضی عدالت کے سامنے تھے اس دوران میں زید بن امام حسن نے زید بن علی بن الحسین علیہما السلام سے کہا کہ اے سندھیکے بیٹے تم خاموش رہو اور کچھ نہ بولو تو زید بن علی بن الحسین علیہما السلام نے کہا کہ اے اس جھگڑے پر اور انسوس ہے ایسی دشمنی پر جس میں ماؤں کا نام لیا جائے اب جب تک زندہ رہوں گا تم سے دم نہ کروں گا یہ کہہ کر جناب زید بن علی میرے پدر بزرگوار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے میرے بھائی میں نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائی ہے کہ میں زید بن امام حسن سے بات نہ کروں گا اور نہ جھگڑے میں فریق بنوں گا مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر معترض نہ ہوں گے اور مجھے ناامید نہ کریں گے اس کے بعد انہوں نے سارا واقعہ سنایا تو جناب امام نے انہیں بری قرار دیا جب زید بن امام حسن کو اس کی خبر ملی تو وہ رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میری یہ دشمنی محمد بن علی علیہما السلام تک پہنچ گئی اب میں انہیں بے قدر کر رہا ہوں

اور تکلیف پہنچاؤں گا چنانچہ دوڑے ہوئے میرے پدر بزرگوار کے پاس آئے اور بولے آپ میرے ہمراہ قاضی کے پاس چلیں جناب امام نے فرمایا، چلو جب باہر آئے تو حضرت نے بطور نصیحت زید بن امام حسن سے فرمایا دیکھو تمہارے پاس چھری ہے جسے تم چھپائے ہوئے ہو میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ وہ چھری جسے تم چھپائے ہوئے ہو بولے گی اور اس کی گواہی دے گی کہ میں تم سے زیادہ حق دار ہوں کیا پھر بھی تم اس دشمنی سے باز نہ آؤ گے؟ زید نے کہا کہ ”میرے پاس کوئی چھری نہیں“ جس پر حضرت امام نے چھری کو حکم دیا کہ خدا کے اذن سے بول زید بن امام حسن کی بغل سے وہ چھری زمین پر گری اور گویا ہوئی کہ ”زید تم ظالم ہو اور حق امام محمد بن علی (علیہما السلام) کی طرف ہے اگر تم اپنے اس دعویٰ سے باز نہ آئے تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گی“ زید بن امام حسن غش کھا کر گر پڑے میرے پدر بزرگوار نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کہ زید اگر یہ پتھر اور چٹان جس پر ہم کھڑے ہیں گواہی دیں تو تم مان لو گے؟ وہ کہنے لگے کہ ”ہاں“ چنانچہ وہ پتھر جس پر زید کھڑے تھے حرکت میں آیا اور قریب تھا کہ شق ہو جائے لیکن جس چٹان پر میرے پدر بزرگوار کھڑے تھے حرکت میں نہ آیا اس پتھر نے اپنی زبان میں کہا کہ اے زید تم ظلم کر رہے ہو حضرت محمد بن علی حق پر ہیں ان کی دشمنی سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا“

یہ سن کر زید پھر غش کھا کر گر پڑے حضرت امام نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا ”اے زید کیا تم دیکھو گے کہ یہ درخت بولے اور میری طرف چلا آئے اس کے باوجود کیا تم اس حرکت سے باز نہ آؤ گے؟“ زید کہنے لگے کہ ”ہاں“ حضرت نے درخت کو آواز دی اور وہ زمین کو چیرتا پھاڑتا آپ کی طرف آ گیا یہاں تک کہ اس نے آپ پر سایہ کر لیا اور بولا کہ اے زید تم ظلم کر رہے ہو اور حضرت محمد بن علی (علیہما السلام) تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کے حق دار ہیں تم اپنے دعویٰ سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا“ زید بن حسن پھر بے ہوش ہو گئے میرے پدر بزرگوار نے ان کا ہاتھ تھاموہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا زید نے میرے پدر بزرگوار سے قسم کھا کر کہا کہ وہ آپ سے تعرض نہ کریں گے اور نہ کوئی جھگڑا کریں گے میرے والد بزرگوار اپنے گھر پر آ گئے اور زید اسی دن عبدالملک بن مروان کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ میں میرے پاس ایک جادوگر دروغ گو کو لے آیا ہوں تیرے لیے جائز نہیں کہ تو اسے چھوڑ دے زید نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کر دیا عبدالملک نے حاکم مدینہ کو خط لکھا کہ حضرت محمد بن علی (علیہما السلام) کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کرے اس نے زید سے کہا کہ اگر میں تمہیں ان کے قتل پر مامور کروں تو کیا تم انہیں قتل کر دو گے زید نے کہا کہ ضرور ایسا کروں گا۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ جب وہ خط والی مدینہ کو ملا تو اس نے عبدالملک کو جواب میں لکھا کہ میری یہ تحریر تمہاری مخالفت اور نافرمانی نہیں ہے بلکہ نصیحت و خیر خواہی میں لکھ رہا ہوں کہ وہ شخص جن کے بارے میں تو نے لکھا ہے کہ میں انہیں گرفتار کر کے تیرے پاس بھیج دوں

وہ ایسے شخص ہیں جن کا کہ تمام روئے زمین پر زبرد سرور و تقویٰ میں کوئی ہم پلہ نہیں ہے جب وہ محراب عبادت میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو اسے سننے کے لیے پرندے اور وحشی جانور آجاتے ہیں ان کی تلاوت حضرت داؤد کی تلاوت کی مثل ہے وہ لوگوں میں سب سے بڑے عالم نرم دل لوگوں کی بھلائی میں کوشش کرنے والے اور عبادت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں لہذا خلیفہ کے لیے مناسب نہیں کہ ایسے شخص سے کوئی تعریف کیا جائے یا درکھو کہ خدا نے کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلا جب تک خود اسے اپنی حالت کے بدلنے کا خیال پیدا نہ ہوا ہو۔

جب عبدالملک کو یہ جواب ملا تو وہ خط کے مضمون سے خوش ہوا کہ اس میں نصیحت کے پہلو ہیں۔ اس نے زید بن امام حسن کو بلایا اور انہیں حاکم مدینہ کا خط دکھایا وہ کہنے لگا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے حاکم مدینہ کو خوش کر لیا ہے جس پر عبدالملک نے کہا کہ تمہارے سامنے کوئی اور تجویز ہے ؟ تو زید نے کہا کہ ہاں۔ تجویز یہ ہے کہ حضرت امام کے پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیاروں میں سے تلوار اور زره موجود ہے اور انگشتری و عصا بھی ہے لہذا تو انہیں لکھ کر یہ سب تبرکات مانگ لے اگر وہ نہ دیں تو پھر تجھے ان کے قتل کر دینے کا بہانہ مل جائے گا۔ چنانچہ عبدالملک نے والی مدینہ کو لکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک ہزار درہم پیش کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کا ان سے مطالبہ کرے والی مدینہ یہ خط پڑھ کر میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا عبدالملک کا خط پڑھ کر سنایا حضرت امام نے فرمایا مجھے چند روز کی مہلت دے تو وہ کہنے لگا کہ ہاں اس کی اجازت ہے میرے پدر بزرگوار نے ان تبرکات کو جمع کر کے عامل کے پاس بھیج دیئے وہ بہت خوش ہوا اس نے زید کو بلایا اور وہ تبرکات انہیں دکھائے زید نے کہا کہ خدا کی قسم امام نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان میں سے تجھے کچھ بھی نہیں بھیجا۔ عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کو لکھا کہ میرا مال تو آپ نے لے لیا اور جو چیزیں ہم نے طلب کی تھیں ان میں سے کوئی چیز آپ نے ہمیں نہیں بھیجی۔

جناب امام نے جواب میں لکھا کہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا سب تیرے پاس میں نے بھجوا دیا اب تو یقین کرے یا نہ کرے۔ عبدالملک نے ظاہری طور پر جناب امام کی تصدیق کی اور اہل شام کو بلایا اور کہا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چیزیں ہیں جو مجھے بھیجی گئی ہیں۔ پھر زید کو گرفتار کر لیا اور قید میں ڈال دیا اور کہا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں تم میں سے کسی کے قتل میں ملوث ہو جاؤں گا تو میں تمہیں ضرور قتل کر دیتا۔ عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کو خط لکھا کہ میں آپ کے چچا زاد بھائی کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں آپ ان کی تادیب کریں جب زید حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پدر بزرگوار نے فرمایا اے زید افسوس کی بات ہے کہ تم نے ایک امر عظیم کا ارادہ کیا ہے اور یہ کیسا بڑا فعل ہے جو تمہارے ہاتھوں سے کرایا جا رہا ہے میں جانتا ہوں کہ زمین کی لکڑی کس درخت سے تراشی

گئی ہے لیکن مقدر میں یہی ہے کہ میری شہادت اس شخص کے ہاتھوں اسی طرح ہو جس کے مقدر میں خدا نے برائی لکھ دی ہو چنانچہ اس زین کو گھوڑے پر کسا گیا اور حضرت امام اس پر سوار ہوئے چونکہ زین میں نہر بھرا ہوا تھا سا نازہر بدن مبارک میں سرایت کر گیا اور حیم پر درم آگیا حضرت امام نے کفن کی تیاری کا حکم دیا جس میں سفید لباس تھا جسے آپ نے حج کے احرام میں پہنا تھا اور فرمایا اسے میرے کفن میں رکھ دو اس کے بعد جناب امام تین دن تک زندہ رہے اور رحلت فرمائی (یہ زین حضرات آل محمد علیہ السلام کے پاس محفوظ ہے اور رجعت کے بعد نکلے گی اور کافر سے انتقام لیا جائے گا) آخر کار حضرت کی شہادت کے بعد زید بن حسن بیمار ہو گئے اور بیماری کی وجہ سے ان کی غفل جاتی رہی اور جنون کی کیفیت پیدا ہو گئی انہوں نے نماز کو ترک کر دیا اور دنیا سے گزر گئے۔ (الخروج والجراح ص ۲۳)

وہنا حدیث یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کا آخری حصہ چھوڑ دیا گیا ہے جس میں غالباً یہ مصلحت ہے کہ ظاہری طور پر زید کی توہین ہو اور عبد الملک کا زید کو جناب امام کی خدمت میں بھیجنا بھی مصلحت کے تحت تھا کہ وہ آنجناب کو اس نہر آلود زین پر سوار کریں جو ان کے ساتھ بھیجی گئی تھی جس کے بارے میں جناب امام نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ زین کی بکڑی اور کس درخت سے تراشی گئی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں نہر ملا ہوا ہے لیکن مقدر میں یہی ہے کہ میری شہادت اسی طرح ہو اسی لیے حضرت نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ زین آل محمد علیہم السلام کے پاس محفوظ ہے اور رجعت کے بعد کافر سے انتقام لیا جائے گا اس میں بھی اشکال ہے کہ عبد الملک نے زید بن حسن کو امام کو نہر سے شہید کرنے پر مامور کیا جب کہ تاریخی روایات سے یہ ثابت ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے حضرت امام کو نہر دیا تھا۔

عبد الملک کا بھیانک انجام

الخروج والجراح میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عبد الملک کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بد شکل ہو گیا تھا (کہا جاتا ہے کہ اس کی شکل چھپکلی کی ہو گئی تھی) اس کے پاس اسکے بیٹے تھے جو سب کے سب پریشان تھے کہ اب کیا کریں آخر کار وہ مر گیا اور یہ رائے قرار پائی کہ وہ دھڑ کو ایکراومی کی شکل بنالیں چنانچہ ایسا کیا گیا اور دھڑ کو پوشیدہ رکھا گیا پھر اسے کفن میں لپیٹا جس کی اطلاع سوائے میرے اور اس کے بیٹوں کے کسی کو نہ ہوئی۔

(الکافی جلد ۸ ص ۲۳۲)

بروز قیامت جنتیوں اور دوزخیوں کی حالت

الارشاد میں عبدالرحمن بن عبداللہ دہری سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر ہشام مسجد الحرام میں اس حالت میں آیا کہ اپنے غلام سالم کا سہارا لیے ہوئے تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام بھی مسجد میں تشریف فرما تھے اس سے سالم نے کہا یہ محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام ہیں تو کہا کیا یہ وہی ہیں کہ جن کی محبت میں عراق والے دیوانے ہو گئے ہیں اور انہیں امام سمجھتے ہیں۔ سالم نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے تو ہشام نے کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ امیر کہتا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ حشر کے دن لوگ کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو حضرت نے فرمایا کہ لوگوں کا حشر ایک روشن چمک دار تھالی یا سفید اور شفاف روٹی کی طرح ہوگا جہاں نہریں بہتی ہوں گی لوگ کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہوں گے ہشام نے سمجھا کہ امام جواب میں کامیاب ہو گئے تو بطور تعجب اللہ اکبر کہا اور غلام سے کہنے لگا کہ پھر جا کر یہ پوچھو کہ اس وقت کیا چیز انہیں کھانے پینے سے بے خبر کر دے گی مطلب یہ کہ ایسے وقت میں انہیں کھانے پینے سے کیا کام تو حضرت امام نے جواب دیا کہ جہنم میں ہونا بہت بڑی مصیبت ہے لیکن وہ کہیں گے "أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ" (سورہ اعراف آیت ۵۰) ہمارے اوپر پانی ہی ڈال دو یا خدا نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کچھ عطا کر دو۔ یہ سن ہشام قائل ہو گیا اور خاموشی اختیار کی۔

(الارشاد ص ۲۸۲)

مغیرہ بن سعید کی گمراہی اور موضوعہ احادیث

سیمان اللبان سے مراد یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مغیرہ بن سعید کی کیا مثال ہے تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں نہیں جانتا تو فرمایا کہ اس کی مثال ایک شخص بلغم باغور کی ہے کہ جسے اسم اعظم تھا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"أَقْبَيْنَاهُ أَيَّتَنَّا فَاسْلُخْ مِنْهَا فَاتَّبِعْهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَوِينِ"

(سورہ الاعراف پارہ ۹ آیت ۱۷۵) ہم نے اسے اپنی آیتیں عطا کی تھیں پھر وہ ان سے نکل بھاگا تو شیطان نے اس کا پیچھا پکڑا آخر کار وہ گمراہ ہو گیا۔

(تفسیر البیان جلد ۲ ص ۴۲، تفسیر البرہان جلد ۲ ص ۵۵، تفسیر مافی جلد ۱ ص ۲۲۶)

شبہات کا ازالہ۔ ایک اہم توضیح: تفسیر البیاضی میں یہ بات مغیرہ بن شعبہ کی طرف منسوب کی گئی ہے جو قطعاً غلط ہے اس لیے کہ مغیرہ بن شعبہ سنیہ ہجری میں رحلت کر چکے تھے حقیقت یہی

ہے کہ اس کی نسبت مغیرہ بن سعید کی طرف ہے جس کی جانب مغیرہ فرقہ منسوب ہے اور جس کی مدت میں حدیث وارد ہے ملاحظہ کیجئے رجال الکشی صفحہ ۱۴۸ جس میں سلیمان اللبان کے بدلے سلمان الکثانی کا نام لیا گیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس مغیرہ بن سعید پر لعنت فرمائی ہے اور امام علی رضا علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مغیرہ بن سعید امام محمد باقر علیہ السلام پر جھوٹ بولتا تھا بہتر یہ ہے کہ رجال الکشی کی اس روایت کا ذکر دیا جائے جو انہوں نے رجال کے صفحہ ۱۴۷ پر تحریر کی ہے جیسا کہ یونس نے ہشام بن حکم کے حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے کہ مغیرہ بن سعید میرے پدر بزرگوار پر دانتہ جھوٹ بولتا تھا وہ آپ کے اصحاب کی یادداشت احادیث کی کتابیں لے لیتا تھا اس کے دوست میرے پدر بزرگوار کے اصحاب سے پوشیدہ طور پر کتابیں لے کر مغیرہ بن سعید کو دے دیا کرتے تھے وہ ان کتابوں میں اپنی سازش سے کفر کی باتیں داخل کر دیتا تھا اور میرے پدر بزرگوار کی طرف منسوب کر کے ان کا حوالہ دیتا تھا پھر وہ کتابیں اپنے دوستوں کو دے کر یہ حکم کرتا تھا کہ وہ انہیں شیعہ کتابوں میں مستحکم کر دیں چنانچہ جو کچھ بھی میرے پدر بزرگوار کے اصحاب کی کتابوں میں غلو کی چیزیں ہیں وہ سب مغیرہ بن سعید کی سازش اور چالاکی سے ان میں داخل کر دی گئی ہیں۔

کمیت شاعر کے خلوص و محبت پر حضرت امام کا انعام و اکرام

مناقب بن شہر آشوب میں مروی ہے کہ کمیت شاعر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے قصیدہ پڑھا کہ: **لِقَلْبٍ مُّتَتِّمٍ مُّسْتَكَامٍ** ترجمہ: دذلیل اور رنجیدہ دل کا کون ہے) تو حضرت امام نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ پروردگار! کمیت کو بخش دے اور یہی دعائیں دفعہ کی پھر کمیت سے فرمایا کہ یہ ایک لاکھ درہم میں نے اپنے اہل بیت سے تمہارے لیے جمع کیے ہیں تو کمیت نے عرض کیا کہ مولا میں نہ لوں گا مجھے تو اس کا بدلہ خدا عطا فرمائے گا لیکن آپ کا یہ کرم ہوگا کہ مجھے اپنی قیصوں میں سے ایک قیص عنایت فرمادیں چنانچہ امام نے کمیت کو اپنی قیص عطا کر دی۔ (المناقب جلد ۳ ص ۳۲۹)

عمر بن عبدالعزیز کی اپنے اسلاف سے بیزاری

امالی میں جابر بن ثون سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز اسما بن خارجہ فزاری عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے جب کہ اس دن ان کی بیعت کی جا رہی تھی تو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی مدح میں یہ اشعار پڑھے۔

اِنَّ اَوَّلَ الْاَنَامِ بِالْحَيِّ قَدِمًا هُوَ اَوَّلُ بَابٍ يَكُوْنُ خَلِيْفًا

يَا بَغِيْرَةَ اَنْ يَكُوْنَ كَلِيْقًا
وَمَنْ كَانَ جَدُّ الْفَارُوقِ

بِأَسْمَى وَالْأَكْمَرِ لِلْأُولَى
مَنْ أَبْنُو عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ صُرَّانَ

یعنی مخلوق میں پہلے حق کو قبول کرنے والا امر نہی کی ذمہ داری لینے کا اہل ہے اور اولیٰ یہی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا بھی آئے تو وہ اس لائق ہو اور وہ ایسا شخص ہے کہ جس کے باپ عبدالعزیز بن مردان اور دادا فاروق ہوں

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ تم ایسا نہ کہتے تو مجھے زیادہ پسند ہوتا۔ (امالی شیخ ص ۱۷)

عزت رسول ہی وارث رسول ہے۔

امالی میں ابن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے دل میں فدک کا خیال آگیا تو انہوں نے حاکم مدینہ ابوبکر کو لکھا کہ چھ ہزار دینار اور مزید چار ہزار دینار کا غلہ مہتیا کر کے بنی ہاشم سے اولاد حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا میں تقسیم کر دو اس لیے کہ فدک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی ملکیت تھا اور بغیر کسی لشکر کشی و جنگ کے حاصل ہوا تھا لہذا آنحضور کے شرعی وارث اس کے حقدار ہیں۔ (نفس المصد ص ۱۷۷)

حقیقی علم کا ماخذ محمد و آل محمد ہیں

کافی میں ابو مریم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتبہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ دنیا کے مشرق و مغرب کی طرف نکل جائیں لیکن ان کا علم اس وقت صحیح و درست نہیں ہو سکتا جب تک ان کی معلومات کا ماخذ ہم آل محمد (علیہما السلام) نہ ہوں یعنی حقیقی علم وہی ہے جو رسول و آل رسول سے لیا جائے۔ (الکافی جلد ۱ ص ۳۹۹)

خلیفہ کا انتخاب صرف خدا اور رسول کے حکم پر منحصر ہے

اعلام الدین دہلی میں مروی ہے کہ ایک شخص نے عبدالملک بن مردان سے کہا کہ جان کی امان طے تو میں آپ سے مناظرہ کر دوں اس نے کہا کہ اجازت ہے اس شخص نے کہا کہ یہ بتائیے ”یہ خلافت حکومت آپ کو ملی ہے اس کے بارے میں کیا خدا اور رسول کی کوئی نص اور حکم ہے؟“ ابن مردان نے جواب دیا ”کہ ایسا تو نہیں ہے“ اس پر اس شخص نے کہا ”تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں نے مل کر آپ کو حاکم بنا دیا اور اس کے لیے پسند کر لیا ہے؟“ کہ ایسا بھی نہیں ہے“ اس پر وہ شخص کہنے لگا ”کیا لوگوں کی گردنوں میں آپ کی بیعت کا قلاوہ پڑا ہوا ہے۔ جسے انہوں نے پورا کیا“ وہ بولا کہ ایسا بھی نہیں ہے“ پھر اس شخص نے کہا کہ

”کیا حکومت کے لیے آپ کا انتخاب مجلس شوریٰ سے عمل میں آیا، تو عبد الملک نے جواب میں یہی کہا کہ ”ایسا بھی نہیں“ وہ شخص کہنے لگا کہ کیا لوگوں پر آپ زبردستی حکومت کر رہے اور اسے آپ نے اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ جس پر اس شخص نے کہا ”تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو امیر المومنین کہتے ہیں جب کہ آپ کو نہ خدا نے حاکم بنایا نہ اس کے رسول نے اور نہ مسلمانوں نے“ اس پر عبد الملک کو غصہ آ گیا اور بولا کہ تو میرے علاقے سے نکل جا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ تو عدل و انصاف والوں کا جواب نہیں ہوا۔ آخر کار وہ وہاں سے چلا گیا۔

عمر بن عبد العزیز اور حق خلافت

مردی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے حاکم خراسان کو لکھا کہ اپنے علاقہ کے سو علماء کو میرے پاس روانہ کرو تاکہ میں ان سے تمہارے اطوار اور انتظامی حالات کے بارے میں دریافت کر سکوں اس نے ان علماء کو جمع کیا اور انہیں عمر بن عبد العزیز کے مقصد سے آگاہ کیا سب نے جانے میں غلط کیا اور کہا کہ ہمارے بال بچے ہیں اور کچھ مہر و قین بھی ہیں جن کی وجہ سے ہم یہاں سے نہیں جا سکتے ہمیں امیر کی عدالت سے امید ہے کہ وہ ہمیں سفر کے لیے مجبور نہ کریں گے ہم اس پر متفق ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کو امیر کے پاس روانہ کر دیا جب وہ عمر بن عبد العزیز کے دربار میں پہنچا تو اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تخلیہ چاہتا ہوں بہتر ہو کہ لوگ چلے جائیں تو امیر نے کہا ان کی موجودگی دو حال سے خالی نہیں کہ سچی بات کہو تو وہ سب اس کی تصدیق کریں گے یا کوئی غلط بات کہو تو وہ تمہاری تکذیب کریں گے جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی میں اپنی وجہ سے نہیں چاہتا بلکہ آپ کی وجہ سے چاہتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمارے درمیان ایسی گفتگو نہ ہو جائے جس کا ستنا ناپسندیدہ ہو اور بری لگے۔

چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے تمام اہل جلسہ کو باہر چلے جانے کا حکم دیا اور اس شخص سے کہا کہ اب جو کہنا ہے کہو تو وہ بولا کہ مجھے یہ بتائیے کہ آپ کو یہ حکومت کہاں سے ملی یہ سُن کر وہ دیر تک خاموش رہے تو اس شخص نے کہا کہ کیا آپ کوئی جواب نہ دیں گے تو امیر نے کہا ”نہیں“ جس پر اس شخص نے پوچھا کہ کیوں جواب دینا پسند نہیں کرتے تو عمر بن عبد العزیز کہنے لگے کہ اگر میں یہ کہوں کہ خدا اور اس کے رسول کی نص کی بنا پر میں حاکم بنا ہوں تو یہ جھوٹی بات ہوگی اور یہ کہوں کہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے خلیفہ ہوا ہوں تو تم یہ کہو گے کہ مشرق کے علاقہ والوں کو تو اس کا بیٹہ ہی نہیں اور ہم تو اس اجماع میں شامل ہی نہیں ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ حکومت مجھے اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے تو تم یہ کہو گے کہ تمہارے باپ کی اولاد تو بہت تھی تو دوسروں کو چھوڑ کر تم ہی اس کے مالک کیسے بن گئے جس پر اس شخص نے کہا کہ آپ نے خود اپنے خلاف دوسرے کے حق کا اعتراف کر لیا تو کیا اب میں اپنے شہر کو واپس جاسکتا ہوں تو امیر نے کہا ”نہیں“ تم تو واعظ ہو تم نے مجھے اچھی نصیحت کی ہے جس وہ شخص

کہنے لگا کہ آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں تو مزور کہیے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے حکمرانوں نے ظلم اختیار کیا نا انصافی سے کام لیا مظالم ڈھائے اور مسلمانوں کے خراج اور مال غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے لیے جائز نہیں۔ مومنوں کے حق میں کوئی کمی نہیں کی یہ مومن کراس شخص نے کہا کہ مجھے یہ بتائیے کہ اگر آپ کو یہ حکومت نہ ملتی اور کوئی دوسرا حاکم ہوتا اور وہ وہی کربا جو اس سے پہلے حاکموں نے کیا تو آپ پر اس حاکم کا کوئی گناہ لازم آتا تو امیر نے کہا کبھی نہیں تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیا اور دوسرے کو راحت پہنچائی اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر دوسرے کو محفوظ رکھا جس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ واقعی تم واعظ ہو یہ کہہ کر وہ شخص جانے کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم تمہارے پہلے شخص کی وجہ سے ہمارے پہلے لوگ ہلاکت میں پڑ گئے اور ہمارے درمیان کے زمانہ کے لوگ تمہارے درمیان کے آدمی کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور ہمارے زمانہ کے لوگ تمہارے اخیر میں آنے والے حاکموں کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ خدا تمہارا مددگار ہے وہی ہمارے لیے کافی اور اچھا سازگار ہے۔

بد اعمال حاکم لائق اطاعت نہیں ہے۔

امالی میں ثمالی سے منقول ہے کہ مجھے ایک شخص نے یہ بات بتائی جو عبدالملک کے پاس اس وقت موجود تھا جب کہ وہ مکہ میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا جب تقریر کے دوران وہ وعظ و نصیحت کے موقع پر آیا تو جمع میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ ٹھہر ٹھہر تم دوسروں کو حکم کرتے ہو اور خود عمل نہیں کرتے دوسروں کو برائی سے روکتے ہو اور خود نہیں روکتے دوسروں کو نصیحت کرتے ہو اور خود نصیحت حاصل نہیں کرتے کیا ایسی صورت میں تمہاری پیروی ہو سکتی ہے اور تمہارے حکم پر عمل کیا جاسکتا ہے اگر تم یہ کہو کہ ہماری سیرت کو اپناؤ اور اس کی پیروی کرو تو ظالموں کی پیروی کس طرح کی جاسکتی ہے اور ان مجرموں کو اتباع کرنے کے حق میں تمہارے پاس کون سی دلیل ہے جنہوں نے خدا کے مال کو اپنی دولت سمجھ لیا اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیا ہے اگر تم یہ کہو کہ ہمارے حکم کو مانو اور ہماری نصیحت پر عمل کرو تو جو اپنے آپ کو نصیحت نہیں کر سکتا وہ کسی دوسرے کو کیا نصیحت کر سکتا ہے اور اس شخص کی پیروی کس طرح لازم ہوگی جس کی عدالت کا کوئی ثبوت نہیں اگر تم یہ کہو کہ جہاں سے حکمت ملے اسے لے لو اور جس سے بھی کوئی نصیحت کی بات سنو اسے قبول کر لو تو ہمارے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو تم سے زیادہ فصیح و بلیغ انداز میں وعظ کرتے ہیں اور تم سے زیادہ علم لغات میں مشہور و معروف ہیں چنانچہ ان حالات میں وہ ان واعظوں سے دور ہو گئے اور انہوں نے اس کے قفل کھول دیئے کہ ان حالات میں جو چاہے داخل ہو جائے وہ ان کی راہ سے ہی ہٹ گئے کہ اب جو چاہے وعظ کرے ان باتوں کے اہل وہی ہیں جنہیں تم نے شہروں میں دھتکارا اور ان کی جگہوں سے ہٹا کر دادیوں میں ہنکا دیا جو وطن سے

بے وطن ہو گئے۔

پھر اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے اپنے معاملات کی مہاریں تمہارے ہاتھوں میں نہیں دیں کہ جدھر چاہو ہمیں موڑ دو ہم تمہیں اپنے جسم و مال اور دنیوں میں ثالث و مختار بنالیں کہ تم ظالموں اور سرکشوں کے طور طریقے اختیار کر لو نہ صرف یہ کہ ہم خود اپنی زندگی اور مقاصد زندگی سے باخبر اور اس کے بارے میں جواب دہ ہیں بلکہ تمہارے جیسے ہر حاکم کے لیے بھی ایک دن مقرر ہے جس سے بچ کر وہ کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اس کا ایک نام اعمال ہے جسے وہ ایک دن پڑھ لے گا کوئی بڑا چھوٹا گناہ ایسا نہ ہوگا جو اس نام اعمال میں درج نہ ہو۔ غریب ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹائے جائیں گے۔ راوی کا بیان ہے فوراً چند مسلح محافظ کھڑے ہوئے اور اس شخص کو پکڑ لیا اس کے بعد معلوم نہ ہو سکا کہ اس پر کیا گزری (امالی شیخ طوسی ص ۶۶)

کردار کی بلندی اہلبیت کی پیروی کا نام ہے

الاختصاص میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ ایک بار سعد بن عبد الملک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ وہ شخص ہیں جنہیں حضرت امام سعد الخیر کے نام سے یاد فرماتے تھے اور عبد العزیز بن مردان کی اولاد میں سے تھے اور آتے ہی ہچکیاں لے کر اس طرح رونے لگے جیسے عورتیں روتی ہیں تو حضرت امام نے فرمایا سعد کیا بات ہے جو تم اس طرح رو رہے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضور کیسے نہ روں میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں قرآن پاک نے شجر ملعونہ فرمایا ہے یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو تم اموی ہوتے ہو تم اہلبیت میں سے ہو کہ تم نے خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنا جس میں حضرت ابراہیم کے قول کو بیان فرمایا ہے۔ فَمَنْ يَتَّبِعْ فَإِنَّهُ مِنِّي (جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے) سورہ ابراہیم آیت ۳۶ (الاختصاص ص ۸۵)

حمران بن اعین اور شیعہ ہونے کی سند

الاختصاص میں حمران بن اعین سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ جب تک آپ میرے اس سوال کا جواب عنایت نہ فرمائیں گے میں مدینہ سے نہیں جاؤں گا تو حضرت امام نے فرمایا ضرور سوال کرو وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے شیعوں میں میرا بھی شمار ہے؟ تو فرمایا ہاں تم دنیا و آخرت میں ہمارے شیعوں میں سے ہو۔

(نفس المصدر ص ۱۹۶ رجال کشی ص ۱۱۷)

مدوح کی صفات اور شاعر کا حسن انتخاب

مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے شاعر کیت سے فرمایا کہ کیا تم نے عبدالملک کی مدح و ثنا کی ہے تو انہوں نے عرض کیا اے ہدایت کے امام ہرگز ایسا نہیں ہوا کہ میں اس کی تعریف اور مدح کروں میں نے اسے اسد یعنی شیر کہہ کر خطاب کیا ہے اور اسد کتے کی طرح ایک جانور ہے میں نے اسے شمس یعنی سورج کہا اور سورج جادات میں شامل ہے میں نے اسے بحر یعنی سمندر کہہ کر خطاب کیا اور سمندر ایک بے جان چیر ہے اور میں نے اسے حیہ یعنی سانپ کہا اور سانپ ایک سڑا ہوا زمین کا کڑا ہے اور میں نے اس سے اے جبل یعنی پہاڑ کہہ کر خطاب کیا اور پہاڑ ایک ٹھوس پتھر کی حیثیت رکھتا ہے یہ سن کر حضرت امام مسکرانے لگے اور کیت نے یہ اشعار پڑھے۔

مَنْ لِقَلْبٍ مُّتِمَّ مُسْتَهَامٍ - غَيْرَ مَا صَبُوءَةٌ وَلَا أَحْلَامُ
أَخْلَصَ اللَّهُ لِي هُوَ أَيْ فَسَا - أَعْرَفُ نَزْعًا وَلَا تَطِيشُ سِهَامِي

مکزور اور رنجیدہ دل کا سوائے خواہشوں اور آرزوں کے کون ہو سکتا ہے خدا نے میری محبت کو میرے لیے خالص کر دیا ہے میں کتنا ہی کمان کو کھینچ لوں میرا تیر نشانہ سے خطا نہیں کریگا۔

جب کیت نے یہ اشعار پڑھے تو حضرت امام نے فرمایا کہ اس طرح کہا جائے تو کیا نقصان ہے ”فَقَدْ أَعْرَفُ نَزْعًا وَلَا تَطِيشُ سِهَامِي“ تو یہ سن کر کیت کہنے لگے

مولا کیا کہنا آپ نے مجھ سے کہیں بہتر اس مفہوم میں شاعری فرمادی۔ (المناقب جلد ۳ ص ۳۳)

توضیح ان دو شعروں میں شاعر کا مفہوم یہ ہے کہ خداوند عالم نے میری محبت کو آپ اہل بیت

کے لیے خالص بنا دیا ہے اور اس کی مدد و تائید اس کا سبب ہوئی کہ میں نے نشانہ خطا نہیں کیا

مجھے آپ کی مدح سے جو چاہا مل گیا جب کہ میں نے آپ کی مدح میں کوئی مبالغہ بھی نہیں کیا بات یہ ہے

کہ ہر تعریف کرنے والا اپنے مدوح کی تعریف میں حد سے گزرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر

ان کی وہ مدح اور تعریف سچائی کی حدود سے نکل جاتی ہے اور وہ جو کچھ تعریف میں کہتے ہیں جھوٹ کا پلندا

بن جاتی ہے جیسے کہ ایک تیر انداز جب کمان کو پوری طرح کھینچتا ہے تو نشانہ خطا ہو جاتا ہے لیکن آپ

کے معاملہ میں ایسا نہیں ہے اگر آپ اہل بیت کی مدح میں مبالغہ ہو جائے تو بھی تیر سچائی اور حق کے

نشانہ سے خطا نہیں کرے گا اور جو تعریف بھی آپ کی ہوگی وہ حق ہی حق ہوگی اس لیے کہ جن کی مدح خدا

کرے تو انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں کہ آپ اہل بیت کی مدح کا حق ادا کر سکے۔

فتح میں حاصل کیے ہوئے مال کا وارث خدا کا مقرر کردہ امام ہوتا ہے

مناقب ابن شہر آشوب میں بکر بن صالح سے مروی ہے کہ ایک بار عبداللہ بن مبارک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے آپ کے آبائے طاہرین علیہم السلام سے سنا ہے کہ مفتوحہ مال امام کا ہوتا ہے اور وہی اس کے مالک ہوتے ہیں تو حضرت نے فرمایا "ہاں" عبداللہ بن مبارک نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں میں بھی اس مفتوحہ مال میں سے ایک ایسا آدمی ہوں جسے لوگوں نے پکڑ لیا تھا اور میں کسی نہ کسی طرح اپنے مالکوں سے بچ کر نکل آیا اور اب آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اپنی غلامی میں لے لیں تو حضرت نے فرمایا مجھے قبول ہے جب عبداللہ بن مبارک مکہ کی طرف جانے لگے تو بولے کہ میں حج کر لوں گا تو شادی کروں گا اس وقت جو کچھ میری آمدنی ہے وہ وہی ہے جو میرے بھائی بطور مہربانی مجھے دے دیتے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں میرے لیے اب کیا حکم ہے امام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے شہر میں لوٹ جاؤ تمہارا حج کرنا، شادی کرنا اور تمہاری یہ آمدنی تمہارے لیے حلال ہے۔ بکر بن صالح کہتے ہیں کہ چھ سال کے بعد عبداللہ مبارک پھر خدمت امام میں حاضر ہوئے اور اس غلامی کا تذکرہ کیا جو انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لی تھی جس پر حضرت نے فرمایا کہ تم خدا کی خوشنودی کے لیے آج سے آزاد ہو جس پر عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حضور اپنے دست مبارک سے اس آزادی کی ایک تحریر عنایت فرمادیں تو حضرت نے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ محمد بن علی ہاشمی علوی کی تحریر عبداللہ بن مبارک نو جوان کے لیے ہے کہ میں نے خوشنودی رب کے لیے تمہیں آزاد کیا۔ تمہارا پالنے والا اور آقا و سردار خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور تم میرے اور میرے بعد والوں کے دوست ہو۔ محرم ۱۳۱ھ ہجری میں یہ تحریر تیار ہوئی جس پر امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دستخط اور مہر ثبت فرما کر اسے جاری کیا۔
(المناقب جلد ۳ ص ۳۳۸)

مومن کامل ہی احادیث اہل بیت کا بار اٹھا سکتا ہے

الاختصاص میں جناب جابر جعفی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ستر ہزار احادیث مجھ سے بیان کیں جو میں نے کسی کو نہیں بتائیں ایک بار میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں آپ نے اپنے رازوں کو بتا کر جو میں نے کسی شخص پر ظاہر نہیں کیے مجھ پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا ہے ایک بڑی ذمہ داری عائد فرمادی ہے جس سے بعض اوقات میرے دل میں ایک بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ ایک طرح کا جنون طاری ہو

جاتا ہے حضرت نے سنا اور ارشاد فرمایا اے جابر جب تم ایسی کیفیت محسوس کرو تو کسی دیرانے یا قبرستان کی طرف نکل جایا کرو اور ایک گڑھا کھودیا کرنا اور اس میں اپنا سر دے کر کہا کرو کہ محمد بن علی علیہ السلام نے مجھ سے یہ حدیث اس اس طرح بیان فرمائی ہے۔ (الاختصاص ص ۱۱۸، رجال الکشی ۱۲۸)

روح القدس اہل بیت کے محافظوں کے ساتھ ہے

الکافی میں کیت بن زید اسدی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے کیت خدا کی قسم اگر ہمارے پاس مال و دولت ہوتا تو ہم اس میں سے تمہیں عطا کرتے تمہارے لیے تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت سے ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک تم ہمارے محافظوں سے ہماری حفاظت اور دفاع کرتے رہو گے روح القدس تمہارے ساتھ ہیں کیت کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے صرف دو شخصوں کے بارے میں بتادیں یہ سن کر حضرت نے تکیہ کو موڑ کر اس کا سہارا لیا اور فرمایا اے کیت خدا کی قسم ہر وہ خون جو بہایا گیا اور ہر وہ مال جو ناجائز طور پر لیا گیا اور ہر وہ پتھر جو کسی دوسرے پتھر سے بدل دیا گیا ان سب کا بوجھ ان دونوں کی گردنوں پر ہے۔ (الکافی جلد ۶ ص ۱۱۸)

بنو عباس کی حکومت کے قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی

الکافی میں جناب ابو بصیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں داؤد بن علی سلیمان بن خالد اور ابو جعفر عبد اللہ بن محمد ابوالدوانیق وہاں آ گئے اور مسجد کے گوشہ میں بیٹھ گئے انہیں بتایا گیا کہ یہ محمد بن علی امام باقر ہیں جو تشریف فرما ہیں چنانچہ داؤد اور سلیمان بن خالد اپنی جگہ سے اٹھے اور خدمت امام میں آ کر سلام کیا لیکن ابوالدوانیق اپنی جگہ رہا۔ جب یہ دونوں آئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ اس سرکش کو میرے پاس آنے میں کیا امر مانع رہا ان دونوں نے کچھ عذر پیش کیا اس وقت جناب امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم کچھ زیادہ وقت نہ گزرے گا کہ یہ شخص زمین کے بڑے حصہ کا بادشاہ بنے گا اور لوگوں کو ایڑیوں سے روند ڈالے گا ان کی گردنیں اپنے آگے جھکا دے گا یہ سخت حاکم کی حیثیت سے حکومت کرے گا۔

داؤد بن علی نے دریافت کیا کہ کیا ہماری سلطنت آپ حضرات اہل بیت کی حکومت سے پہلے ہوگی؟ تو امام نے فرمایا ہاں داؤد ایسا ہی ہوگا کہ تمہاری حکومت ہماری حکومت سے پہلے ہی ہوگی (جب کہ امام زمانہ کا ظہور ہو جائے گا) تو داؤد نے عرض کیا کہ خدا آپ کو نیکی عطا کرے

اس کی کوئی مدت بھی ہے تو امام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ خدا کی قسم تمہارا دور حکومت بنی امیہ سے اتنا زیادہ ہوگا کہ تمہارے لڑکے اسے ایک دوسرے سے چھینیں گے اور اس حکومت سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح بچے گیند سے کھیلے ہیں یہ سن کر داؤد بن علی حضرت امام کے پاس سے خوش خوش کھڑے ہوئے وہ ابو الدوائق کو ان باتوں کی اطلاع کر دینا چاہتے تھے جب یہ دونوں چلنے لگے تو امام نے پیچھے سے آواز دی کہ کسی قوم کی حکومت کو اس وقت تک زوال نہ آئے گا جب تک وہ ہمارا ممنوع اور ناحق خون نہ بہانے لگیں امام نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب لوگ اس خون کو بہانے لگیں گے تو پھر ان کے لیے زمین کے نشیبی حصے اس کے بیرونی حصوں سے بہتر ہوں گے اس وقت ان کا نہ زمین میں کوئی مددگار ہوگا اور نہ آسمان میں انہیں ان الزمات سے بری کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

سلیمان بن خالد نے وہاں سے آکر ابو الدوائق کو اس امر کی اطلاع کی یہ سن کر ابو الدوائق حضرت امام کی خدمت میں گیا اور سلام بجالایا اور آپ کو وہ سب کچھ بتا دیا جو داؤد اور سلیمان نے اس سے کہا تھا امام نے فرمایا ہاں ابو جعفر ایسا ہی ہے کہ تم لوگوں کی حکومت ہم لوگوں کی حکومت سے پہلے ہوگی تمہارے بادشاہ صاحب الامر سے پہلے ہوں گے لیکن تمہاری حکومت میں بیگی اور پریشانی کا دور دورہ ہے گا سکون و آرام میسر نہ آئے گا تمہاری حکومت کا عرصہ طویل ہوگا اور خدا کی قسم اس کی مدت بنی امیہ کے دور حکومت سے بہت زیادہ ہوگی تمہارے مردوں کے باقی ماندہ لڑکے حکومت کو اس طرح اچکیں گے جیسے گیند کو اچکتے ہیں کیا تم نے بات کو پوری طرح سمجھ لیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم اپنی سلطنت کے دوران اس وقت تک آسودہ رہ سکو گے جب تک تم ہمارا خون ناحق نہ بہاؤ گے اور جب تم اس مقدس خون کو بہانے لگو تو یاد رکھو کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور تمہاری حکومت صنفِ ہستی سے مٹ جائے گی تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی خدا تم پر ایسے بھیگے شخص کو مسلط کرے گا جو اولاد ابو سفیان سے نہ ہوگا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں تمہاری بیخ کنی ہو جائے گی۔ اتنا فرما کر جناب امام خاموش ہو گئے۔

رالکافی جلد ۸ ص ۲۱۷

توضیح: مذکورہ روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے عباسی حکومت کے قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی فرمائی اور ان بدترین حالات کا ذکر فرمایا جو عباسی دور میں پیدا ہوں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ واضح فرمادیا کہ جب حضرات اہل بیت علیہم السلام کا خون بہایا جانے لگے گا تو عباسی اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا جس سے یہ مقصد نہیں کہ یہ حضرات تلوار سے ہی قتل کیے جائیں گے بلکہ زہر سے شہید کر دینا بھی قتل ہی میں داخل ہے اور کسی کی ناحق جان لے لینا بدترین گناہ اور جب یہ سلسلہ بڑھتا ہے تو غضب الہی جوش میں آ جاتا ہے یہی صورت عباسیوں کے دور حکومت میں ظاہر ہوئی کہ اولادِ رسول کو بے دریغ قتل کیا گیا ان کے دوستوں کو دیواروں میں چنوا دیا گیا ان کے خون سے گارے بنائے گئے اور اسلام کی حرمت کو پامال کیا گیا

نیچے میں سلطنت مہاسیہ کو زوال آگیا اور اس بری طرح سے کہ ان پر خدا نے ایک ذلیل بھینگے آدمی کو مسلط کر دیا جو ہلاکو کی طرف اشارہ ہے جس کے انسانیت سوز مظالم کی تاریخ گواہ ہے حضرت امام نے اسے بھینگا ارشاد فرمایا اور یہ بالکل اسی طرح سے جیسے ابو لہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کے وقت آپ کے ترمقابل آیا اور حضرت ابوطالب نے اسے بھینگا کہہ کر خطاب فرمایا تھا جس سے اس کا ذلیل کینہ اور تنگ انسانیت ہونا مقصود تھا اسی طرح سے امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم ایک بد محفلت ذلیل اور پست شخص کو مسلط فرمادے گا۔

اصحاب امام

الاختصاص میں امام محمد باقر علیہ السلام کے مخصوص اصحاب کے مندرجہ ذیل اسی گرامی پیش کئے گئے ہیں۔

جناب جابر بن یزید جعفی، جناب حمران اعین، جناب زرارہ، جناب عامر بن عبد اللہ بن خزیمہ، جناب جحر بن زائدہ، جناب عبد اللہ بن شریک عامری، جناب فضیل بن بسیر بصری، جناب سلام بن ستیر، جناب برید بن معادیہ عجمی اور جناب حکم بن ابی نعیم۔
(الاختصاص ص ۸)

اصحاب و حواریین امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام

الاختصاص میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی آواز دے گا کہ حضرت محمد بن علی اور حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے حواری کہاں ہیں تو عبد اللہ بن شریک عامری زرارہ بن اعین برید بن معادیہ عجمی محمد بن مسلم ثقفی لیث بن النجری مرادی عبد اللہ بن ابی یعفور عامر بن عبد اللہ بن جزارہ جحر بن زائدہ اور حمران بن زائدہ اور حمران بن اعین کھڑے ہو جائیں گے۔
(نفس المصدر ص ۶، رجال الکشی ص ۷)

حضرت امام کے بعض اصحاب اور ان کا مختصر تعارف

الاختصاص میں امام محمد باقر علیہ السلام کے بعض اصحاب کے اسماء گرامی مختصر تعارف کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ چنانچہ زیاد بن منذر لاعمی کی کینت ابوالجبار ودھتی زیاد بن ابی رجار ابو عبیدہ الخدار سے مشہور معروف تھے زیاد بن سوقة زیاد غلام امام محمد باقر علیہ السلام زیاد بن المنقر اور زیاد الاحلام امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے ان حضرات کے علاوہ حضرت امام کے اصحاب میں جناب ابوبصیر لیث بن النجری المرادی اور ابوبصیر بکلی بن القاسم تھے جو نابینا تھے وہ بنی اسد کے غلام تھے ابوالقاسم

(الاختصاص ص ۸۳)

کانام اسحاق تھا۔ جناب ابوبصیر کی کنیت ابو محمد تھی۔

اولین کے اعلیٰ فقیہ چھ اصحاب امام ہیں

مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے کہ جابر جعفی امام محمد باقر علیہ السلام کے دربان تھے ایک بڑی جماعت اس پر متفق ہے کہ اولین میں بلند ترین علمائے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے اصحاب میں چھ حضرات تھے اور وہ زرارہ بن اعین، معروف بن خربوذ مکی، ابوبصیر اسدی، فضیل بن یسار، محمد بن مسلم طالقانی اور برید بن معاویہ نجلی ہیں۔
(المناقب جلد ۳ منہج ۳)

ایک مشاعرہ اور شعراء کا اظہار حقیقت

کتاب مقتضب الاثر فی النص علی الاثنی عشر میں محمد بن زیاد بن عقبہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ بنی اسد کے شعراء میں جن میں مشعل بن سعد الناضری اور کمیت بن زید کے بھائی ورد بن زید شامل تھے شعر خوانی کا انعقاد ہوا جس میں امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی تشریف آوری اور شرکت کی درخواست کی گئی تھی۔
اشعار یہ تھے جن میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا۔
ترجمہ ”آپ کے لیے میں ہر طرف گھومتا رہا ہوں میرا شوق مجھے کس کس زمین پر لے گیا۔ اے اس ماں کے فرزند جس نے حمل میں رکھا اور پیدا کیا آپ ہی کی طرف کل کے دن مجھے آنا ہوگا میں آپ تک نہ بھی پہنچوں تو میری آرزوئیں اس انتہا پر پہنچ جائیں گی جس کیلئے گروہ خداوندی کا ہر کوشش کرنے والا کوشش کرتا ہے آپ ہی کے سامنے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں ہماری آنکھیں اور کان آپ ہی کی طرف لگے ہوئے ہیں انہی میں ائمہ محافظین احکام امرونی ہیں جن میں ایک محافظ شریعت دوسرے کو بطور وصیت بتاتا رہتا ہے وہ اپنے رب سے دُعا خیر کرنے میں نہیں تھکتے وہ سب کچھ پا لیں گے وہ ہر ملانے والے کی آواز پر لبیک کہتے ہیں“

انہی اشعار میں وہ بھی ہیں جن میں حضرت امام علی اللہ ظہورہ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہے جن میں کہا گیا ہے۔

ترجمہ جب سامرا میں ایک مولود آئیگا تو رات میں ستارے کی طرح چمکتا ہو گیا یہاں تک کہ جب زمین عراق انہیں حجاز کی طرف نکال دے گی تو وہ ایک سخت و تنگ زمین میں قیام کرے گی اور ایک زمانہ تک غائب رہے گی اور زمین میں گھومتے رہیں گے اور دنیا میں گھومنے پھرنے والے ان کی تلاش میں تھک کر نہ بیٹھیں گے وہ ہوسلی و عیسیٰ کی مثل ہیں مگر ان کی عمریں گزر جائیں تو ان کے بارے میں کوئی اطلاع و خبر نہیں دے سکتا یہ حضرت موسیٰ کے نقیبوں کا تتمہ ہوں گے ان چشموں کی طرح ہوں گے جو ان کے عصا سے نکلے تھے انہی کی طرح وہ نکلا ہے میں ان کے دیدار کی آرزو رکھتا ہوں تاکہ ان کا بہترین پیروں جاؤں اس کی خبر ہمیں ان راویوں نے دی جو خدا سے ڈرنے والے اور اس کے مطیع ہیں ان سب باتوں کو ہم نے حق کے راویوں سے روایت کیا ہے اور تمہارے اباؤ احباب و کرام سب میں بہتر اسلاف اور شریعت کے مالک و محافظ ہیں
(مقتضب الاثر ص ۹۷)

توالت باب

عبداللہ بن نافع کا امام سے مناظرہ

الکافی میں بعض اصحاب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن نافع ازرق کہا کرتا تھا کہ اگر میں جانتا کہ اس دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو مجھے بحث میں یہ ثابت کر دے کہ اہل نہروان کے قتل کرنے میں امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے ظلم نہیں کیا تو میں اس شخص کے پاس جاؤں گا چنانچہ اس سے کہا گیا کہ اس معاملہ میں خواہ ان کی اولاد میں سے ہی کوئی کیوں نہ ہو کیا تو ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہو جائے گا تو کہنے لگا کہ کیا (حضرت امیر المومنین) علی مرتضیٰ کی اولاد میں کوئی عالم ہے؟ تو کہنے والے نے کہا تیری پہلی جہالت تو یہی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ان حضرات میں کوئی عالم نہ ہو تو اب نافع کہنے لگا کہ کیا آج بھی ان میں کوئی عالم موجود ہے جواب ملا کہ ہاں، حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام موجود ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر وہ اپنے بڑے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں مدینہ آیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملا امام کو بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن نافع ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ انہیں مجھ سے کیا کام ہے یہ تو مجھ سے اور میرے پدر بزرگوار سے صبح و شام بینراری کا اظہار کرتا ہے۔

ابو بصیر کوئی نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں اس کا یہ خیال ہے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ ثابت کر دے کہ نہروان والوں کے قتل میں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ظالم نہ تھے تو یہ اس کے پاس پہنچے گا امام نے یہ سن کر فرمایا یہ میرے پاس مناظرہ کے لیے آیا ہے؟ ابو بصیر نے عرض کیا کہ حضور ایسا ہی ہے جناب امام نے غلام کو حکم دیا کہ اس کی سواری کو ٹھہراؤ اور اس کا انتظام کرو اور اس سے کہو کہ کل آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ دوسرے دن عبداللہ بن نافع اپنے مخصوص ساتھیوں کے ساتھ حضرت امام کی خدمت میں آیا آپ نے مہاجرین و انصار کو جمع کیا

اور دو گروے رنگ کے کپڑے پہن کر مجمع میں تشریف لائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مریم نکل آیا ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمام تریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو ہر زمان و مکان کا خالق و مدبّر ہے پھر آپ نے آیۃ الکرسی کو آخر آیت تلاوت فرمایا اور زبان سے یہ الفاظ جاری کیے کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں خدا نے رسالت کے لیے منتخب فرمایا“ پھر جناب امام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ”اے گروہ مہاجرین و انصار تم میں سے جو شخص امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مناقب سے واقف ہے بیان کرے“

راوی کا بیان ہے کہ لوگ کھڑے ہوئے اور امیر المومنین علیہ السلام کے مناقب بیان کرنے لگے۔ عبداللہ بن نافع نے کہا کہ میں ان مناقب کو تسلیم کرتا ہوں لیکن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام، تو حکمین کے تقرر کے بعد (معاذ اللہ) کافر ہو گئے لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام کے اور مناقب بیان کیے یہاں تک کہ حدیث **لَا تُعْطِيَنَّ السَّيِّئَةَ عَذَابًا** بیان ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کل میں اس مرد کو علم دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھنے والا ہے اور خدا و رسول اسے دوست رکھتے ہیں وہ بڑھ بڑھ کر حکم کرنے والا ہے اور فرار اختیار کرنے والا نہیں اور میدان جہاد سے اس وقت نہ لوٹے گا جب تک خداوند عالم اسے فتح عنایت نہ فرما دے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن نافع سے مخاطب ہوئے کہ بتاؤ تم اس حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہو تو کہنے لگا کہ بے شک حدیث صحیح ہے لیکن بعد میں ان سے کفر کا اظہار ہوا جس پر جناب امام نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے غم میں روئے تو بتا جس دن خدا تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا محبوب بنایا۔ دوران سے محبت کی کیا اس دن خدا کو اس کا علم تھا یا نہیں کہ یہ اہل نہروان کو قتل کریں گے اگر تو یہ کہتا ہے کہ خدا نہ جانتا تھا تو تو کافر ٹھہرا جس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے تسلیم ہے کہ اس دن خدا جانتا تھا تو امام نے فرمایا کہ کیا خداوند عالم نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اس وجہ سے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کریں یا اس لیے محبت کی کہ وہ اس کی نافرمانی کریں؟ تو ابن نافع کہنے لگا کہ اس وجہ سے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کریں جس پر امام نے فرمایا بس اب جا بحث تو ختم ہو گئی اور تو نے مان لیا جس پر وہ کہتا ہوا اٹھا کہ آپ حضرات کو سفید و سیاہ سب کا علم ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کون لوگوں میں قرار دے۔

وضاحت: امام محمد باقر علیہ السلام نے عبداللہ بن نافع کو ایک مدلل اور مسکت جواب دیا جو صرف چند الفاظ پر مشتمل تھا آپ نے فرمایا کہ خدا کو اس کا علم نہ تھا کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اہل نہروان کو قتل کریں گے اگر علم تھا تو اس کے باوجود خدا کا امیر المومنین کو اپنا محبوب قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے منشاء ایزدی کے خلاف عمل کرنے سے تو سارے اعمال بے کار ہو جاتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اس سے باخبر تھا کہ جناب امیر علیہ السلام اہل نہروان کو قتل کریں گے اور ان کا یہ قتل کرنا جائز و درست ہو گا

اور منشأ ایزدی کے مطابق ہوگا اور اطاعت الہی قرار پائے گا اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کو مستقبل کی خبر نہ تھی تو اس سے خدا کی الوہیت پر بہت بڑا الزام آتا ہے جسے تسلیم کرنے والا کافر ہے لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ خدا نے حضرت امیر علیؑ کو اپنے محبوب ہونے کی سند بایں طور عنایت فرمائی کہ اسے علم تھا کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام جس طرح مافی دھال میں خدا کے مطیع و فرمان بردار رہے اسی طرح مستقبل میں بھی جو عمل کریں گے وہ عین منشأ خداوندی اور اطاعت الہی ہوگا۔ لہذا خدا نے اس عظیم ہستی کو اپنی محبوبیت کی سند عطا فرمادی جس کا عبد اللہ بن نافع نے اقرار کیا۔

تفسیر آیات قرآنی

الکافی میں زید الشحام سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قتادہ بن دعامہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اہل بصرہ کے فقیہ ہو، تو قتادہ نے عرض کیا جی ہاں لوگوں کا میرے بارے میں یہی خیال ہے جس پر امام نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم قرآن کے مفسر بھی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ تم قرآن کی تفسیر علم سے کرتے ہو یا جہالت سے؟ تو وہ کہنے لگے کہ میں علم سے تفسیر قرآن کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم علم سے قرآن کی تفسیر کرتے ہو تو پھر بلند حیثیت کے آدمی ہو میں تم سے کچھ سوال کروں گا قتادہ نے کہا ضرور پوچھیے تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں بتاؤ ”وَقَدْ زُفْنَا فِيهَا السَّيْرُ وَفِيهَا لِيَالِي وَأَيَّامًا أَهْنِيْنَ“ (سورہ سبا آیت ۸) اور ہم نے ان میں آمد و رفت کی راہ مقرر کی تھی ان راتوں اور دنوں میں بے کھٹکے چلو پھرو، تو قتادہ نے کہا کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو جائز و حلال زاد سفر، حلال سواری اور حلال و جائز کرایہ کے ساتھ خانہ خدا کی طرف آئے تو اسے کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ بالکل محفوظ رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف واپس نہ جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص گھر سے جائز زاد راہ اور جائز اجرت کے ساتھ بیت اللہ کے لیے نکلے راہ میں چوری ہو جائے سارا زاد راہ جاتا رہے لٹ جائے اور کھانے پینے کا کل سامان ختم ہو جائے تو قتادہ کہنے لگا بے شک ایسا ممکن ہے تو حضرت نے فرمایا اے قتادہ یہ افسوس کی بات ہے اگر تم نے قرآن کی تفسیر اپنی طرف سے کی تو سمجھ لو کہ تم خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈال دیا اور اگر تم نے دوسروں سے سنی سنائی تفسیر بیان کی تو تم بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کی ہلاکت کا باعث بنے اے قتادہ یہ افسوس کی بات ہے۔ سنو یہ آیت مبارکہ میں اس سے وہ شخص مراد ہے جو جائز زاد راہ اور دوسرے جائز اسباب کے ساتھ اپنے گھر سے چلے اس کا بیت اللہ کا ارادہ ہو وہ ہمارے حق کو پہچانتا ہو اور اس کا دل باری طرف مائل ہو جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (سورہ ابراہیم آیت ۳۷) تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر، اس سے بیت مراد نہیں ہے اگر خانہ خدا مراد ہوتا تو اَلْيَاۤئِيۡہِ واحد کی ضمیر لائی جاتی

لیکن اَلَيْهِمْ ذَرِیَّاتٌ یعنی جمع غائب کی ضمیر لائی گئی تو خدا کی قسم وہ ہم ہیں جو حضرت ابراہیم کی دعا ہیں کہ جن کی طرف کسی کا دل مائل ہوگا تو اس کا حج بھی قبول ہوگا ورنہ نہیں اسے قتادہ جب اس طرح ہوگا تو وہ شخص قیامت کے دن عذاب جہنم سے بے خوف رہے گا جس پر قتادہ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں تو اس کی تفسیر اسی طرح بیان کرتا رہا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ قتادہ یہ انسو س کی بات ہے قرآن مجید کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو اسکے مخاطب ہیں۔

رالکافی جلد ۱ ص ۳۱۳

توضیح :- قتادہ بن دعامہ عامرہ کے مشہور محدثین و مفسرین میں سے تھے جن کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے اشارۃً فرمایا کہ تم ایسے عالم ہو جو تعریف کا محتاج نہیں بشرطیکہ تم قرآن کی تفسیر علم سے کرتے ہو اور مناسب ہے کہ ایسے شخص کی طرف علوم میں رجوع کیا جائے اور اپنی طرف سے قرآن کی تفسیر کر دینا اپنے اور دوسروں کے لیے ہلاکت کا باعث ہے اور ارشاد الہی **كُلُّ نَافِلٍ هَا السَّيْرُ** کے بارے میں تمام مفسرین میں یہ مشہور ہے کہ اس آیت مبارکہ کی شان نزول ان بستیوں کے احوال کا بیان ہے جو قوم سبا کے زمانہ میں تھیں مطلب یہ ہوا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے آرام و سائش کے بقدر ان بستیوں میں آدورفت کی راہ مقرر کر دی تھی کہ وہ قرب منازل کے سبب خورد و نوش کے محتاج نہ تھے اور ارشاد الہی لفظ **سَيْرٌ** و **سَيْرٌ** و **سَيْرٌ** میں حکم الہی بزبان حال انہی کی طرف ہے بہت سی اخبار و روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ **سَيْرٌ** و **سَيْرٌ** کی مخاطب یہ امت ہے اور اسے متوجہ کیا جا رہا ہے یا پھر یہ کہ اس سے عام خطاب مراد لیا جائے جن میں یہ بھی شامل ہوں۔

حضرت امام کا یہ ارشاد کہ اس سے بیت اللہ مراد نہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ بیت اللہ کی طرف دلوں کا میلان ہے ورنہ **اَلَيْهِمْ ذَرِیَّاتٌ** اور جمع کی ضمیر نہ آتی بلکہ جناب ابراہیم کی دعا تھی کہ خداوند عالم ان کی اس ذریت کو جو خانہ خدا کے پاس آباد ہوا نبیاء اور خلفاء قرار دے کہ ان کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوں چنانچہ حج ان حضرات کی طرف پہنچنے کا ایک ذریعہ وسیلہ بنتا ہے اور خدا نے اس دعا کو جناب نبی آخر الزمان اور آپ کے اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں شرف قبولیت بخشا جو حقیقتہً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں۔

جناب جزری کہتے ہیں کہ ایک حدیث یہ بھی ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور جناب

عیسیٰ کی خوشخبری ہوں چنانچہ دعا حضرت ابراہیم تو اس صورت میں ہوئے کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَالْبَعَثُ فِيهِمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۹) ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کریں اور بشارت حضرت عیسیٰ کے سلسلہ میں یوں ارشاد خداوندی ہوا **وَهُبِّشْ أَبَدْرَسُولٍ يَّاتِي مِنْ بَعْدِي أَسْمُهُ أَحْمَدُ** (سورہ صف آیت ۶) میں خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔

طاووس یمانی کے سوالات اور ان کے مدلل جوابات

الاحتجاج میں ابان بن تغلب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ طاووس یمانی اپنے ایک ساتھی سمیت طواف کعبہ کے لیے آئے تو دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام بھی طواف میں مشغول ہیں تو طاووس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ جوان عالم معلوم ہوتے ہیں جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ جب نماز پڑھ چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے تو طاووس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ ذرا امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کے پاس چلیں اور ایک سوال کریں جس کے بارے میں مجھے کوئی معلومات نہیں چنانچہ دونوں آئے اور حضرت کو سلام کیا طاووس نے عرض کیا اے ابو جعفر علیہ السلام آپ کو معلوم ہے کہ ایک تہائی آدمی کب ہلاک ہوئے تو امام نے فرمایا اے ابو عبد الرحمن ایسا تو کبھی نہیں ہوا بلکہ شاید تمہاری مراد لوگوں کی اچھوتھائی آبادی سے ہے تو طاووس کہنے لگے وہ کس طرح؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اچھوتھائی اس وقت ہلاک ہوئے جب قابیل نے بائبل کو مار ڈالا اس وقت چار آدمی تھے آدم و حوا اور بائبل و قابیل۔ تو طاووس کہنے لگا سچ فرمایا تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ قابیل کے ساتھ کیا گیا وہ کہنے لگے مجھے معلوم نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اسے دھوپ میں رکھ دیا گیا ہے اور قیامت تک اس پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاتا رہے گا۔ (الاحتجاج ص ۱۷۱)

بروایت دیگر

کتاب الاحتجاج میں ایک دوسری روایت جناب ابوبصیر سے نقل کی گئی ہے جس میں تہائی یا چوتھائی آبادی کی ہلاکت کے سوال کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام سے طاووس یمانی کے دوسرے سوالات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں طاووس یمانی نے حضرت امام سے مزید سوال یہ کیا کہ انسان کا باپ کون ہے، قاتل یا مقتول یعنی قابیل یا بائبل تو حضرت نے فرمایا کہ نسل آدم ان دونوں میں سے کسی ایک سے نہیں چلی بد سب انسانوں کے باپ جناب شیث ہیں اور انہی سے جناب آدم کی نسل چلی ہے۔ طاووس نے پوچھا کہ جناب آدم کو آدم کیوں کہا گیا تو فرمایا کہ انہیں اس لیے آدم کہا گیا کہ ان کی طنیت پست زمین کی ظاہری سطح سے بلند ہوئی پھر طاووس کہنے لگے کہ جناب حوا کو حوا کیوں کہا جاتا ہے تو حضرت نے فرمایا اس لیے کہ وہ ایک زندہ یعنی جناب آدم کی پسلی سے خلق کی گئیں طاووس نے عرض کیا کہ ابلیس کو ابلیس کیوں کہتے ہیں تو فرمایا اس لیے کہ وہ رحمت خداوندی سے مایوس ہے پھر سوال کیا کہ جن کو جن کیوں کہا جاتا ہے تو ارشاد فرمایا اس لیے کہ وہ پوشیدہ رہتے ہیں اور انسان کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتے ہیں اور دکھائی نہیں دیتے پھر کہنے لگے کہ یہ فرمائیے کہ پہلا جھوٹ کس نے بولا تو امام نے جواب دیا کہ وہ پہلا

طاؤوس نے عرض کیا کہ یہ بتائیے کہ وہ کونسی قوم ہے جس نے حق کی گواہی دی لیکن

درحقیقت وہ جھوٹے تھے تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ منافقین ہیں جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ

وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں چنانچہ خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی

اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا اَشْهَدُ اَنْكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يُشْهِدُكَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ كَذِبُونَ سورة منافقون آيت ١

اے رسول جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اقرار کرتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول

ہیں اور خدا جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں طاؤس

یہ سوال کیا کہ یہ فرمایئے کہ وہ کونسا پیر مذہب ہے جو صرف ایک بار اٹھا اور اس سے پہلے یا اس کے

بعد پھر نہیں اڑا اور جس کا خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ طور سینا ہے کہ اس سے

خدا نے بنی اسرائیل پر اٹھایا جب کہ اس نے ان پر اپنا سایہ ڈالا جس میں طرح طرح کے عذاب تھے۔ خدا

نے قرآن میں یوں اس کا ذکر فرمایا ہے **وَإِذْ نَسَقْنَا الْجَبَلَ فَوْفَهُمْ كَانَتْ ظِلَّةٌ وَظَنُوا إِنْهُ وَاعٍ**

بِجَمْعٍ (سورہ اعراف آیت ۱۷۱) تو اے رسول یہود کو یاد دلاؤ جب ہم نے ان کے سروں پر پہاڑ کو اس

مرح لکھایا کہ گویا سائبان تھا اور وہ لوگ سمجھ چکے تھے کہ ان پر اب گرم طاف دوس نے عرض کیا کہ مجھے اس

رسول کے بارے میں بتائیں کہ جسے خدا نے بھیجا تھا اور وہ نہ جنوں میں سے تھا نہ انسانوں میں سے اور نہ

فرستوں میں سے۔ خداوند عالم نے جس کا ذکر قرآن میں کیا ہے تو امام نے فرمایا وہ کو اٹھا جسے خدا نے اس

لیے بھجیا تھا کہ وہ قابیل کو بتا سکے کہ وہ اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو کس طرح مٹی میں پھیلانے جب کہ وہ ہابیل کو قتل کر کے اپنے والدین کے سامنے لائے گا۔

لَوْ سَلَكَ جَمَاعَتُهُمْ سَبِيلَ رَحْمَةِ اللَّهِ لَافْتَحَتْ لَهُمُ ابْوَابُ الْجَنَّةِ لِيَخْرُجُوا مِنْهَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَلِيُذَكِّرُوا أَهْلَ الْأَرْضِ

کیریت کیف یحییٰ ابرہۃ بن حبشہ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ حیاتِ رسورہ مادہ آیت ۳۱ کو خدائے ایک لوے کو بھیجا کہ وہ میری کنیز کے لئے لگا تاکہ اس سے پیدا ہو سکے اور اس سے میرا بیٹا ہو سکے۔

کہ وہ زمین کو کرید لے لگا تا کہ اسے قابیل کو دکھا دے کہ اسے اپنے بھائی کی لاش کیونکر بھپانی چاہیے۔

طاووس لے ہا کہ یہ بایں کہ وہ لون بھا جس لے اپنی قوم کو دریا بھا معروہ نہ حبوں

میں سے ہے نہ انسانوں میں سے اور نہ فرسوں میں سے اس کو جی خدا نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے تو صرف
 نے فرمایا کہ وہ جو نہ سے جس کے ۲۱ نے کہا تھا اَلَا شَکَّالٌ مِّنْهُمْ خَلَوْاْ مَسَکِیْنًا وَکَلَّ

لے کر آیا کہ وہ بیوی ہے جب کہ اس کے ہاں ہا یا ایہا الخ ل، اءلوا مساکینم لا یحطیکم سئلہ کارہ وحنہ ذلک ہم الذکر سورۃ النبا آیت ۱۸

یٰۤاَیُّهَا سِیِّمَانُ وَجِبُوْا ۙ وَهَمَّ لَا یَسْعُرُوْنَ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ اٰیۃ ۱۸ اے
جیوٹھو! اپنے ملو! ہم گھس جاؤ! انسانہ سیکہ سلہ! اور ان کا شکہ تمہد پروند ڈالے! اور اہم! تمہ

کیونکہ یہ سب بچے بچوں میں شہس جاو ایسا نہ ہو کہ عیساں اور ان کا سر مہیں لہو دندے ادرائیں اس پر

نہ انسانوں نہ فرشتوں میں سے ہے جس کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے تو حضرت نے فرمایا کہ جس پر جھوٹا الزام لگایا گیا وہ بھیڑیا تھا جس پر جناب یوسف کے بھائیوں نے تہمت لگائی کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا طاؤس نے کہا کہ یہ بتائیے کہ وہ کون سی چیز ہے کہ جس کا تھوڑا حلال ہے اور جس کا زیادہ حرام ہے اور خداوند عالم نے اس کا اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے تو حضرت امام نے جواب دیا کہ وہ نہر طالوت ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہوا "إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بَيْنَهُ" (سورہ بقرہ آیت ۲۴۹) مگر جواب نے ہاتھ ایک چلو بھر (کے پنی) لے، طاؤس کہنے لگے کہ اس فرض نماز کے بارے میں بتائیے جو بغیر وضو کے پڑھی جاتی ہے اور اس روزے کے بارے میں بتائیے جو کھانے پینے سے مانع نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ بغیر وضو کے صلوٰۃ تو وہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا ہے جس کے لیے وضو کی ضرورت نہیں ہمارے روزہ تو وہ خاموشی کا روزہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا "إِذَا دُكِرْتُمُ لِلرَّحْمَنِ صُومًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا" (سورہ مریم آیت ۲۶) میں نے خدا کے واسطے روزے کی نذر کی تھی تو میں آج ہرگز کسی سے بات نہیں کر سکتی

طاؤس نے پھر سوال کیا کہ اس چیز کے بارے میں بتائیے جو کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے اور وہ کون سی شے ہے جو زیادہ تو ہوتی ہے لیکن کم نہیں ہوتی اور وہ کون سی چیز ہے جو کم تو ہوتی ہے مگر زیادہ نہیں ہوتی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ چیز جو گھٹتی بڑھتی رہتی ہے وہ چاند ہے اور جو بڑھتی ہے اور گھٹتی نہیں وہ سمندر ہے اور وہ چیز جو گھٹتی ہے اور بڑھتی نہیں وہ عمر اور زندگی ہے۔

(الاحتجاج ص ۷۸)

خانہ کعبہ تمام مکانوں سے افضل ہے

الکافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت پاؤں پر بیٹھے ہوئے ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لیے ہوئے تھے آپ قبلہ رو تشریف فرما تھے کہ فرمایا کہ کعبہ کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے کہ اتنے میں قبیلہ بجیلہ کے عاصم بن عمر حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے جناب امام سے کہا کہ کعب الاخبار اس کے قائل ہیں کہ خانہ کعبہ ہر روز بیت المقدس کو سجدہ کرتا ہے تو حضرت امام نے فرمایا کہ کعب تمہارا اس قول کے بارے میں کیا خیال ہے تو وہ کہنے لگے کہ کعب کی بات تو صحیح ہے جس حضرت امام نے غصہ میں ارشاد فرمایا کہ تم بھی جھوٹ کہتے ہو اور تمہارے ساتھ کعب الاخبار بھی جھوٹا ہے زرارہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میں نے حضرت کو یہ کہتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے زمین کا کوئی ایسا ٹکڑا خلق نہیں فرمایا جو اسے کعبہ سے زیادہ محبوب ہو پھر حضرت نے اپنے ہاتھ سے کعبہ کی

کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی جگہ اس سے زیادہ فضیلت و احترام والی نہیں ہے یہ کعبہ ہی ہے کہ اس کی حرمت کے پیش نظر آسمان و زمین کی تخلیق کے وقت خدا نے اپنی کتاب میں چند مہینوں کو حرام ٹھہرا دیا ہے جن میں تین مہینے تو پے درپے آتے ہیں توجہ سے متعلق ہیں اور وہ ماہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں اور ایک مہینہ عمرہ کے لیے ہے جو رجب کا مہینہ ہے۔
(الکافی جلد ۴ ص ۲۳۹)

آسمان و زمین کے کھلنے اور بند ہونے کے بارے میں امام سے سوال

المناقب الارشاد اور الاحتجاج میں مروی ہے کہ عمرو بن عیاد بصری امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں سوال کے ذریعہ آپ کے امتحان کی غرض سے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ پر قربان جاؤں خداوند عالم کے اس ارشاد کا مطلب تو ارشاد فرمائیے کہ ”أَوَلَمْ يُدِرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَنَاثِرًا نَّفَاثَتَنَا هَا سَوْءَ مَا يَحْكُمُونَ“ (سورہ الانبیاء آیت ۳۰) جو لوگ کافر ہو بیٹھے کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمان و زمین دونوں بستہ بند تھے تو ہم نے دونوں کو شکافتہ کیا کھول دیا اس آیت مبارکہ میں رقیق و فقیق سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ رقیق سے یہ مراد ہے کہ آسمان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین سے نباتات (گھاس وغیرہ) نہیں اگتی تھی تو خدا نے آسمان و زمین کو بارش و نباتات سے کھول دیا یعنی بارش بھی ہونے لگی اور زمین پر پھیل پھول پودے وغیرہ بھی لگنے لگے یہ سن کر عمرو چلے گئے اور حضرت کے جواب پر کوئی اعتراض یا اس کی تردید نہ کر سکے اس کے بعد پھر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں وضاحت فرمائیں ”وَمَنْ يَخْلُلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ“ (سورہ طہ آیت ۸) (اور یاد رکھو) جس پر میرا غضب نازل ہوا تو وہ یقیناً گمراہ (ہلاک) ہوا تو یہ فرمائیے غضب الہی کیا ہے تو جناب امام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا غضب اس کا غضب ہے اے عمرو جو یہ گمان رکھے کہ کوئی شے خدا کو متغیر و متبدل کر دیتی ہے اور وہ اس چیز کا اثر قبول کر لیتا ہے تو ایسا گمان رکھنے والا کافر ہے۔
(الاحتجاج ص ۷۱)

کائنات میں سب سے بڑے عالم

مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہے کہ ابرش کلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہشام سے کہا کہ عراق میں یہ کون شخص ہیں کہ جن کے گرد لوگ جمع ہو کر مسائل دریافت کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ یہ کوفہ کے نبی ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ فرزند رسول باقر العلم اور مفسر قرآن ہیں میں ان سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہوں کہ یہ اس کا جواب ہی نہ دے سکیں گے چنانچہ وہ حضرت امام کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ نے توریت و انجیل اور زبور و قرآن کو پڑھا ہے؟ تو حضرت نے جواب دیا ”ہاں“ تو کہنے

لگا کہ آپ سے کچھ مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تو طالب ہدایت ہے تو تو اس سے نفع حاصل کرے گا اور اگر تیرا سوال کسی لغزش کی تلاش میں ہے تو تو گمراہ ہو جائے گا۔ ابرش نے کہا کہ یہ بتائیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان فترت کا زمانہ کتنا تھا کہ جس میں کوئی نبی معبود نہیں ہوا تو حضرت نے فرمایا ہمارے قول کے مطابق چھ سو سال کا وقفہ زمانہ فترت رہا۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے خداوند عالم کے اس قول کے بارے میں بتائیے ”يَوْمَ تَبْدَلُ الْأَرْضَ رِسْوٰطِہٖم“ آیت ۴۸ جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی، تو لوگ قیامت کے دن فیصلہ ہونے تک کیا کھائیں پئیں گے؟ تو فرمایا کہ ہاں چمک دار تھالی کی طرح ایک زمین ہوگی جس میں نہریں ہوں گی لوگ انہی سے کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہوگی تو ہشام نے کہا کہ ان سے یہ بھی تو پوچھیے کہ اس وقت وہ کون سی چیز ہوگی جو کھانے پینے سے بے خبر کر دے گی تو امام نے فرمایا کہ جہنم میں ہونا کیا کم مصیبت ہے لیکن وہ اس کہنے سے بے خبر نہ ہوں گے ”أَنْ أَقْبِضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ“ (سورہ الاعراف آیت ۵۰) ہم پر تھوڑا سا پانی ہی انڈیل دو یا جو نعمتیں خدا نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کچھ (دے ڈالو)

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر ابرش کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ بے شک آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے فرزند ہیں پھر وہ ہشام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے بنو امیہ ہم تم سے باز آئے یہ بزرگ تو آسمان و زمین کی چیزوں کے جاننے میں زمین والوں میں سب سے بڑے عالم ہیں اور حقیقتاً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں۔

اس مذکورہ واقعہ کو جناب کلینی نے نافع غلام ابن عمر سے روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ ہے جن میں ایک بات یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو نہروان والوں کے بارے میں کیا کہتا ہے اگر تیرا یہ خیال ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ان سے حق پر قتال کیا تھا تو تو اپنے دین سے پھر گیا اور اگر تو کہتا ہے کہ انہوں نے نہروان والوں سے باطل پر قتال کیا تو تو کافر ہو گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ یہ کہتے ہوئے آپ کے پاس سے پلٹا کہ خدا کی قسم آپ بے شک لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں اور ہشام کے پاس چلا گیا۔ (الکافی جلد ۸ ص ۱۲) (مناقب جلد ۳ ص ۳۲۹، ص ۲۳)

جناب ابو حنیفہ اور امام

ابوالقاسم طبری الکافی شرح حج اہل السنۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب ابو حنیفہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جب کہ جناب امام مسجد میں تشریف فرما تھے پوچھا کہ کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں؟ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ تم ایک مشہور و معروف آدمی ہو میں پسند نہیں کرتا کہ تم میرے پاس

بیٹھو وہ نہ مانے اور بیٹھ گئے انہوں نے حضرت امام سے کہا کہ کیا آپ امام ہیں تو حضرت نے فرمایا ”نہیں“ تو کہنے لگے کہ اہل کوفہ تو یہی گمان کرتے ہیں کہ آپ امام ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں امام ابوحنیفہ کہنے لگے کہ آپ انہیں لکھیں اور اس سے منع کریں حضرت نے فرمایا وہ میرا کہنا کیا مانیں گے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ اس کے مقابلہ میں ہم سے دور ہیں جو ہمارے سامنے ہے یعنی تم تو میرے پاس بیٹھے ہو تم نے ہی میرا کون سا کہنا مان لیا میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس نہ بیٹھو لیکن تم بیٹھ گئے اسی طرح اگر میں اہل کوفہ کو لکھوں بھی تو بھی وہ میرا کہنا نہ مانیں گے جیسے تم نے نہ مانا یہ سن کر جناب ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۳)

وضاحت

مذکورہ بالا روایت میں یہ بات واضح ہے کہ جناب ابوحنیفہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی امامت کے قائل نہ تھے ورنہ یہ سوال نہ کرتے کہ کیا آپ امام ہیں؟ اور ان کا یہ سوال مقلد اور مطیع کی حیثیت سے نہ تھا اگر حضرت امام علیہ السلام یہ فرماتے کہ میں امام ہوں تو فوراً حکومت کی مخالفت کا رخ اس طرف ہو جاتا حضرت کا اس سے انکار اس وجہ سے نہ تھا کہ واقعی آپ امام زمانہ نہیں بلکہ فتنہ کو دبانا مقصود تھا جب کہ ارشاد خداوندی ہے کہ **الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ** جب فتنہ مومن کے قتل سے بھی زیادہ سنگین ہے تو امام کس طرح یہ فرماتے کہ میں امام ہوں اور یہ فرما کر ایک فتنہ کو دعوت دیتے۔

عبداللہ بن معمر سے متعلق پر بحث

کشف الغمہ میں کتاب نثر الدر کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن معمر لیشی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور آنحضور کے اصحاب نے اس پر عمل کیا ہے تو عبداللہ نے کہا لیکن جناب عمر نے اس سے منع کیا ہے تو حضرت نے جواب دیا کہ تو اپنے ساتھی کے قول پر عمل کرتا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پر عمل کرتا ہوں جس پر عبداللہ نے کہا کہ کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی خواتین بھی ایسا کرنے لگیں تو حضرت نے فرمایا کہ اے احمق عورتوں کے ذکر کا کیا موقع ہے جس چیز کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا اور بندوں کے لیے مباح کر دیا کیا وہ تیرے یا اس سے نہی کرنے والے کے کہنے سے متغیر ہو سکتا ہے کیا تجھے یہ پسند آئے گا کہ تیرے حرم (نزدیکی عورتیں) میں سے کوئی میزب کے جلا ہے سے شادی کر لے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ جسے خدا نے حلال کیا ہے تو اسے کیوں حرام کر رہا ہے تو کہنے لگا کہ میں حرام نہیں کرتا لیکن جولاہا میرا کفو نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا تو جولاہے کے عمل سے خوش ہو کر عورت سے اس کی ترویج کر دے گا اور تو اس شخص سے نفرت کرتا ہے جس کی طرف خدا رغبت رکھتا ہے اور تو اس شخص سے بے وفائی کی بنا پر دور رہنا چاہتا

ہے جسے خدا نے حور جنت کا کفور قرار دیا ہے یہ سن کر عبداللہ منس پڑا اور کہنے لگا کہ آپ حضرات کے سینے علم کے درختوں کے منابت (پھوٹنے کی جگہیں) ہیں ان کے پھل آپ کو ملتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو ان کے پٹے ملتے ہیں۔
(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۶۲)

مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں بہت سی اخبار و روایات کتاب الاحتجاجات میں بیان کی گئی ہیں جن میں باب الرد علی الخوارج البواب توحید اور ان حضرات کی شان میں نازل شدہ آیات ربانی کے باب شامل ہے۔

قتادہ بن دعامہ بصری سے مباحثہ

الکافی میں ابو حمزہ شمالی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے سلام کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ اے بندہ خدا آپ کون ہیں تو میں نے کہا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں آپ کی کیا حاجت ہے تو وہ بولے کہ کیا آپ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کو جانتے ہیں میں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں میں انہیں جانتا ہوں آپ کی ان سے کیا حاجت ہے تو کہنے لگے کہ میں نے چالیس مسئلے تیار کیے ہیں جن کے بارے میں ان سے سوالات کرنا چاہتا ہوں اور ان مسائل میں حق و باطل کے تمام امور شامل ہیں ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے والے سے پوچھا کہ کیا تمہیں حق و باطل کے درمیان امتیاز حاصل ہے اور دونوں میں فرق کر سکتے ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہاں ہاں کیوں نہیں تو میں نے کہا کہ جب تم خود حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو تو پھر حضرت امام سے تمہارا کیا کام؟ وہ کہنے لگے کہ اے اہل کوفہ تم وہ لوگ ہو جن میں حقیقت کے سمجھنے کی قدرت نہیں لہذا جس وقت تم حضرت امام کو دیکھو تو مجھے اس کی اطلاع کر دینا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لے آئے آپ کے گرد اہل خراسان وغیرہ کا مجمع تھا جو حضرت والا سے مناسک حج کے بارے میں کچھ سوالات کر رہے تھے حضرت اپنی نشست پر رونق افروز ہوئے یہ اجنبی بھی حضرت کے قریب بیٹھ گئے ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں بھی جا بیٹھا اور امام کی گفتگو کو سننا آپ کے چاروں طرف علماء کا مجمع تھا۔

جب حضرت امام ان کے مسائل اور ضروری امور سے فارغ ہو چکے اور وہ لوگ چلے گئے پھر حضرت ان کے والے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے دریافت فرمایا بھائی آپ کون ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں قتادہ بن دعامہ بصری ہوں حضرت نے فرمایا کہ بصرہ کے فقیہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قتادہ تم پر افسوس ہے یہ جان لو کہ خداوند عالم نے ایک جماعت کو پیدا کیا ہے اور انہیں اپنی مخلوق پر مجتبیٰ قرار دیا ہے وہ اس کی زمین کی میخیں ہیں وہ خدا کے حکم سے قائم ہیں وہ اس کے علم کے رکھنے والے ہیں جنہیں خدا نے دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے ہی منتخب کر کے اپنے عرش کے داہنی طرف

قائم کیا۔ ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ دیکھا خاموش رہے پھر بولے کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے خدا کی قسم میں بڑے بڑے فقہار کی مجلسوں میں بیٹھا ہوں جن میں ابن عباسؓ کی شخصیت بھی شامل ہے لیکن ان میں کسی کے سامنے مجھے اتنا اضطراب نہیں ہوا جتنا آپ کے سامنے ہو رہا ہے جناب امام نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت تم اس شخص کے سامنے ہو جن کا ذکر اس آیت مبلکہ میں ہے کہ ان گھروں میں خدا کی عظمت اور اس کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے یہاں صبح و شام اس کی تسبیح کی جاتی ہے ان گھروں میں رہنے والے ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرتی اور نہ ہی نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے بے خبر کرتی ہے۔ اے قتادہ یہ جان لو کہ وہ ہم لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ قتادہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا میں آپ کے قربان جاؤں یہ گھر چھراور مٹی کے گھر نہیں ہیں۔

اس کے بعد قتادہ نے عرض کیا کہ بنیر کے بارے میں کیا حکم ہے جس پر حضرات امام مسکرائے اور فرمایا کہ اب تم مسائل میں ایسے مسئلہ پر اتر آئے ہو پھر آپ نے فرمایا کہ وہ جائز ہے قتادہ کہنے لگے کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ اس میں مردہ جانور کا پیر ملا دیا گیا ہو اور اس کی بو آتی ہو تو حضرت نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اس لیے کہ دودھ اور پیر میں خون ٹھہری اور رگیں نہیں ہوتیں بو تو گوہر اور خون سے آ یا کرتی ہے یہ تو بمنزلہ مرغی کے ہیں جو مردہ ہو اور اس میں سے انڈے کو نکال لیا جائے تو کیا تم اس انڈے کو کھاؤ گے۔ قتادہ کہنے لگے کہ نہیں میں تو اس کے کھانے کا کسی کو حکم نہیں دوں گا حضرت نے پوچھا "کیوں؟" انہوں نے جواب دیا کہ ایسے کہ وہ مردے میں سے نکلا ہے اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ انڈہ کسی مرغی کے پیچھے رکھ دیا جائے اور اس میں سے بچہ نکلا آئے تو کیا تم اسے کھا لو گے اس پر قتادہ نے جواب دیا کہ ہاں اس کا گوشت کھاؤں گا امام نے فرمایا کہ کس چیز نے تم پر انڈے کو حرام کر دیا اور اس میں سے نکلے ہوئے بچے کو حلال کر دیا اسی طرح دودھ پینے والے انڈے کے ہیں لہذا تم مسلمانوں کے بازار میں جا کر ناپیوں کے ہاتھ سے پیر خریدو اور اس بنیر کے بارے میں ان سے کچھ سوال نہ کرو ہاں یہ بات دوسری ہے کہ کوئی شخص اس کے بارے میں پوری اطلاع ہم پہنچا دے

(الکافی جلد ۶ ص ۲۵۶)

شراب دوسرے گناہوں کی طرف مائل کر دیتی ہے

نفس المصدا میں احمد بن اسماعیل الکاتب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف لائے تو گروہ قریش میں سے کچھ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ کون ہیں تو انہیں بتایا گیا کہ یہ اہل عراق کے امام اور پیشوا ہیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس کوئی جانے اور ان سے سوال کرے چنانچہ ان میں کا ایک جوان حضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے حضرت نے جواب دیا کہ شراب پینا بدترین گناہ ہے یہ سن کر اس جوان نے ان سب کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے اس جوان سے کہا کہ دوبارہ جاؤ وہ پھر امام کے پاس آیا حضرت نے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں کہ شراب کا پینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ شراب کا پینا شرابی کو زنا کاری کی طرف لے آتا ہے چوری ناحق قتل کی طرف آمادہ کرتا ہے اور وہ شرک کی طرف آجاتا ہے

شراب کے سلسلہ میں سارے امور ہر گناہ سے اونچے ہیں اور اسی طرح ہیں جیسے کلاس کا درخت اور اس کی بیل ہر درخت پر چھا جاتی ہے۔
(نفس المصدر جلد ۶ ص ۲۹)

جنازے کی تعظیم اور آل محمد علیہم السلام

کافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ انصار بھی موجود تھے کہ ایک جنازہ گزرا اور انصاری جنازے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے لیکن حضرت امام کھڑے نہیں ہوئے اور نہیں بھی بیٹھا رہا۔ انصاری اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ لوگ جنازے کو لے کر گزر نہ گئے اس کے بعد وہ بیٹھے اور حضرت امام نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے کھڑے ہو جانے کا کیا باعث ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ حضرت جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم امام حسین علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا اور ہم اہل بیت میں کوئی فرد جنازے کی تعظیم کے لیے نہیں اٹھا جس پر ان انصاری نے کہا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے میں شک میں پڑ گیا مجھے یہ گمان تھا کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ ص ۱۹) التہذیب جلد ۶ ص ۵۶

Presented By: <https://jafrilibrary.com>

رسول باب

حضرت امام کی نادر اخبار و روایات

امامی جناب شیخ میں منہال بن عمر سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اس شخص نے پوچھا آپ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت امام نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں ہماری اس امت میں بنی اسرائیل کی مثال ہے کہ وہ بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور ہمارا بھی یہی حال ہے کہ یہ لوگ ہمارے بیٹے کو قتل کر دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ ان کا ماتم کرتی رہیں، اب اہل عرب عجم والوں پر فضیلت جلاتے ہیں ایک عجمی نے پوچھا کیا کہ یہ کیسے؟ اہل عرب بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ایک عربی تھے تو وہ عجمی کہنے لگے کہ بالکل ٹھیک بات ہے قریش نے بھی دوسرے عرب والوں پر اپنی فضیلت جتائی اہل عرب نے پوچھا کہ افضل ہونے کی کیا وجہ ہے تو کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندان قریش میں سے تھے اس لیے دوسرے قبائل پر ہمیں فضیلت حاصل ہے انہوں نے بھی کہا کہ بات تو ٹھیک ہے اگر یہ تمام لوگ اپنے اس کہنے میں سچے ہیں تو پھر ہمیں تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہوئی اس لیے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ان کے خاص اہل بیت اور ان کی عزت ہیں جس میں ہمارے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہی نہیں تو وہ شخص کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے آپ اہل بیت سے محبت ہے تو حضرت امام نے فرمایا تو پھر تم بلا و مصیبت کی ردا تیار کر لو یعنی مصائب اٹھانے کے لیے مستعد ہو خدا کی قسم ہماری طرف آلام و مصائب اس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ آتے ہیں جیسے وادی و نشیب میں سیلاب آئے بلا و مصیبت کا نشانہ اول ہم بنتے ہیں پھر تمہاری باری آتی ہے اسی طرح زندگی کی آسودگی اول

دامالی الطوسی ص ۹۵

ہم سے ہوگی پھر تمہاری طرف بڑھے گی۔

وضاحت حقیقت تو یہی ہے کہ آل محمد علیہم السلام کی زندگیاں مصائب و آلام ہی میں گزریں اور ان کے دوستوں اور شیعوں پر بھی زمانہ نے مصیبت کے پہاڑ توڑے جن کے واقعات سے تاریخ کے اوراق رنگین ہیں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو ہم اہل بیت کی محبت رکھتا ہو اسے فقیری کے لیے تیار رہنا چاہیئے ایسا شخص دنیا کی آسائشوں سے علیحدہ رہے گا اور فقر و فاقہ پر صبر کرے گا۔ محبت اہل بیت اور حب دنیا کبھی یکجا جمع نہیں ہو سکتیں مال و تونگری اہل دنیا کا حصہ ہے اور دولت عقیقی آل رسول سے تمسک رکھنے والوں کا اسی لیے تو آل محمد علیہم السلام اور ان کے دوستوں نے ہمیشہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اور دنیا سے جو کچھ تعلق رہا وہ بقدر واجب۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ

”ہم خدا خواہی و ہم دنیا سے دل بد خیال ست و محال ست و جنوں“

حضرت خضر سے جناب امام کی ملاقات

اکمال الدین میں حمزہ بن حمران وغیرہ کے حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے حضرت امام فرماتے ہیں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ کے ایک صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے یہ ایک فکر مند کا سا انداز تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو جعفر علیہ السلام آپ فکر مند کیوں ہیں اگر دنیا کے لیے متفکر ہیں تو خدا کا دیا ہوا رزق سب کے لیے ہے جس کے لیے نیک و بد کا کوئی فرق نہیں سب کو رزق پہنچتا ہے اگر آپ آخرت کے لیے فکر مند ہیں تو اس کے لیے سچا وعدہ ہے کہ اس دن خدائے تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا حضرت نے یہ سنا اور فرمایا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں کسی کے لیے فکر نہیں میں تو ابن زبیر کے فتنہ کے بارے میں متفکر ہوں تو وہ شخص کہنے لگے کہ کیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا سے طلب عافیت کی ہو اور خدا نے اسے مشکل سے نجات نہ دی ہو کیا آپ کی نظر میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر بھروسہ کیا ہو اور اس نے اس کی کفایت و نصرت نہ کی ہو کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا سے خیر کی طلب کی ہو اور خدا نے اسے خیر عطا نہ کیا ہو۔ حضرت امام نے فرمایا کہ یہ کہہ کر وہ شخص چلے گئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کون تھے تو ارشاد فرمایا کہ یہ جناب خضر تھے۔

(اکمال الدین و تمام النعمۃ جلد ۲ ص ۵۸)

جناب صدوق علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ایک دوسری حدیث میں یہ واقعہ امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ حضرت خضر آپ سے ہم کلام ہوئے تھے۔

حضرت امام کے یہاں مجلس گریہ و ماتم

الکافی میں اسحق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض اصحاب نے حکم بن عتیبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس گھریں بیٹھا ہوا تھا اور تمام اہل خانہ اس وقت وہاں جمع تھے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے جو اپنی پھل والی لکڑی کا سہارا لیے ہوئے تھے انہوں نے دروازہ پر دستک کر کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر وہ خاموش ہوئے تو حضرت امام نے سلام کے جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے بعد وہ بزرگ اہل بیت کے سب افراد کی طرف متوجہ ہوئے اور السلام علیک کہا اور خاموش ہو گئے سب نے انہیں سلام کا جواب دیا اس کے بعد وہ حضرت امام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں میں آپ کے قریب ہوں خدا کی قسم مجھے آپ سے بڑی محبت ہے آپ سے محبت رکھنے والوں سے بھی محبت کرتا ہوں خدا کی قسم مجھے آپ سے اور ان سے جو آپ سے محبت رکھتے ہیں دنیاوی طمع کے پیش نظر محبت نہیں ہے میں آپ کے دشمنوں سے بغض رکھتا ہوں اور ان سے بیزار ہوں اور خدا کی قسم ان سے یہ دشمنی و بیزاری آپس کی بغض اور ذاتی کشیدگی کی وجہ سے نہیں خدا کی قسم میں آپ کے حلال کو حلال اور آپ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوں اور آپ کے حکم کا منتظر رہتا ہوں میں آپ پر قربان کیا آپ مجھ سے ایسی ہی امید رکھتے ہیں جس پر حضرت امام نے فرمایا آؤ آؤ قریب آ جاؤ یہاں تک کہ حضرت نے ان بزرگ کو اپنے پہلو میں بٹھالیا۔

اس کے بعد امام نے فرمایا اے شیخ میرے پدر بزرگوار امام علی بن الحسین علیہما السلام کے پاس بھی ایک شخص اسی طرح آئے تھے اور انہوں نے اسی طرح سوال کیا تھا جیسے تم نے کیا ہے تو میرے پدر بزرگوار نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری موت آ جائے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی حضرت حسن مجتبیٰ امام حسین اور امام علی بن الحسین علیہم السلام کے پاس پہنچو گے جس سے تمہارے دل کو ٹھنڈک ملے گی اور تمہارا قلب راحت و سکون پائے گا اور کرام کا تبیں کے ساتھ آرام و راحت سے تمہارا استقبال ہوگا اگرچہ تمہارا سانس یہاں تک پہنچ جائے حضرت نے اپنے ہاتھ سپاٹنے حلق کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو تم دیکھ لو گے کہ خداوند عالم تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے گا اور تم ہمارے ساتھ بلند تر درجہ میں ہو گے وہ سن رسیدہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ اے ابو جعفر یہ کیسے؟ حضرت نے اپنی بات کو دہرایا بزرگ نے کہا اللہ اکبر اے ابو جعفر اگر میں مر جاؤں تو میں رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ حسن مجتبیٰ حسین شہید کربلا علی بن الحسین زین العابدین صلوات اللہ علیہم کے پاس پہنچ جاؤں گا میری آنکھوں اور دل کو ٹھنڈک ملے گی۔ کرام کا تبیں فرشتوں کے ساتھ آرام و سکون سے میرا استقبال ہوگا اگر میں زندہ رہوں تو میں دیکھ لوں گا کہ خدا نے میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائی میں

آپ حضرات کے ساتھ بلند ترین درجہ میں داخل ہوں گا ان بزرگ کی یہ حالت ہوئی کہ وہ لمبے لمبے سالس لے کر رونے لگے اور بچی بندھ گئی یہاں تک کہ وہ زمین سے چھٹ گئے امام کے اہل بیت بھی گریہ کرنے لگے شیخ کی حالت پر روتے روتے ان کی ہچکیاں بند گئیں حضرت امام نے ان آنسوؤں کو جوان بزرگ کے پیوٹوں سے بہ نکلے تھے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔

ان بزرگ نے سر کو بلند کیا اور حضرت امام سے کہا کہ فرزند رسول میں قربان جاؤں ذرا اپنا ہاتھ میرے قریب لائیے حضرت نے اپنا ہاتھ ان کے قریب کیا ان بزرگ نے ہاتھ چوم لیے انہوں نے حضرت کے ہاتھ کو اپنی آنکھوں اور رخسار پر رکھا پھر اپنا پیٹ اور سینہ کھولا اور حضرت کے دست مبارک کو اپنے شکم اور سینہ پر رکھا پھر کھڑے ہوئے السلام علیکم کہا جناب امام ان کی پشت کی طرف دیکھ رہے تھے جب کہ وہ واپس جا رہے تھے اس کے بعد امام ان سب لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو یہ چاہے کہ اہل جنت کے فرد کو دیکھے تو وہ ان شیخ کی طرف نظر کرے حکم بن عتیبہ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا شور گریہ و ماتم کبھی نہیں دیکھا جیسے کہ یہاں ہو رہا تھا

والکافی جلد ۸ ص ۶۷

گیارہواں باب

اولادِ امام علیؑ

الارشاد کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد میں منصب امامت ابو عبد اللہ حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کو حاصل ہوا اور کسی دوسرے کو نہیں ملا امام جعفر صادق علیہ السلام کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ صاحب علم و فضل تھے اور یہ بھی مروی ہے کہ جناب عبد اللہ بنی امیہ کے ایک حاکم کے سامنے پیش ہوئے تو اس حاکم نے آپ کو قتل کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ مجھے قتل نہ کرو میں خدا کے یہاں تمہاری مدد کا ذمہ دار ہوں گے مجھے چھوڑ دو میں خدا کے یہاں تمہاری مدد کا ضامن ہوں جس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو خداوند عالم سے سفارش کریں گے تو ان کی سفارش مان لی جائے گی لیکن اس حاکم نے آپ کی بات کو نہ مانا اور کہا کہ تمہاری شفاعت کی ہمیں ضرورت نہیں چنانچہ اس نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا

(الارشاد ص ۲۸۸)

کشف الغمہ کی روایت کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام کے تین فرزند تھے اور ایک بیٹی تھیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

امام جعفر علیہ السلام جو صادق سے مشہور ہیں عبد اللہ اور ابراہیم اور صاحبزادی ام سلمہ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت امام کی اولاد کی تعداد اس سے زیادہ تھی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۲۲)

مناقب ابن شہر آشوب کی روایت کے پیش نظر امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کی تعداد سات ہے جن میں ایک امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں اور انہی سے آپ کی کنیت ابو جعفر تھی اور ایک عبد اللہ

الافطح ہیں یہ دونوں حضرات جناب ام فروہ دختر قاسم کے بطن سے تھے اور عبداللہ و ابراہیم ام حکیم کے بطن سے علی اور ام سلمہ و زینب کی ماں ایک کنیز تھیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ زینب ایک دوسری کنیز کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں ایک قول یہ ہے کہ حضرت امام کی صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں جن کا نام ام سلمہ ہے سوائے امام جعفر صادق علیہ السلام کے دوسری اولاد اپنے پدر بزرگوار کی زندگی ہی میں رحلت کر چکی تھی اور امام کی نسل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی چلی۔

(المنائب جلد ۳ ص ۳۲، اعلام الوری ص ۲۶۵، الارشاد ص ۲۸۸)

حضرت امام کی شادی کا معاملہ

قرب الاسناد میں بزنتی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے قاسم بن محمد اور سعید بن مسیب کا ذکر آگیا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے قاسم بن محمد سے اپنے رشتہ کے بارے میں کہا تو قاسم نے حضرت کو جواب دیا کہ آپ اپنے والد بزرگوار سے اس معاملہ میں رجوع کریں تاکہ آپ کی شادی کا مسئلہ طے ہو جائے۔ (قرب الاسناد ص ۲۱)

باطل عقیدہ کی بنا پر حضرت امام کی زوجہ کی طلاق

نفس المصدر میں ابو الجارود سے مروی ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت ایک بہترین فرنیچر پر رونق افروز ہیں میں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو حضرت فرمانے لگے کہ یہ فرنیچر جو تم نے چھوا ہے ارمنی ساخت کا ہے میں نے عرض کیا کہ کہاں حضور کی شخصیت اور کہاں یہ ارمنی اعلیٰ سامان؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ام علی کے جہیز کا سامان ہے جو وہ اپنے میکے سے لائی ہے دوسرے وقت میں پھر حاضر ہوا اور اس فرنیچر کو چھونے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ تم اس سامان کو بغور دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات نہیں ہے نابینا آدمی تو ٹوٹا ہی کرتا ہے تو حضرت نے یہی فرمایا کہ یہ ساز و سامان ام علی کا ہے اور اس کے عقائد فاسد ہیں میں ایک رات صبح تک اسے سمجھا تا رہا ہوں کہ وہ اپنے عقیدہ فاسد سے پلٹ جائے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے تولا اختیار کرے اور ان کی دشمنی سے باز آجائے لیکن اس نے انکار ہی کیا چنانچہ صبح ہوئی تو میں نے اسے طلاق دے دی۔

نفس المصدر جلد ۶ ص ۷۷

زوجہ امام کا علمی مقام

المصدر السابق میں عبداللہ علی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام جعفر صادق

علیہ السلام کی مادر گرامی جناب ام فردہ کو دیکھا وہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں اور ایک تبدیل شدہ شکل کی ردا اوڑھے ہوئے تھیں ان کے بائیں ہاتھ میں ایک پتھر تھا ایک شخص نے جو طواف کر رہا تھا آپ سے کہا کہ اے کیز خدا آپ نے طریقہ وسنت میں غلطی کی ہے تو کہنے لگیں ہمیں تمہارے علم کی ضرورت نہیں ہم خود جانتے ہیں ہم تمہارے علم سے بے نیاز ہیں۔
(المصدر السابق جلد ۴ ص ۲۸)

بِعُوْنِهِ تَعَالٰی تَرْجُوْهُ بِحَارِ الْاَنْوَارِ دَرَا حُوْلَانِ اِمَامٍ مَّجِيْدٍ بِاَقْرَعِ كَلِيْدِهِ الصُّلُوٰةُ وَالسَّلَامُ
تمام شد

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ بَيْتِهِ
الطَّاهِرِيْنَ مَعْصُوْمِيْنَ

۱۲۲

Presented By: <https://jafrilibrary.com>